UNIVERSAL
LIBRARY

سلسلۂ ثانی — پانچویں جلد

فسانۂ لندن

منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری

ایڈیٹر رسالہ ترجمان لاہور

سنہ ۱۹۲۱ء

لال برادرس

۷ پارسنز روڈ نولکھا لاہور

اشاعت ثانی — قیمت عہ/ر

ہابج سٹیم پریس لاہور میں باہتمام لالہ ایشرداس پرنٹر چھپا

فہرست مطالب

سلسلہ ثانی

فسانہ لندن

پانچویں جلد

باب ۵۰ — وکیل صاحب کے دفتر میں ایک منظر

واقعات مذکورہ کے چند دن بعد وکیل کا اندازہ مسٹر ہارڈو کے دفتر واقع گولڈن سکوائر میں دیکھا گیا۔

سہ پہر کے چار بجے کا وقت تھا اور وکیل مذکور اپنے خاص کمرہ میں کاغذات سے بھری ہوئی میز کے قریب بیٹھا تھا۔ کہ ایک کلرک نے داخل ہو کر اطلاع دی "مسٹر سٹوفرڈ ہنٹ اور ان کی لیڈی ملاقات کے لئے آئے ہیں"

وکیل متعجب ہو کر کہنے لگا "اُن کی لیڈی بھی! خیر ان سے کہہ دو اندر آجائیں"

چند منٹ کے عرصہ میں مسٹر سٹوفرڈ ہنٹ چارلٹ . . . اوہ! ہم معذرت چاہتے ہیں . . . لیڈی ہنٹ کو ساتھ لئے دفتر میں داخل ہوا۔

اس کے چہرہ پر مسکراہٹ نمودار تھی۔ لیکن مسٹر ہارڈو نے جلدی ہی پہچان لیا کہ یہ مسکراہٹ بڑی حد تک اختیاری اور مصنوعی ہے۔ درحقیقت میں اس مسکراہٹ کی تہ میں مسرت و خوشی مفقود تھی جو کسی شادی شدہ شخص میں ہونی چاہیئے بلکہ اطمینان قلب بھی نظر نہ آتا تھا۔

لیڈی ہنٹ نے قدم [illegible]

بہر کیف کہ اسے شریفانہ اور نہ شائستہ اپیل سمجھا جا سکتا ہے۔

مسٹر ہارورڈ اٹھ کر اپنے موکل اور اس کی دلہن کا خیر مقدم کر کے کہنے لگا "سر کرسٹوفر میں آپکو مل کر بہت خوش ہوا۔ آپ کی لیڈی . . . "

نائٹ نے فخریہ انداز سے کہا "ہاں مسٹر ہارورڈ یہ میری عزیز اور چہیتی لیڈی کی بلنٹ ہیں۔ میں تمہیں یقین دلاتا ہوں بڑی ہی با اخلاق اور ملنسار خاتون ہیں۔ اور انہوں نے اس بات کا عہد کر لیا ہے کہ ہمیشہ میری خوشی کے لئے کوشش کرتی رہیں گی۔"

لیڈی بلنٹ کہنے لگی "تو اب یہ کیا فضول بک بک لے بیٹھے ہو جس کام کو آئے تھے تو ختم کر لو کہ پھر اس گاڑی کو دیکھنے چلیں جسے تم خریدنے کو کہتے تھے۔ دنیا بھر کے کسی وکیل کے دفتر سے مجھے بے حد نفرت ہے . . . مجھے یاد ہے ایک بار مجھے سترہ شلنگ ساڑھے چھ پنس کے لئے عدالت میں جانا پڑا تھا۔ اور اس سلسلہ میں میرا ایک چھوٹے وکیل کے ساتھ واسطہ پڑا تھا جس کی قسط ۲ پنس ہفتہ وار کے حساب سے مدتوں ادا کرتی رہی۔ اس وقت وکیل آنکھ نہیں دیکھتے۔" پھر وہ مسٹر ہارورڈ کی طرف متوجہ ہو کر کہنے لگی "معاف کرنا میں صاف گو ہوں اور میرا عقیدہ ہے کہ صاف بیانی ہی دنیا میں بہترین وصف ہے۔"

سر کرسٹوفر اپنی چہیتی بیوی کی طرف سے اس قسم کی تلخ کلامی کا اظہار دیکھ کر حیرت زدہ ہو گیا اور اسے چمکانے کی غرض سے بولا "دیکھو میری جان . . . میری پیاری . . . "

وکیل نے کہا "سر کرسٹوفر آپ کسی آزردگی کو دل میں جگہ نہ دیں۔ ہم لوگ حسین لیڈیوں کی زبانی اکثر اس قسم کی تلخ گفتگو سننے کے عادی ہیں۔" اور اس کے بعد اس قدر مصنوعی مسکراہٹ اختیار کر کے جتنی کہ حالات پیش آمدہ میں ممکن تھی۔ وہ کہنے لگا "آپ تشریف رکھئے۔ لیڈی صاحبہ اس کرسی پر تشریف فرمائیے۔" اور یہ کہتے ہوئے اس نے اس کرسی کی طرف اشارہ کیا جو آتشدان کے قریب پڑی تھی۔

لیڈی بلنٹ اپنے شوہر کا بازو چھوڑ کر اس کرسی کی طرف گئی لیکن اس کے ساتھ ہی اس قسم کا تحکمانہ اشارہ کیا جس سے پایا جاتا تھا کہ وہ اسے کہنا چاہتی ہے کہ تم اپنی کرسی میرے قریب لے آؤ۔ سر کرسٹوفر نے اس کی تعمیل ایسے انداز سے کی جس سے وکیل کو یقین ہو گیا کہ لیڈی بلنٹ ابھی سے سر کرسٹوفر پر کافی سکہ جما چکی ہے۔

وکیل کہنے لگا "سر کرسٹوفر میں خوش ہوں۔ آپ آج تشریف لے آئے کیونکہ . . . "

یکایک لیڈی بلنٹ دخل انداز ہو کر کہنے لگی "مگر وہ اس سے پہلے آکیونکر سکتا تھا۔ کل رات تو ہم شادی کے سفر سے واپس آئے ہیں۔"

مسٹر ہاورڈ نے انداز تسلیم سے سر جھکا لیا۔ اور کچھ کہنے کو تھا کہ سر کرسٹوفر نے کہا۔ "کیوں صاحب یہ اس رہزن کا کیا جھگڑا ہے جس نے میرے دو ہزار پونڈ اڑا لئے تھے مجھے یاد ہے۔ میں نے آپ کو صاف اور صریح لفظوں میں بتا دیا تھا۔ کہ میں اس معاملہ میں کسی قسم کی کارروائی نہیں کرنا چاہتا اور اب شہر میں واپس آتے ہی سب سے پہلی خبر میرے کان میں یہ پہنچتی ہے۔ کہ۔ . ."

لیڈی بلنٹ پھر دخل در معقولات ہو کر کہنے لگی "ہاں بجائے اس کے کہ ہم سفر ختم ہونے پر ذرا آرام کرتے ہمیں بھاگے بھاگے ایک وکیل کے دفتر میں آنا پڑا۔"

مسٹر ہاورڈ خشک لہجہ میں بولا "لیڈی بلنٹ یہ ضروری تہا۔ کہ انصاف کو عمل میں لایا جاتا۔ مجھے کچھ اطلاع اس قسم کی مل گئی تھی۔ جس کی بنا پر میں نے مس رین فورڈ کو گرفتار کرایا۔ اور اب میں سر کرسٹوفر سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ آپ جو خود کسی زمانہ میں شرف کے اعلیٰ عہدہ پر فائز رہ چکے ہیں۔ . ."

"اور اس کے بعد میں پورٹ سوکن کی آلڈرمینی کا امیدوار بھی تو رہا ہوں۔ اگرچہ مجھے ان شہری لوگوں کے طرز عمل کی بدولت ان سے بے تعلقی اختیار کرنی پڑی۔" سر کرسٹوفر نے ذرا اکڑ کر کہا۔

اس کی لیڈی کہنے لگی "واہ! بھلا یہ کیا حماقت تھی۔ کہ تم نے شہر کے لوگوں سے بے تعلقی پیدا کر لی۔ مجھ سے پوچھو۔ تو میں بھانڈوں کا مجرا دیکھنے کی نسبت کسی لارڈ میئر کے جلسہ میں شریک ہونا اچھا سمجھتی ہوں۔ اور میرے ان لفظوں کی اہمیت کا اندازہ تم اس بات سے کر سکتے ہو۔ کہ مجھے بھانڈوں کے تماشہ کا بہت شوق ہے۔"

بیچارہ نائٹ ایسے سخت کشمکش و پیچ کی حالت میں تھا۔ کہ کیا کہے کیا نہ کہے۔ آخر بولا "پیاری چارلٹ۔ تم۔ . ."

اس کی دلہن نے قطع کلام کر کے کہا "دیکھو اجنبیوں کے سامنے مجھے چارلٹ کہہ کر مخاطب کیا کہ وہ یہ نام صرف گھر کے لئے ہے۔ عوام کے روبرو تم نے مجھے لیڈی بلنٹ کے سوا کسی نام سے مخاطب کر دیا۔ تو یاد رکھنا۔ ہاں مسٹر ہاورڈ تم پہلے اپنا کام ختم کر لو۔ . ."

سر کرسٹوفر زردق ہو کر کہنے لگا "دیکھو میری جان میں نے تمہیں پہلے ہی ساتھ آنے سے روکا تھا

اگر تم ان کاروباری معاملات کو ناپسند کرتی ہو۔ تو آنا ہی نہ تھا۔ تمہیں معلوم ہے۔ میں نے شروع ہی میں یہ بات تم سے کہی تھی۔ کہ کسی لیڈی کا اپنے شوہر کے ساتھ وکیل کے دفتر میں جانا غیر معمولی بات ہے۔"

چارلٹ بولی "مسٹر کرسٹوفر تم غالباً یہ تو نہیں سمجھتے کہ میں تمہیں اپنی نظروں سے اوجھل ہو جانے دونگی۔ واہ! میں اتنی بیوقوف نہیں ہوں۔ کہ تمہیں اکیلا چھوڑ دوں۔ ابھی تھوڑی دیر ہوئی ہم بازار سے گذرے۔ تو میں نے دیکھا۔ تم چند ناشستہ عورتوں کی طرف گھور رہے تھے۔"

اب ہمارے قابل قدر نائٹ کا چہرہ مارے غصہ کے سرخ ہو گیا تھا۔ اور وہ کہنے لگا۔ "لیڈی بلنٹ تم بڑی ناانصافی کرتی ہو۔۔۔"

"ہوگی۔ اور مجھ سے پوچھو تو میں دل سے چاہتی ہوں۔ یہ خیال غلط ثابت ہو۔ کیونکہ تمہاری بھلائی اسی میں ہے۔" پھر وہ وکیل کی طرف توجہ کر کے کہنے لگی "مگر تم اپنی داستان کو تو ختم کرو۔"

وکیل طنز کے لہجہ میں بولا "میڈم مجھے کب عذر ہے۔ آپ اجازت دیں۔ تو میں اسے ابھی ختم کئے دیتا ہوں۔ جیسے میں بیان کر رہا تھا۔ مجھے کچھ اطلاع ملی جس کی بنا پر میں نے اس بدمعاش ٹامس رین فورڈ عرف کپتان سپارکس کو گرفتار کرا دیا۔ اور اب وہ مشتبہ کے رو۔ مسٹر کرسٹوفر آپ کو مجسٹریٹ کی عدالت میں شہادت دینی ہوگی۔"

نائٹ نے پوچھا "مسٹر ہارڈ۔ میرے اس سوال کا کیا جواب ہے۔ کہ میری مخالفت کے باوجود آپ نے کس کے اختیار سے اس کام کو ہاتھ میں لیا؟"

وکیل بظاہر اس سوال کا جواب نہ دینا چاہتا تھا۔ وہ کہنے لگا "کتنا عجیب سوال ہے۔ مسٹر کرسٹوفر آپ ہی غور کیجئے۔ ایک رہزن آپ کی نقدی کو مجھ سے آپ کے اور آپ کے بھتیجے سے چھین کر لیجاتا ہے۔ وہ اپنی اس کامیابی پر پھولا نہیں سماتا۔ ہم سب پر ہنسی اڑاتا اور قانون کے اختیارات کو ہیچ سمجھتا ہے۔ پھر اگر موقعہ ملے۔ تو کیا میرے لئے یہ قدرتی امر نہ تھا۔ کہ اس بدمعاش کی سزادہی کے لئے کوئی مناسب تجویز اختیار کر دوں؟"

"ضرور ہے! اور یہی واجب تھا۔ جو تم نے کیا" لیڈی بلنٹ کہنے لگی "وہ موا کون ہے۔ جو سر کرسٹوفر پر ہنسی اڑائے! مجھے مل جائے۔ تو اس کی آنکھیں ہی نکال لوں۔ سر کرسٹوفر کی ہنسی! دیکھو تو وہ ایسا نظر آتا ہے۔ کہ کوئی اس کی ہنسی اڑائے؟"

لیڈی بلنٹ کا یہ سوال اس لحاظ سے نہایت باموقعہ تھا۔ کہ اس وقت سر کرسٹوفر کی دماغی

ایک طرف بیوی کی نظروں میں خوش نظر آنے اور دوسری طرف وکیل کے سامنے اپنے آپ کو زن مرید ظاہر نہ کرنے کی کوشش میں نہایت مضحکہ خیز بن رہی تھی۔ امر واقعہ یہ ہے کہ اگر مسٹر ہاورڈ ہیرا ضبط رکھنے والا آدمی نہ ہوتا۔ تو وہ ضرور قہقہہ لگا کر ہنس دیتا۔

ڈیمن وکیل نے بڑی سنجیدگی سے کام لیکر لیڈی بلنٹ کو یقین دلایا کہ "واقعی کسی شخص کو مسٹر کرسٹوفر جیسے ذی رتبہ اور پر اہمیت شخص پر ہنسی اڑانے کا حق حاصل نہیں۔ درحقیقت ٹامس ایبنفورڈ کی گرفتاری سے مدعا بھی یہی ہے۔ کہ اس شخص کو سزا دی جائے۔ جس نے کرسٹوفر کا مال چھینا اور اس کے بعد ان کی ہنسی اڑائی۔"

لیڈی بلنٹ ان عورتوں میں سے تھی۔ جو خود تو اپنی آزادی برقرار رکھنے یا حکومت جتانے کی غرض سے یا تفریحاً اپنے شوہر کی ہنسی اڑانا برا نہیں سمجھتیں۔ لیکن کسی غیر کو اسکا موقعہ نہیں دے سکتیں۔ چنانچہ وہ خوش ہوئی۔ کہ مسٹر ہاورڈ نے ربن فورڈ کو گرفتار کرا دیا ہے! وہ کہنے لگی "میں ضرور سر کرسٹوفر کو دوشنبہ کے روز شہادت دینے کی غرض سے بھیجونگی۔ اور اگر اس نے انکار کیا۔ تو انہیں ساتھ لیکر آؤنگی۔"

بارنٹ نے کہا "میری جان۔ اگر تمہاری یہی مرضی ہے۔ تو خیر مجھے انکار نہیں۔ میں عدالت میں چلا جاؤنگا۔ اور مجھے امید ہے۔ کہ جب مجسٹریٹ میری شہادت سنے گا۔ تو اسے یقین ہو جائیگا کہ میں کس خوش اسلوبی سے قانون کو مدد دیتا ہوں۔ میں کئی سال شیرف کے عہدہ پر رہا اور اس عرصہ میں قانون کے سب پہلوؤں سے واقف ہو گیا۔ اصل بات یہ ہے۔ کہ ہر چند میری ابتدا نہایت حقیر درجہ سے ہوئی۔۔۔"

لیڈی بلنٹ کہنے لگی "وہ سر کرسٹوفر اب تم پھر اس فضول داستان کو لے بیٹھے ہو۔ جو دن میں بیسیوں مرتبہ سنایا کرتے ہو۔ جانے دو۔ میری طبیعت اس زیادہ گوئی سے بہت آزردہ ہوتی ہے۔"

عین اسی وقت کمرہ کا دروازہ زور سے کھلا۔ اور مسٹر فرینک کرٹس اندر داخل ہوا۔

اس کا چہرہ زیادہ شراب پینے کی وجہ سے سرخ تھا اور منہ سے شراب اور سگاروں کی اتنی تیز بو آتی تھی۔ کہ محض قوت شامہ کی بدولت کمرہ میں ہر شخص کو اس کی آمد کا علم ہو گیا۔ آتے ہی وہ اپنے چچا سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "کہو چچا کرسٹوفر کیا حال ہیں؟"

بارنٹ غصہ میں بھر کر اپنی کرسی سے اٹھا۔ اور اکڑ کر کہنے لگا "مسٹر کرٹس دیکھو۔۔۔"

مگر فرینک سلسلہ کلام قطع کر کے کہنے لگا "چچا گھبرانے کی بات نہیں معلوم ہوتا ہے۔ شادی تمہارے

مزاج کو نا موافق ہے۔ جبھی تو اتنی سی بات پر بگڑ گئے ہو۔ آہ! یہ کون . . . میری پیاری چار . . . میری بچی۔ معاف کیجئے . . . مجھ سے غلطی ہوئی . . . میں معذرت چاہتا ہوں۔ لیکن خدا قسم آج تو تمہارا حسن سہ چند نظر آتا ہے!

لیڈی بلنٹ اب تک شش و پنج کی حالت میں تھی۔ کہ مجھے اس شخص سے کسی قسم کا سلوک کرنا چاہیئے۔ آخر وہ تحکمانہ لہجہ میں کہنے لگی "جا مو اشرابی میرے سامنے سے دُور ہو جا"

"اوہ! تو کیا اس شادی نے تمہیں بھی بدمزاج کر دیا ہے۔ حالانکہ طبیب کہتے ہیں شادی کر کے انسان کا مزاج نرم ہو جاتا ہے" فرینک کہنے لگا "ایلو میں تمہیں ایک لیڈی کا قصہ سناتا ہوں جسے سخت قسم کا تپ دق تھا۔ سارے معالج جواب دے بیٹھے۔ اور ایک کفنیا جو مکان کے پاس رہتا تھا۔ اس کے لئے تابوت بھی تیار کر چکا۔ کیونکہ وہ جانتا تھا۔ آجکل میں اس کے دفن کی تیاری ہوگی بکایک ایک نوجوان کی اس سے محبت ہوگئی۔ وہ اس سے شادی کر کے اسے جنوبی فرانس میں لے گیا۔ جہاں میں خود بھی کچھ عرصہ رہ آیا ہوں۔ چھ مہینے بعد دونوں واپس آئے۔ تو نہ صرف وہ عورت پورے طور پر صحتیاب ہو چکی تھی۔ بلکہ جیسا کہا کرتے ہیں۔ پیمانِ محبت کا ایک زندہ نمونہ بھی پیش کرنیکو تیار رکھتی تھی۔"

سر کرسٹو فر بڑے پروقار لہجہ میں کہنے لگا "مسٹر کرٹس افسوس کی بات ہے۔ تم اس قسم کی باتیں ایک ایسی خاتون کے سامنے کر رہے ہو جس کی حال میں شادی ہوئی ہے۔"

فرینک لڑکھڑا کر دوکیں کی میز سے لگ گیا اور بولا "کا کڑدوں کوں۔ تمہاری بلا جانے اس شادی سے پہلے اس کی کتنوں سے محبت رہ چکی ہے۔"

نائٹ نے سختی کے لہجہ میں کہا "دیکھو صاحب۔ لیڈی بلنٹ کی مجھ سے شادی ہو چکی ہے۔ اور ایک چھوٹے رشتہ دار کی حیثیت میں تمہیں ان کی عزت کرنی چاہئے۔ میں بھی تمہیں بتا دیتا ہوں۔ کہ تم نے مس مورڈانٹ کیساتھ مل کر میرے خلاف جو قابل نفرت سازش کی تھی اس کا اثر الٹا تمہیں پر پڑا ہے . . ."

فرینک نے متعجب ہو کر کہا "مس مورڈانٹ سے مل کر! کیوں حضرت یہ کیا معاملہ ہے مس مورڈانٹ سے تو میری عمر بھر میں کبھی گفتگو نہیں ہوئی۔"

لیڈی بلنٹ نے چیخ کر کہا "شیطان"!

نائٹ نے گلا پھاڑ کر کہا "جھوٹا! دروغ گو!"

"یہ خطابات آج مجھے آپ کی عنایت سے حاصل ہو گئے" مسٹر بنک سرد مہری سے کہنے لگا "لیکن خدا کا شکر ہے۔ میں اس سے زیادہ مضبوط ساخت کا انسان ہوں۔ ان بدزبانیوں کا مجھ پر کچھ اثر نہیں ہو سکتا۔ لیکن دیکھو۔ چچا میں تمہیں اس کا یقین دلاتا ہوں۔ کہ تمہارا یہ کہنا میں نے اور مسٹر مورڈانٹ نے تمہارے خلاف کسی طرح کی سازش کی صریح غلط فہمی یا غلط بیانی ہے۔ جیسا کہ ایک مرتبہ میرے دوست کونٹ سینٹ اومر سے ہوئی تھی۔ میں نے کہا۔ مائی لارڈ۔ مارکوئس نے پوچھا۔ کیا بات ہے۔ میں نے استقلال کے لہجے میں کہا۔ مائی لارڈ ڈیئر کہ ...

مسٹر کرسٹوفر نے سختی سے کہا "مسٹر کرٹس۔ اس بکواس کو جانے دو"

"ہاں میرے پیارے چلو ہم یہاں سے چلیں" لیڈی بلنٹ نے اپنے شوہر کا ہاتھ ہاتھ میں لیا اپنی جگہ سے اٹھتے ہوئے کہا "تمہارے بھتیجے کے منہ سے تمباکو اور شراب کی سخت بو آ رہی ہے"

"اگر چچی دو ہفتوں اس دنیا کی نعمتیں ہیں تو قریب سے" بے تکلفی سے کہنے لگا "کیوں تمہاری کیا رائے ہے؟ میں اپنے چند نوجوان فیشن ایبل دوستوں کے ساتھ مل کر پچھلے مکان پر کچھ عرصے سے مزا اڑا رہا ہوں۔ اور خوش ہوں۔ کہ میری شادی عنقریب ایک مالدار بیوہ عورت مسز گولڈبری کے ساتھ ہونے والی ہے...؟"

"تمہاری شادی!" مسٹر کرسٹوفر نے حیرت زدہ ہو کر کہا "کب؟... کس جگہ؟... کس کے ساتھ؟..."

مسٹر کرٹس نے عجیب انداز سے ادھر ادھر چلتے ہوئے کہا "چچا کرسٹوفر خدا کی قسم آپ نے میری طبیعت کو نہیں سمجھے حضرت تم جس وقت ماہ عسل کی خوشیاں منا رہے تھے اس وقت میں کن کن مقامات میں آوارہ پھرتے تھے..."

"آوارہ!" لیڈی بلنٹ نے غضبناک ہو کر کہا "چلو مسٹر کرسٹوفر اس لفنگے شخص سے گفتگو کرنا فضول ہے"

"کیوں نہیں! وہ کانڈویٹ سٹریٹ والا معاملہ تو بالکل ہی بھول چکی ہو" مسٹر کرٹس نے اس کی طرف استہزا کی نظر سے دیکھتے ہوئے کہا "لیکن چچی میرے وہ پانچ پونڈ تو اب تک تم نے واپس نہیں کیے جو مجھ سے ٹھگ کر لیے تھے"

مسٹر کرسٹوفر نے خشمگین ہو کر اپنے بھتیجے کی طرف دیکھا اور کہنے لگا "مسٹر کرٹس تم بڑی بے ...

پر یہ الزام عائد کرتے ہو۔ ۔ ۔ ؟"

"کہ اس نے مجھے اُلو کا پٹھا اور تمہیں اُلو بنایا" فرینک نے اپنے چچا کے سامنے چٹکی بجاتے ہوئے کہا "لیکن مسٹر کرسٹوفر اب مجھے ان معاملات کی پروا نہیں رہی۔ چند یوم کے عرصہ میں میری شادی مسز گولڈبری کے ساتھ ہو جائے گی۔ یہ کینز کہ تمہیں کو مبارک ہو۔ مگر اتنا یاد رکھو تمہاری آج کی باتوں کے بعد آیندہ کے لئے ہمارے باہمی تعلقات قائم نہیں رہ سکتے۔ تمہارا راستہ وہ ہے۔ اور میرا یہ۔ ۔ ۔"

ناٹ اس کا جواب دینے کو تھا۔ مگر اسکی بیوی یہ کہتی ہوئی اسے کھینچکر وکیل کے دفتر سے لے گئی "تم بھی کتنے بیوقوف ہو کہ ایسے فضول آدمی سے بحث کر رہے ہو"

ان کے رخصت ہونے پر کمرے کا دروازہ بند ہوا تو فرینک کرٹس اس کرسی پر بیٹھ گیا جس سے لیڈی بلنٹ اٹھی تھی۔ اور اس نے زور کا قہقہہ لگایا۔

وکیل نے اظہار ناپسندی کے طور پر اپنا سر ہلاتے ہوئے کہا "فرینک آج تم نے اس معاملہ میں انتہا کر دی۔ مسٹر کرسٹوفر کا سلوک ہمیشہ تمہارے ساتھ بہت اچھا رہا ہے۔ اور ہر چند کہ میں اس کی اس شادی کو ناپسند کرتا ہوں تاہم۔ ۔ ۔"

"لیکن مجھے اس کی پروا کیا ہے" فرینک قطع کلام کرکے کہنے لگا "کل میں نے مسز گولڈبری کے سامنے شادی کی درخواست کی تھی۔ جو اس نے بہت کچھ شرمانے اور سر جھکانے کے بعد منظور کر لی۔ اسے پانچ ہزار پونڈ سالانہ کی آمدنی ہے۔ اور وہ ہیگ سٹریٹ میں بڑی شان کی زندگی بسر کرتی ہے۔ میں نے اسے یقین دلا دیا ہے۔ کہ میں بھی کنگلا نہیں ہوں۔ اور اگرچہ میرا یہ بیان راستی پر مبنی نہیں لیکن جیسا میرا مرحوم دوست پرنس آف سینٹ اومرز حالت نشہ میں کہا کرتا تھا۔ محبت اور جنگ میں جو کچھ کیا جائے درست ہے۔ ۔ مگر ہاں تم اس شخص ریٹ فورڈ کا واقعہ تو بیان کرو۔ وہ کیونکر گرفتار ہوا؟ ۔ ۔ ؟

ہاورڈ سر دھیری سے کہنے لگا "مجھے اس کی جائے سکونت کا علم ہو گیا تھا اس لئے میں نے اسے زیر حراست کرا دیا"

فرینک بولا "خدا کی قسم تم نے اچھا نہیں کیا۔ تم سے مجھے پردہ نہیں۔ واقعہ یہ ہے کہ پچھلے اتوار کی رات کو وہ مجھ سے ملا تھا۔ ہم دونوں ہائڈ پارک میں گئے اور وہاں گھنٹہ بھر یہ جاننے کیلئے کشتی لڑتے رہے۔ کہ دونوں میں طاقتور کون ہے۔ میں نے اسے تین مرتبہ گرایا اور اس نے

مجھے سات بار۔ آخری مرتبہ جب میں اسے تین بار گرا چکا تو وہ اس مقابلے سے دست کش ہو گیا اس پر میں نے کہا۔ ہمیں پچھلی باتوں کو بھول کر آئندہ کے لئے دوستانہ تعلقات رکھنے چاہئیں۔ میں نے اس سے وعدہ کیا کہ اس دو ہزار پونڈ کے معاملہ میں میں کسی قسم کی کارروائی نہ کروں گا۔ ان حالات میں تم جان سکتے ہو کہ مجھے یہ معلوم کر کے کس قدر رنج ہوا ہے . . ."

وکیل کہنے لگا "تمہاری اس بیان کردہ کشتی سے پہلے ہی افسران انصاف کو اس کی گرفتاری کی ہدایت کی جا چکی تھی مگر اب اگلے دوشنبہ کو اس مقدمہ میں شہادت ہوگی۔ اس کے لئے تیار رہنا"

کرنش نے پوچھا "کیا عدالت میں اس چوری کا سارا حال بیان کرنا ہوگا؟"

"یقیناً" مسٹر ہارڈ نے جواب دیا "جو واقعات راست ہوں، وہ سب بیان کرنے ہوں گے بشرطیکہ تم ایسا کر سکو . . ."

"ایسا کر سکنے کے کیا معنی! اور یہ فقرہ تم نے کس نیت سے کہا! خدا قسم کوئی اور شخص یہ الفاظ کہتا تو میں وہیں اسے ڈوئیل لڑنے کی دعوت دے دیتا۔ جیسا میں نے اپنے قابل قدر دوست مارکوئیس آف ہوبورن سے پیرس میں کیا تھا۔ لو میں تمہیں اس واقعہ کی تفصیل سناتا ہوں . . ."

"نہیں مسٹر دوست تم اس قصہ کو تو رہنے دو۔ کیونکہ میں بہت مصروف ہوں۔ ڈاک کا وقت ہو چلا جاتا ہے۔ اور مجھے بہت سے خطوط لکھنے ہیں۔ تو دیکھو میں پھر تاکید کرتا ہوں۔ دوشنبہ کی صبح کو ٹھیک ۱۰ بجے بورو کے تھانہ میں جانا"

"خیر امر مجبوری ہے" کرنش نے کہا "اگرچہ مجھ سے پوچھو تو انصافاً تم نے بہت برا کیا کیونکہ یہ شخص سپارکس یا رین فورڈ جو کچھ بھی اس کا نام ہے۔ باطن میں برا آدمی نہیں"

وکیل نے خشک لہجہ میں کہا "ہوا کرے۔ بہرحال انصاف کا عمل میں آنا ضروری تھا"

اس کے بعد کرنش وہاں سے رخصت ہوا۔ اور سیدھا اپنے مکان پر پہنچا۔ جہاں داخلی طور پر سوڈا واٹر پی کر اور خارجی طور پر سر پر پانی کے چھینٹے دیکر وہ اس قدر ذی ہوش بننے کے [illegible] ہوا کہ مسٹر گولڈنی کی [illegible] سے ملاقات کے لئے تیار ہو سکے۔

امر واقعہ یہ ہے کہ اس شام کی ایک بیٹھی کے بعد مسٹر بیٹسی بڑی شان و شوکت کے [illegible]

رہتی تھی۔ فریڈنگ نے اس سے شادی کی درخواست کی تھی۔ اس نے یہ درخواست منظور
بھی کر لی تھی۔ یہ تصدیق ہم نے اس لئے کر دی ہے۔ کہ ناظرین کا اس بارہ میں یقین ہو جائے
ورنہ عام حالات میں غالباً وہ اس سارے قصہ کو بھی اسی قدر فرضی سمجھتے۔ جیسا مسٹر فرینک
کرش کے باقی بیشمار بیانات کو بجا طور پر سمجھا کرتے ہیں۔

باب ۱۵ کیچڑ میں موتی

تمام ریجنٹ کی گرفتاری اور اس عجیب و غریب واقعہ کو پیش آئے چار ہفتے کا عرصہ گذر چکا
تھا۔ جس کی ابتدا ارل آف اینگھم پیلا ایک تنگ و تاریک تہ خانہ میں محصور ہوا۔
پورے چار ہفتے اس عالی نسب امیر کو ایک خوفناک قید خانہ میں بند پڑے گذر چکے تھے
اور اب تک وہ اس بات سے قطعاً بیخبر تھا۔ کہ یہ قید خانہ لندن کے کس حصہ میں واقع ہے؟
مجھے کس لئے قید کیا گیا ہے؟ اور قید کرنیوالے کون ہیں؟
ہر روز صبح کو آٹھ بجے کے قریب اس کوٹھڑی کے دروازہ میں ایک چھوٹا سا شگاف نمودار
ہوتا۔ اور کوئی نامعلوم شخص اس شگاف کے رستے ناشتہ کا [illegible] اس کے ہاتھ میں پہنچا دیتا۔ [illegible]
اس کی [illegible] کے دو بجے دن ایک لیمپ مہیا کر دیا گیا۔ اور اسی طرح وقت کے ساتھ
لیمپ کو روشن رکھنے کیلئے تیل کی مناسب مقدار اسے پہنچا دی جاتی تھی۔ کھانا اچھا ہوتا تھا
اور کھانے کے بعد شراب بھی مہیا کی جاتی تھی جس سے ظاہر ہوتا تھا کہ حراست کا باعث کسی
قسم کی ذاتی دشمنی یا کینہ نہیں ہے۔
حقیقت یہ ہے کہ ایک مرتبہ اس شخص نے جو اسے کھانا پہنچانے آتا تھا۔ اسے اس بات
کا یقین دلا دیا تھا۔ کہ تمہیں کسی قسم کا ضرر نہیں پہنچایا جائے گا۔ تمہاری گرفتاری بعض وجوہ
کی بنا پر عمل میں لائی گئی ہے۔ اور اس کی میعاد چند ہفتوں تک ختم ہو جائے گی۔ تمہیں اس
تہ خانہ میں رکھنے کی وجہ محض یہ ہے۔ کہ تم فرار نہ ہو جاؤ۔
بارہا ارل آف انگھم نے اس شخص سے جو بظاہر اس قید خانہ کا مہتمم تھا۔ مزید حالات
دریافت کرنے کی کوشش کی۔ لیکن شخص مذکور کوئی [illegible] زبان سے [illegible] نکالتا تھا
[illegible]

وہ ایک کونے میں کھڑا ہو جاتا۔ اور اس سے جو سوالات پوچھے جاتے۔ ان کا جواب انتہائی مجبوری کی حالت میں دیتا بھی تو لہجہ بدل کر دیتا تھا۔

آرتھر کو یوم حراست کے دوسرے دن وہ یقین جس کا اوپر ذکر کیا گیا ہے۔ دلا دیا گیا تھا جس سے اس کے دل سے بہت بڑا بوجھ اٹھ گیا۔ اس کو اطمینان ہو گیا۔ کہ میری حراست بہر حال دائمی نہ ہوگی۔ اور چند ہفتوں میں مجھے رہا کر دیا جائے گا۔ لیکن یہ سوچ کہ میرے متعلقین اس عرصہ میں میری نسبت کیا خیال کریں گے۔ اسے یہ چند ہفتوں کا عرصہ بھی کئی سال ... کئی صدیوں کے برابر طویل معلوم ہوتا تھا۔ اس نے اس کا ذکر اس شخص سے جو اسے خوراک مہیا کرنے آتا تھا کیا۔ اور اس کے جواب میں وہ کہنے لگا میں تمہیں کاغذ قلم۔ دوات۔ لا دیتا ہوں۔ تم اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کے نام خط لکھ دو۔ کہ میں ایک ضروری کام پر انگلستان سے باہر مثلاً فرانس کو جا رہا ہوں۔ اور وہاں مجھے ڈیڑھ مہینہ لگ جائیگا۔ بس اس قسم کا کوئی عذر پیش کر کے ایک ہی مضمون کے چند خط لکھ دو۔ وہ تمہارے متعلقین کو پہنچا دیئے جائیں گے۔ اور اس سے تمہاری نسبت ان کے فوری اندیشے بہر حال رفع ہو جائیں گے۔ لیکن یہ خطوط تمہیں کھلے ملنے چاہئیں۔ تاکہ میں انہیں پڑھ کر دیکھ لوں۔ ان کا مضمون میرے حسب منشا ہے یا نہیں۔

ہر چند کہ یہ طریقہ لارڈ اینگھم کے لئے دیا وہ اطمینان بخش نہ تھا تاہم قطعی خاموشی سے بہر حال بہتر تھا۔ چنانچہ اس نے مندرجہ بالا طریق سے مختصر خطوط لیڈی ہیسٹ فیلڈ۔ ٹامس رین فورڈ اور مسٹر ڈی ماڈینیل کے نام لکھے۔ اور جب وہ شخص جو اس قید خانہ کا منتظم تھا۔ آیا۔ تو یہ خطوط اس کے حوالہ کر دیئے۔ بعد ازاں اسے بتا دیا گیا۔ کہ انہیں بذریعہ ڈاک منزل مقصود کو بھیج دیا گیا ہے۔

ناظرین کو یہ جتلانے کی ضرورت نہیں۔ کہ اس عرصہ حراست میں اسیر مصعوت کی جو ذہنی اذیت پہنچتی رہی۔ قدرتی طور پر وہ بہت عظیم تھی۔ بارہا وہ تنہائی میں خاموش بیٹھا اس بارہ میں قیاس دوڑایا کرتا تھا۔ کہ وہ لوگ کون ہیں۔ جنہوں نے مجھے زیر حراست رکھا۔ اور اس حراست سے ان کا مطلب کیا ہے۔ اور یہ مقام کونسا ہے؟ پھر جب وہ یہ سوچتا۔ کہ ایک طرف لیڈی ہیسٹ فیلڈ اور دوسری جانب ٹامس رین فورڈ پر میری اس پر اسرار گمشدگی کا کس قدر تعجب کن اور رنجدہ اثر ہوگا۔ تو وہ گھنٹوں مغموم اور مایوس رہتا۔ وہ لیڈی ہیسٹ فیلڈ سے یہ کہہ کر رخصت ہوا تھا کہ میں رینفورڈ کو ملنے جا رہا ہوں۔ اور قدرتی طور پر لیڈی ہیسٹ فیلڈ کو اس بات کا انتظار تھا کہ وہ واپس آ کر اسے تمام گفتگو سے خبردار کرے جو دونوں میں ہوئی۔ ادھر وہ رینفورڈ کے ساتھ بھی

یہ وعدہ کرکے آیا تھا کہ میں تمہاری خاطر اپنے اثر اور دوستوں سے پورے طور پر کام لونگا۔

لیکن اب یہ سوچ کر اس کے دل کو سخت صدمہ ہو رہا تھا۔ کہ جب رینفورڈ مجھے دونوں دو ہفتوں نہ دیکھیگا۔ تو میری نسبت کیا خیال کرے گا۔ رین فورڈ نے از راہ فیاضی نشان امارت اور وہ ساری دولت جو کہ اُس کو بڑے بھائی کی حیثیت میں اس کی ملکیت تھی۔ ایلسکے پاس ہی رہنے دی تھی۔ لیکن ارل کو یہ سوچکر تشویش ہو رہی تھی۔ کہ افسوس ہارس مونٹگیو کے جیل خانہ میں ہماری وہ ملاقات آخری ملاقات ہی ثابت ہوئی جب میں بذات خود اسے ملنے نہ جاؤنگا اور میری جانب سے معذرت کا ایک سرسری سا رقعہ اس کے ہاتھ میں پہنچیگا۔ تو وہ میری نسبت کیا کچھ خیال نہ کرے گا۔ ان باتوں کو سوچ سوچ کر ارل کے دماغ میں چکر آنے لگتے۔ وہ قید خانہ کی تکلیف سے اتنا نہ ڈرتا تھا جس قدر ان خیالات سے۔ سوچتا تھا ممکن ہے۔ میری عدم موجودگی میں ہی رین فورڈ پر مقدمہ قائم ہو۔ اور اس کی سماعت ختم ہو کر اس کا انجام اس کے لئے مہلک ثابت ہو۔ اور میں اس عرصہ میں اپنے فیاض منش بھائی کو بچانے کے لئے ذرا سی کوشش بھی نہ کر سکوں۔

مگر چار ہفتے کی اس نامعلوم خوفناک قید خانہ کی حراست میں ہر طرح طرح کے رنج اور جنونانہ خیالات کے اندر ایک شعاع امید ارل کے دل کو تسکین بخشنے والی تھی۔

اے امید تو کونسا ستارہ ہے۔ جہاں تیرا خوشگوار اثر نہیں پہنچتا۔ جہاں تو باقی رہتی ہے وہاں تیری جانشینی یاس کو حاصل ہوتی ہے۔ مگر وہ بھی تیرا ہی فرض سر انجام دیتی ہے کیونکہ دیکھا جاتا ہے۔ انتہائی حالات میں ناامیدی کا اثر امید کے برابر حوصلہ افزا ثابت ہوتا ہے

وہ امید جو ارل کے دل میں بعض موقعوں پر تسکین پیدا کر دیتی تھی یہ تھی کہ شاید میں اس عرصہ میں کسی طرح یہاں سے فرار ہو جاؤں۔

وہ محض اپنی خاطر نہیں۔ بلکہ اس بھائی کی خاطر فرار ہونے کا مشتاق تھا جو اس وقت سخت خطرہ کی حالت میں تھا۔ جسے بچانے کے لئے دولت اور اثر کی ضرورت تھی۔ ارل اس بات سے اچھی طرح واقف تھا کہ فوجداری مقدمات دیوانی مقدمات کی طرح طویل نہیں ہوتے اور ایسے مقدموں پر انصاف بہت جلد اپنی کارروائی ختم کر دیتا ہے۔

لارڈ ابنگٹن کی حراست کا اٹھائیسواں دن تھا اور شام کے چھ بجنے کا وقت تھا کہ وہ حسب معمول اپنے قید خانہ کی دیوار میں شگاف کرنے میں مصروف تھا۔ آیا وہ اس کوشش

میں تھا۔ کہ ایک چھوٹے سے چوکور سوراخ یا گڑھے کے قریب جو قید خانہ کے اندر بنا ہوا تھا۔ کسی طرح پتھروں کو ان کی جگہ سے ہلا دے۔ اوزار جو اس کے پاس موجود تھے۔ وہ صرف ایک چھری ایک کانٹا۔ اور اس کے پلنگ کے آہنی فریم کا حصہ تھا۔ ان سے وہ اس کام کو پوری جدوجہد سے کر رہا تھا۔

واضح رہے کہ یہ اس کی محنت کا پہلا دن نہ تھا کیونکہ لگاتار چھبیس دن سے وہ اس مقام سے پتھر ہٹانے کی کوشش کر رہا تھا۔ جس کی نسبت وہ سمجھتا تھا۔ کہ اس کے نیچے کوئی بدررو گذرتی ہے۔ کئی بار اسے خیال آتا۔ کہ ایسا نہ ہو سوراخ بڑا کرنے سے بدررو کا پانی تہ خانہ میں بھر جائے لیکن وہ اس خطرہ اور اپنی جان کی پرواہ کئے کے اس کام کو بڑی تندہی کے ساتھ جاری رکھے جاتا تھا۔ اے ناظرین یہ ساری کوششیں اور ان تمام خطرات کا سامنا صرف تیری خاطر تھا۔

کام بڑی آہستگی کے ساتھ جاری رہا۔ لیکن آج اٹھائیسویں دن یہ سوراخ اتنا بڑا ہو چلا تھا۔ کہ اول اس کے راستہ تہ خانہ سے نکل جاتا۔

مگر کہاں ؟

ان سنڈاسوں اور نالیوں میں سے ایک کے اندر جو لندن کے بازاروں کے نیچے لاانتہا تعداد میں بنی ہوئی ہیں۔ اور جن کے آغاز اور انجام کا سوائے ماہران صفائی کے کسی کو پتہ نہیں۔ اور آرتھر تو اس بات سے بالکل بے خبر تھا۔ کہ میں لندن کے کس حصہ میں زیر حراست ہوں۔ یہ امر ہی آرتھر کے لئے غیر یقینی تھا۔ کہ جس قید خانہ میں مجھے رکھا گیا ہے۔ وہ لندن کی حدود میں ہے یا ان سے باہر۔ اگرچہ کئی وجوہ کی بنا پر وہ اول الذکر قیاس کو ہی غالب سمجھتا تھا۔ کیونکہ ایک تو اس شخص نے جو اس کے زمانہ حراست کا محافظ تھا۔ خطوط کی روانگی کا ذکر کرتے ہوئے بعض ایسے الفاظ کہے تھے جن سے اس قیاس کی تصدیق ہوتی تھی۔ دوسرے اسے یہ معلوم ہو چکا تھا۔ کہ میرا تہ خانہ کسی بدررو کے قریب بنا ہوا ہے۔ اور ایسی نالیاں اس زمانہ میں صدر مقام کے مضافات میں بنی ہوئی نہ تھیں۔ تیسرے وہ سمجھتا تھا۔ کہ جن شخصوں نے مجھے لندن میں گرفتار کیا۔ وہ یقیناً مجھے اس کی حدود سے باہر لیجا کر اپنے لئے خطرہ پیدا کرنا پسند نہ کرتے۔ کیونکہ اس صورت میں ممکن تھا۔ کوئی شخص اس فعل کو دیکھ لیتا۔ اس کے علاوہ وہ اس بات سے بے خبر نہ تھا۔ کہ لندن جیسے بڑے شہر میں خوفناک جرائم مفصلات کی نسبت بآسانی کے ساتھ کئے جا سکتے ہیں۔

لیکن ان دلائل کی بنا پر یہ سمجھتے ہوئے کہ مہر قید خانہ لندن کی حدود کے اندر ہی ہے۔ وہ اس بات سے بالکل لاعلم تھا کہ اس کی مقامیت کونسی ہے۔ اور وہ لندن کے کس حصہ میں واقع ہے۔ پھر جب اس نے تہ خانہ کے پتھروں کو اکھاڑ کر اتنا بڑا شگاف پیدا کیا کہ کوئی شخص اس میں آسانی کے ساتھ داخل ہو سکے۔ تو جب اس نے گدلے بدبودار پانی کے آہستگی کے ساتھ اس شگاف کے نیچے بدررو میں بہنے کی آواز سنی۔ تو یہ سوچ کر اس کے بدن میں لرزہ پیدا ہو گیا۔ اور اس کا خون منجمد ہونے لگا۔ کہ میں ان پُرپیچ نالیوں سے پھر زندہ باہر نکلوں گا یا نہیں۔

اس نے بارہا ایسے واقعات سنے تھے۔ کہ لوگ دفینہ کی تلاش میں لندن کے بازاروں کے نیچے ان بدرروؤں کے راستہ میلوں کا فاصلہ طے کر گئے۔ لیکن انہیں بہرحال یہ معلوم ہوتا تھا کہ ہماری روانگی کا مقام کونسا ہے۔ اور اس لئے وہ آخر کار ان نالیوں کی الجھن سے نکلنے کی کوئی صورت پیدا کر سکتے تھے۔ مگر اسے معلوم نہ تھا۔ کہ اس خوفناک راستہ کی ابتدا یا انتہا کہاں ہوتی ہے۔ وہ یہ بھی نہ جانتا تھا۔ کہ اس کثیف پانی میں داخل ہونے کے بعد مجھے دائیں طرف مڑنا چاہیئے یا بائیں طرف۔ نہ اس بات ہی کا علم تھا۔ کہ اس راستہ مجھے کس قدر فاصلہ طے کرنا ہو گا!

ان خیالات نے ایک بار اس کے دل میں تامل اور اس کے ارادہ میں تزلزل پیدا کر دیا تھا۔ لیکن پھر ان اندیشوں سے خود ہی شرمسار ہو کر اس نے اس شراب کا جو اسے صبح کو مہیا کی گئی تھی۔ ایک جام ہمت برقرار رکھنے کے لئے پیا۔ پھر لمپ کو ایک ہاتھ میں لیکر دوسرے میں اپنے پلنگ سے نکالی ہوئی آہنی سلاخ کو لئے وہ اس شگاف کے راستہ جو اس نے تیار کیا تھا۔ اس بدررو کے اندر داخل ہو گیا۔

اس کے پاؤں کثیف بدبودار کیچڑ کے اندر دھنس گئے۔ اور بدررو کا گدلا پانی گھٹنوں تک پہنچنے لگا۔

سنڈاس کی تیز بدبو سے اس کا دماغ پھٹا جاتا تھا۔ پانی چونکہ گھٹنوں تک تھا۔ اس لئے اسے یقین ہو گیا۔ کہ دریائے ٹیمز جذر کی حالت میں ہے۔ بدررو کی دیواروں کو بھی لمپ کی روشنی سے دیکھا۔ اس نے یہی اندازہ کیا۔ کہ جوار اتر رہا ہے۔ ان حالات میں اس نے مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ بدررو کے راستہ پانی کے رخ پر چلتا جاؤں۔ اسے امید تھی۔ کہ دریا میں اس بدررو کے دہانہ سے گزر کر میں کسی کھلے مقام میں پہنچ جاؤں گا۔ کیونکہ اتنا اسے ضرور معلوم تھا۔ کہ ساری

بدروں کا پانی دریا میں ہی جا کر گرتا ہے۔

ان چوہوں اور کیڑوں سے محفوظ رہنے کے لئے جو کثیف بدرو کے اندر جا بجا بڑی تعداد میں موجود تھے۔ اور اس کے علاوہ پانی کی تہ ٹٹولنے کی غرض سے دائیں ہاتھ میں آہنی ڈنڈا اور بائیں میں لیمپ لئے انگلستان کا امیر کبیر . . . وہ جو لاکھوں کی جائداد کا مالک تھا . . . جس کے اشارہ پر خادم ہر وقت جان نثار کرنے کو حاضر رہتے تھے . . . جو اپنے گھر میں نرم گدوں پر چلنے کا عادی تھا صرف تیری خاطر اے ٹام رین اس کثیف بدرو کے اندر جو ساڑھے تین فٹ چوڑی اور صرف بارہ فٹ اونچی تھی۔ آہستہ آہستہ چلنے لگا! دو بھائیوں میں اس سے زیادہ مضبوط جذبۂ محبت کبھی دیکھنے میں آیا ہے؟

راستہ میں کئی جگہ بدرو کے خشک کناروں پر اسے بہت سے کیڑے مکوڑے حشرات الارض بیٹھے نظر آتے تھے۔ جو اس کے پاؤں کی آہٹ سن کر اور لیمپ کی روشنی دیکھ کر پانی میں کود پڑتے۔ اس قسم کی آوازوں سے اسے اتنی دہشت ہوتی۔ کہ کئی بار لیمپ اس کے ہاتھ سے گرنے کو تھا۔ مگر وہ فرض کی اہمیت کو پیش نظر رکھ کر اپنے دل کو مضبوط کرتا اور اس کے ساتھ اسے خیال آتا کہ اگر لیمپ بجھ گیا یا میرے ہاتھ سے گر گیا۔ تو یقیناً یہ کیڑے مجھے اس بدرو کے اندر ہی کھا جائیں گے۔ اس خیال سے اسے اس قدر خوف محسوس ہوتا۔ کہ معلوم ہوتا تھا کسی نے یخ کا ٹکڑا اس کے دل پر رکھ دیا ہے!

اسی طرح کئی بار اس کی ہمت شکست ہونے کے قریب ہوئی۔ بارہا اس دیوانہ وار کوشش میں مایوس ہو کر وہ راستہ چلتے چلتے رک گیا۔ لیکن پھر جب اسے اپنے بھائی کا خیال آتا جس نے اس کے متعلق اس قدر فیاضی کا اظہار کیا تھا۔ اور جس کے ساتھ وہ وفا کا وعدہ کر چکا تھا۔ جب اسے اس حسینہ کا بھی خیال آتا۔ جس سے اس نے والہانہ محبت کا اقرار کیا تھا۔ اس کے ساتھ ہی جب وہ یہ سوچتا۔ کہ اگر میں پیچھے ہٹا تو میرے لئے پھر وہی تہ خانہ کی زندگی نظر آتی ہے۔ تو ان سب خیالات کو پیش نظر رکھ کر وہ پھر اپنے ارادہ کو مضبوط کر کے اس خوفناک بدرو کے اندر سے تکلیف دہ سفر طے کرتا چلا جاتا۔

اپنے لیمپ کو اونچا اٹھائے۔ اور آہنی ڈنڈے کی مدد سے کثیف کیچڑ کو ہلاتے ہوئے جس سے اس قدر بدبو پیدا ہوتی تھی۔ کہ دماغ پھٹا جاتا تھا۔ اس بدبودار ہوا میں سانس لیتا ہوا انگلستان کا بہادر۔ فیاض اور اولوالعزم امیرزادہ لئے فرض کی خاطر آگے کو چل رہا

تھا۔ بدررو کے اندر کثیف ہوا میں بارہا ایسا معلوم ہوتا۔ کہ اس کا دم گھٹ رہا ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ہی اس بات کا اندیشہ لگا ہوا تھا۔ کہ ایسا نہ ہو۔ یہ کثیف ہوا لیمپ کے شعلے سے بھڑک کر کوئی خوفناک دھماکہ پیدا کر دے۔

لیکن سننا! یہ گڑگڑاہٹ کی آواز کیا تھی۔ جو دور فاصلہ پر بادل کی گرج سے مشابہ معلوم ہوئی۔

آرتھر رک گیا۔ اور اس آواز کو سننے لگا۔

پھر جلدی ہی اس نے معلوم کر لیا۔ کہ میں ایک ایسے بازار کے نیچے گذر رہا ہوں جس پر گاڑیاں چلتی ہیں۔ اب اس بارہ میں اسے کامل یقین ہوگیا۔ کہ میں لندن ہی میں ہوں۔

گدلے پانی کے بہاؤ کو پیش نظر رکھکر وہ پہلے بائیں جانب ایک اور نالی کے اندر مڑا۔ جو بدررو کا ایک حصہ تھی۔ پھر دائیں جانب۔ یہاں پہنچکر اسے معلوم ہوا۔ کہ سڑک کے اوپر چلنے والی گاڑیوں کی آواز زیادہ صفائی کیساتھ سنائی دیتی ہے۔ اور گاڑیاں بھی نسبتاً زیادہ گذرتی ہیں۔

یکایک اسے بدررو کے کثیف پانی پر جس کے اندر وہ گھٹنوں تک تر گذر رہا تھا۔ روشنی کی جھلک نظر آئی۔ یہ روشنی اس سے صرف نصف گز کے قریب آگے تھی۔ اور پانی کی حرکت کی وجہ سے ہلتی جلتی نظر آتی تھی۔

وہ آگے بڑھا۔ اور اب اسے بالائی فرش کے اوپر چلنے والے آدمیوں کے پاؤں کی چاپ بھی سنائی دی۔ اس نے اور آگے جاکر اوپر کی طرف دیکھا۔ تو معلوم ہوا۔ کہ بازار میں بدررو کے اوپر ایک سوراخ دار آہنی ڈھکنا رکھا ہوا ہے۔ اور ان سوراخوں کے اندر باہر کی روشنی کی جھلک دکھائی دیتی۔ اور چلنے والے پاؤں کی چاپ سنائی دیتی ہے۔

اسے راہروں کی گفتگو کی آوازیں بھی سنائی دیں۔ اور یہ آوازیں اسوقت اسے ہفتوں بیرونی دنیا سے بے تعلق رہنے کے بعد نہائت خوشگوار معلوم ہوئیں۔

سوچتا تھا۔ کیا میں لوگوں کو مدد کے لئے آواز دوں۔ مگر نہیں، ثرندست کو محسوس کر کے وہ خاموش رہا۔ اس نے دل میں سوچا۔ اگر میں نے راستہ چلنے والوں کو مدد کیلئے بلایا تو بہت سا ہجوم ہو جائے گا۔ لوگ میری طرف تعجب کی نظر سے دیکھیں گے طرح طرح کے سوالات پوچھے جائیں گے۔ اسلئے بہتر یہی ہے۔ کہ اس غیر یقینی زمین دوز راستہ سے چلتا ہوا اس میں

پرواہ کئے آگے نکل جاؤں۔ کہ عنقریب باہر آنے کا کوئی محفوظ مقام مل جائیگا۔

یہ سوچکر ارل اس پانی کے اندر سے جس پر بازار میں جلتے ہوئے لمپ کی روشنی منعکس تھی گذرتا ہوا آگے بڑھا۔ اس کے پاؤں کی حرکت سے بدر رو کے کنارہ پر بیٹھے ہوئے کیڑے اور چاہے کچھ تو پانی میں کود پڑتے تھے۔ کچھ دیواروں کے اوپر چڑھنے لگتے تھے۔

دس بارہ گز اور آگے چلکر وہ پہلی جگہ پر رک گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ آئندہ غیر یقینی حالت پر وہ اس خوشگوار سوراخ کے قرب کو چھوڑنا پسند نہیں کرتا۔ لیکن فوراً ہی اپنے تاثر پر غالب آکر وہ دائیں بائیں مڑنے کے بغیر سیدھا آگے کو چلتا گیا۔

اب اسے قیدخانہ سے نکلے ایک گھنٹہ سے زیادہ عرصہ گذر چکا تھا۔ لیکن اس زمین دوز راستہ کا انتہائی سرا کہیں نظر نہ آتا تھا۔ طرح طرح کے اندیشے اس کے تخیل میں بھیانک صورتیں اختیار کرنے لگے۔ اور وہ انتہائی یاس کو اپنے دل میں جگہ دینے کو تھا۔ کہ دور فاصلہ پر اسے ایک ہلکی سی روشنی مدھم ستارہ کی طرح چمکتی نظر آئی۔

یہ روشنی اسے اس وقت شعاع امید معلوم ہوئی۔ اور جوں جوں یہ اس کے قریب پہنچتا گیا۔ روشنی تیز ہوتی گئی۔

آخرکار اسے ایک اور روشنی تاریکی اور چمک کے درمیان جد و جہد کرتی نظر آئی۔ پھر تیسری پھر چوتھی۔ اس کے ساتھ ہی اسے ہوا میں تازگی محسوس ہونے لگی۔ اور اس کے دل میں یقین پیدا ہو گیا۔ کہ اس خوفناک زمین دوز راستہ کا انجام اب قریب ہے۔

بیشک اس کا خیال غلط نہ تھا۔ روشنی تعداد اور چمک میں بڑھتی گئی۔ اور اسے جلدی اس بات کا یقین ہو گیا۔ کہ یہ ان لمپوں کی روشنی ہے جو دریائے ٹیمز کے کنارے پر روشن ہیں۔

چند منٹ اور گذرنے پر اس کے سارے شکوک رفع ہو گئے۔ دریا کی تازہ ہوا اسے اپنے رخساروں سے مس کرتی محسوس ہوئی۔ اور جب وہ بدر رو کے دہانہ پر پہنچا۔ اور اس نے لمپ اپنے ہاتھ سے پھینکدیا۔ تو اسے سامنے عظیم الشان دریائے ٹیمز بہتا نظر آیا۔ جس پر تھوڑے فاصلے سے بائیں ہاتھ کو پل بنا ہوا تھا۔

وہ اس پل کو جانتا تھا۔ اور چونکہ مطلع صاف تھا۔ اس نے چاند کی روپہلی روشنی میں اسے جلدی ہی شناخت کر لیا۔ یہ بلیک فرائرز کا پل تھا۔

اب اس کے دل میں یہ سوال پیدا ہوا۔ کہ میں جس مقام سے روانہ ہوا وہ کس سمت

میں واقع ہے؟

راستہ میں جہاں جہاں وہ مڑا تھا۔ ان مقامات کے محل وقوع کو پیش نظر رکھکر اس نے سوچا۔ کہ میرا مقام حراست کلرکون ویل میں کسی جگہ واقع تھا۔ لیکن اب جبکہ وہ اپنی خوفناک قید سے رہائی پا چکا تھا اس نے ان معمولی سوالات پر غور کرنے کے لئے رکنا غیر ضروری سمجھا۔

دریا میں پانی اترا ہوا تھا۔ چنانچہ جس وقت وہ بدرو کے دہانے سے گذر کر دریا میں داخل ہوا تو پانی اس کے گھٹنوں تک تھا۔ اس کے کپڑے کیچڑ سے لت پت تھے۔ لیکن اس وقت وہ اپنی آزادی اور رہائی کی خوشی میں یہ سوچنے کے لئے بھی نہ رکا۔ کہ میری ظاہری صورت کیسی ہے۔ چار ہفتوں تک اسے داڑھی کی صفائی کا موقعہ نہ ملا تھا۔ کپڑے ڈراؤنے اور بال لمبے ہوئے تھے۔ اس نے سوچا۔ کہ اس حالت میں بازار میں جانا معیوب ہوگا اس لئے بدن صاف کرنا اور کپڑے بدلنا ضروری سمجھا۔ دریا کے کیچڑ سے بھرے ہوئے کنارہ کیساتھ ساتھ چلتا۔ وہ ایک گھاٹ کی سیڑھیوں کے راستہ باہر نکلا۔ اور اس کے بعد ... سٹرینڈ کے بازار میں داخل ہو گیا۔ وہاں پر وہ ایک ادنیٰ درجہ کے شراب خانہ میں داخل ہوا اور چونکہ ان لوگوں نے جنہیں اسے زیر حراست رکھا تھا۔ اس کی نقدی نہیں چھینی تھی۔ اس لئے بٹوا جیب ہی میں تھا۔ روپیہ کی مدد سے اس نے سارا سامان ضرورت بڑی آسانی کیساتھ حاصل کر لیا۔ شراب خانہ کے مالک نے ایک سوٹ اس کے ہاتھ فروخت کرنا منظور کر لیا۔ اور چونکہ اتفاق سے دونوں کا قد مساوی تھا۔ اور شراب خانہ کے مالک کی بدنی ساخت بھی ویسی ہی تھی۔ اس لئے اس کے کپڑے ارل کے بدن پر ٹھیک اترے۔

کوٹھڑی کی تنہائی میں جلد جلد تبدیل لباس کرتے ہوئے کئی بار ارل کے جی میں آئی کہ شراب خانہ کے مالک سے ... کے متعلق سوالات پوچھوں۔ لیکن پھر جب وہ اپنی ہیئت کذائی کیطرف ... تو خیال آتا کہ میری صورت کو دیکھکر مالک شراب خانہ کے دل میں پہلے ہی کئی طرح کے ... پیدا ہو گئے ہوں گے۔ اس لئے اس نے دور اندیشی سے کام لیکر یہی مناسب سمجھا کہ ... کوئی گفتگو نہ کیجائے جس سے وہ شبہات مضبوط ہوں۔ اور میرے ... میں تشکیک پیدا ہو جائے۔ کہ اس سے نجات حاصل کرنے کے لئے اپنا نام اور پتہ ظاہر کرنا پڑے۔

لیکن اس کے ساتھ ہی اس وقت جب وہ غسل خانہ میں تھا۔ اور کپڑے بدل رہا تھا طرح

طرح کے خوفناک خیالات اس کے دل میں تشویش اور فکر پیدا کر رہے تھے۔ ادھر چونکہ اس وقت ارل کے لیئے بدنی آراستگی کی ضرورت ہمیشہ سے زیادہ محسوس ہوتی تھی۔ تاہم اس موقعہ پر اس نے اس قدر تیزی سے کام لیا۔ کہ شاید اس سے پہلے کبھی نہ لیا ہوگا۔

آخر کار اس قابل ذکر رات کو سینٹ پال کے گرجا نے آٹھ بجائے تھے۔ کہ ارل شراب خانہ سے باہر نکلا۔ شراب خانہ کا مالک اور اس کی بیوی اپنے دل میں طرح طرح کے قیاسات دوڑا رہے تھے۔ کہ جب یہ شخص پہلے اس مکان میں آیا۔ تو اس قدر شکستہ حال کیوں تھا۔ لیکن نقدی کی اس مقدار کو پیش نظر رکھ کر جو انہیں اس کے ذریعہ حاصل ہوئی۔ انہوں نے اس غیر معمولی استعجاب کو جلدی ہی فرو کر لیا کیونکہ ارل نے اُن کی خدمات کا معاوضہ کھلے دل سے دیا تھا۔

ادھر ارل آف ایلنگھم شراب خانہ سے نکلکر فلیٹ سٹریٹ کے راستہ کسی ایسے ہوٹل یا قہوہ خانہ کی طرف چلا۔ جہاں اخبارات کے فائل رکھے جاتے ہوں۔ لیکن اسے یہ دیکھ کر تعجب ہوا کہ اس عظیم الشان بازار میں ہر طرف بیرونقی اور سناٹا ہے۔ دکانیں سب بند تھیں۔ اور گاڑیاں جن کی مسلسل قطار روز دیکھی نظر آیا کرتی تھی۔ بہت کم تعداد میں دکھائی دیتی تھیں۔

بہت کچھ سوچنے کے بعد آخر اسے خیال آیا کہ آج شاید اتوار کا دن ہے۔ اپنے قید خانہ کی تاریکی میں اگرچہ وہ دن کی روشنی دیکھنے سے قاصر تھا تاہم صبح کو جب اسے صبح کا کھانا لیکر آتا۔ تو وہ سمجھتا۔ کہ دن نکل آیا ہے۔ باوجود اس کے اُس کے لئے یہ اندازہ کرنا دشوار تھا کہ آج کونسا دن ہے یا کل کونسا دن ہوگا۔

جب وہ فلیٹ سٹریٹ میں پس و پیش کی حالت میں کھڑا یہ سوچ رہا تھا کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ اسے خیال آیا بہتر ہو۔ اخبار ڈیلی ڈسپیچ کے دفتر میں جو بالمقابل واقع تھا۔ جاکر اس ہفتہ کا ایک اخبار خرید لوں۔ چنانچہ اس نیت سے وہ اخبار مذکور کے دفتر میں داخل ہوا لیکن اس کا تعجب اور فکر اس قدر بڑھی ہوئی تھی۔ طویل عرصہ التواء نے اس کے دل میں اس قدر بے چینی پیدا کر رکھی تھی اور اس کی طبیعت میں اس قدر اندیشے پیدا ہو چکے تھے کہ اخبار خرید کر وہ اس قدر ضبط سے کام نہ لے سکا کہ دفتر سے باہر جاکر اسے دیکھتا۔ اس پر نظر ڈالنے کے لیے وہیں رُک گیا۔

اور جب اس نے اس اخبار کو کھول کر دیکھا۔ تو کالم کے سرے پر عنوان کو دیکھ کر وہ کس طرح چونکا۔ اس کے دماغ میں کس زور کا چکر آیا۔ اور وہ اپنے آپ کو کس درجہ مغلوب و مایوس محسوس کرنے لگا۔ کیونکہ اُسکی نگاہوں کے سامنے یہ الفاظ جلی حروف میں درج تھے۔ لندن آتش زدہ تھا

کے حروف کی طرح نظر آئے۔

رین فورڈ کی سزایابی

یہ عنوان پڑھ کر وہ اس قدر متاثر ہوا کہ لڑکھڑاتا ہوا دفتر کی چوبی دیوار کے ساتھ لگ گیا۔ اخبار اس کے ہاتھوں سے گرنے کو تھا۔ لیکن اس نے بڑی کوشش سے کام لے کر اپنے آپ کو سنبھالا۔ اور مزید تفصیلات کو دیکھنے لگا۔ مگر دماغ میں چکر آرہا تھا۔ نگاہ دھندلی ہو چکی تھی۔ اور نظر کسی ایک مقام پر نہ جمتی تھی۔ جس کی وجہ سے وہ دیر تک مضمون کو پڑھنے سے قاصر رہا۔

اخبار کے دفتر میں کلرک نے سمجھا۔ اس پر لیکایک بیماری کا دورہ ہو گیا ہے۔ اس نے اس سے اس بارہ میں سوال بھی پوچھا۔ لیکن ارل نے براہ راست جواب دینے کے بغیر اس سے بےصبری کی حالت میں خود کئی سوالات پوچھنے شروع کر دیئے۔ اگرچہ اس کا دماغ اضطراب کی حالت میں تھا۔ اور خیالات پریشان تھے۔ تاہم اتنا اسے معلوم ہو گیا۔ کہ رینفورڈ کو سزائے موت کا حکم سنا دیا گیا ہے۔ اور کل صبح اسے ہارس مونگر لین کے جیلخانہ میں پھانسی پر لٹکایا جائے گا!

سخت بےچینی کی حالت میں اخبار کو ہاتھ سے پھینک کر ارل دفتر سے باہر نکلا۔ اس پر انتہائی مایوسی کی جو حالت طاری ہو چکی تھی۔ اس پر قابو پانے کی اس نے بہت کوشش کی۔ لیکن خیالات امید کی ذرا سی جھلک کو بھی دل میں داخل نہ ہونے دیتے تھے۔

عین اس وقت ایک کرایہ کی خالی گاڑی پاس سے گزر رہی تھی۔ ارل نے اسے روکا۔ اور سوار ہو کر گاڑی بان سے کہنے لگا۔ ہارس مونگر لین کے جیلخانہ کی طرف چلو۔

گاڑی بان نے یہ دیکھ کر کہ سوار بہت بےچین ہے۔ گھوڑوں کو چابک لگائی۔ اور بلیک فرائرز کے پل پر سے گزر کر۔ گاڑی ایک فراخ سڑک سے ہوتی ہوئی یادگاری ستون کے پاس سے گزر کر جیلخانہ کے سامنے رک گئی۔

ارل اس سے بےچینی کی حالت میں اترا۔ اور گورنر جیلخانہ کے مکان کی طرف بڑھ رہا تھا کہ ایک خوفناک آواز اس کے کانوں میں پہنچی۔

اس کی نگاہ اوپر کی طرف اٹھی۔ تو کیا دیکھتا ہے۔ کہ جیلخانہ کی چوٹی پر۔ چاندنی کی روشنی

میں نمایاں۔ پھانسی کے ستون تیار کھڑے ہیں۔ اور بڑھئی کل کے کام کے لئے ابھی سے تیاریاں کر رہا ہے۔

باب ۵۲ سعی بے سود

جس وقت ارل آف اینگھم نے یہ خوفناک نظارہ دیکھا تو اس کے منہ سے نہ کوئی لفظ نہ آواز اور نہ چیخ نکلی۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ وہ رعشہ بر اندام سکتہ کی حالت میں حیرت زدہ ہو کر رہ گیا ہے۔

انتہائی یاس اس کے سینہ میں جاگزین ہو چکی تھی۔ اس کی نگاہیں کسی نامعلوم سحر کے زیر اثر اس خوفناک چیز کی طرف جو جیلخانہ کی چوٹی پر بنی ہوئی مجرموں کو موت کا راستہ دکھانے کا ذریعہ تھی۔ عرصہ دراز تک لگی رہیں۔ اس کے تمام قوائے ذہنی و بدنی یکایک اس نظارہ کو دیکھ کر معطل ہو گئے تھے۔ آخر کسی شخص نے اسے آستین سے پکڑ کر کھینچا۔ تو وہ اس نیم خواب کی سی حالت سے بیدار ہوا۔ مڑ کر دیکھا۔ تو چاند کی پھیکی روشنی میں ایک زرد رُو لڑکا اپنے قریب کھڑا نظر آیا۔

اس سے مخاطب ہو کر ارل نے پوچھا "کیا تم مجھے جانتے ہو؟ تم مجھے کیا کہنا چاہتے ہو"

لڑکے نے افسردگی اور رنج کے لہجہ میں کہا "ہاں لارڈ میں آپ کو پہچانتا ہوں۔ اور میں اس نیک دل فیاض شخص سے بھی واقف ہوں۔ جیسے . . ."

اس کی آنکھوں سے بے اختیار طوفان اشک بہ نکلا۔ اور اس نے انگلی سے پھانسی کی طرف اشارہ کیا۔

ارل نے پر شوق لہجہ میں پوچھا "کیا تم رین نورتھ کو جانتے ہو؟ میرے اچھے لڑکے تم بتاؤ۔ تمہاری ان دنوں اس سے ملاقات ہوئی ہے؟ کیا تمہیں اس سے گفتگو کا موقعہ ملا ہے؟"

جیکب سمتھ نے۔ کیونکہ یہ لڑکا وہی تھا۔ جواب دیا "جی ہاں۔ میں آج ہی شام اس سے ملا تھا۔ میں اس سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہو آیا ہوں۔ بس یہ ہماری الوداعی ملاقات تھی اور اس نے مجھ سے درخواست کی۔ کہ اب مجھ سے ملنے نہ آنا۔ کیونکہ کل . . ."

"اُف! الوداعی!" ارل نے ہلکی اور کھوکھلی آواز میں کہا۔ لیکن پھر جلدی ہی اپنے

لہجہ کو بدل کر اس نے لڑکے سے سوال کیا "بھلا وہ اس وقت کے لئے کس طرح تیار ہے؟ میرا مطلب یہ ہے۔ وہ مضطرب اور بے چین ہے۔ یا اطمینان کی حالت میں؟"

جیکب نے جواب دیا "اے صاحب جس قسم کی غیر معمولی ہمت اور استقلال کا اظہار اس کی طرف سے ہو رہا ہے۔ اس کی نظیر بہت کم دیکھنے میں آئی ہوگی۔ لیکن اپنے آخری وقت میں مائی لارڈ وہ سب سے زیادہ آپ کو یاد کرتا رہا ہے۔"

"مجھے؟"

"ہاں مائی لارڈ آپ کو وہ چاہتا تھا۔ شاید میرے متعلق کسی کی زبانی کچھ بدگوئی سن کر وہ مجھ سے ناراض ہو گئے ہیں۔ کیونکہ اسے اپنے یوم حراست کے ایک دو روز بعد آپ کی طرف سے ایک خط موصول ہوا تھا۔ . . ."

"الٰہی کیا وہ اس شبہ میں ہے۔ کہ میں اس سے عمداً سرد مہری کا سلوک کر رہا ہوں" ارل نے پرجوش لہجہ میں کہا "خواہ کچھ ہو۔ یہ ضروری ہے۔ کہ میں اس سے ملوں۔ میرا فوراً ہی اس کے پاس پہنچنا لازم ہے۔"

یہ ارادہ کر کے وہ گورنر جیلخانہ کے مکان کی طرف قدم اٹھانے لگا تھا۔ کہ جیکب نے پھر اسے آستین سے پکڑ کر روک لیا۔ اور کہنے لگا "مائی لارڈ آپ کی کوشش بے سود ہے۔ کیونکہ آپ کو رات کے وقت اندر جانے کی اجازت نہ دی جائے گی۔"

ارل کہنے لگا "یہ غیر ممکن ہے۔ کہ جیلخانہ کا محافظ میری درخواست کو نامنظور کرے۔"
چنانچہ وہ قدم بڑھاتا ہوا گورنر جیلخانہ کی کوٹھی کے قریب پہنچ گیا۔

جیکب بھی اس کے پیچھے پیچھے چلتا گیا۔ اور وہاں پہنچ کر ایک بار پھر اس نے کہا "مائی لارڈ کیا یہ بہتر نہ ہوگا۔ کہ اس قیمتی وقت کو بے سود ملاقات میں ضائع کرنے کی بجائے آپ اس عرصہ میں اس کی جان بچانے کے لئے کوئی کوشش کریں۔"

ارل پر ان لفظوں کا بہت اثر ہوا۔ اور وہ کہنے لگا "تم سچ کہتے ہو۔ اس وقت اس سے ملنا سراسر بیکار ہے۔ الٹا اس کا اثر یہ ہوگا۔ کہ میری رہی سہی ہمت سلب ہو جائے گی۔ اس لئے تم میرے ساتھ رہو معلوم ہوتا ہے۔ تمہیں رینفورڈ کے معاملات سے دلچسپی ہے۔ میں ابھی جا کر اسے معافی دلانے کی کوشش کرتا ہوں۔ اس کا نتیجہ جو کچھ ہوگا۔ اس کی اطلاع سب سے پہلے تم کو دونگا۔"

اتنا کہہ کر آرتھر کرایہ کی گاڑی کی طرف مڑا اور جیکب کو ساتھ لیکر گاڑی میں بیٹھ گیا۔ پھر گاڑی کا دروازہ بند کر کے وہ گاڑیبان سے مضبوط لہجہ میں کہنے لگا "وزیر اعلیٰ کے دفتر کی طرف چلو"

راستہ میں ارل نے جیکب سے مسٹر رینفورڈ کے متعلق چند باتیں پوچھیں۔ جن کے جواب میں اسے یہ معلوم ہوا کہ رینفورڈ کو اس بات کا کامل یقین ہے کہ اس استغاثہ کا محرک سر کرسٹوفر بیننٹ۔ مسٹر کرٹس ہے۔ اور انہوں نے ہی لارڈ ڈکیل سے اس رہزنی کی واردات کے متعلق استغاثہ دائر کرنے کی درخواست کی۔ جس کی وجہ سے رینفورڈ کو سزائے موت دی گئی۔ چنانچہ انہوں نے عدالت پولیس دراولڈ بیلی کی عدالت میں اپنے بیان میں یہی بات صاف لفظوں میں کہہ دی تھی۔ یہ بھی معلوم ہوتا تھا کہ لارڈ ڈکیل نے کسی ذاتی غرض کی بنا پر استغاثہ دائر نہیں کیا۔ شبہ یہ تھا کہ اس مقدمہ کو شل میں اسلحہ والا درحقیقت کوئی خفیہ اور پوشیدہ ہاتھ ہے جس نے لارڈ ڈکیل کو اپنا ذریعہ بنایا۔

ارل کو گفتگو سے معلوم ہوا کہ جیکب اتنی مرتبہ بھی اسے قواعد جیلخانہ کی رو سے اجازت تھی۔ رینفورڈ سے ملتا رہا۔ اور اس نے رینفورڈ کی طرف سے مسز بیوون کے جو خطوط پہنچائے ان میں سے ایک میں اس نے درخواست کی تھی کہ تم برینڈن سٹریٹ والے مکان کو چھوڑ کر کسی دوسرے مکان میں چلی جاؤ۔ کیونکہ اسے اندیشہ تھا۔ وہ نامعلوم دشمن جنہوں نے مجھ پر وار کیا ہے تمہیں بھی اپنے بغض و کینہ کا نشانہ بنائیں۔ جیکب نے اثنائے گفتگو میں بیان کیا۔ کہ پہلی مرتبہ ہی جب میں بیوون کے مکان پر گیا۔ . . . اور معلوم ہوا کہ یہ واقعہ اس سے دو ہفتہ کے اندر ظہور میں آیا تھا۔ جب لارڈ ایلنگھم کی مخصوص چٹھی رینفورڈ کو ملی ہے تو مسز بیوون نے چند کاغذات کو ایک لفافہ میں ڈال کر انہیں سر بمہر کر کے پیکٹ کی شکل میں قیدی کے پاس بھجوا دیا تھا اور کہا تھا کہ گفتگو پر وہ کہنے لگا۔ جب میں آج شام رینفورڈ سے ملا۔ تو اس نے وہ پیکٹ میرے حوالے کر دیا اور کہا کہ اسے آپ کو دیدوں۔ یا اگر آپ کو مل سکیں جو وکی ہیں کل آپ کے مکان پر چھوڑ آؤں۔ . . بھی اس وقت جب رینفورڈ کا خاتمہ ہو چکے۔ لیکن چونکہ آپ سے اس وقت غیر متوقع طور پر ملاقات ہو گئی ہے اس لئے دیئے دیتا ہوں۔ . . . "

غرض کہ اس طرح باتیں کرتا ہوا وہ اس کے پاس پہنچا۔ اس نے کہا کہ جیکب نے اس لفافہ کو اپنی جیب سے نکال کر ارل کے حوالہ کر دیا۔ اس لئے ہی اسے خاموش کیا گیا تو اپنے لئے تھا

میں سے لیا۔ کیونکہ وہ اچھی طرح جانتا تھا۔ اس کے اندر کیا ہے۔ بحالت موجودہ ٹامرین کے اس فیاضانہ طرز عمل کو دیکھ کر اس کے دل کو جو اذیت پہنچی قلم اس کے بیان سے عاجز ہے۔

لیکن فوراً ہی وہ شعاع امید جو اس کے سینہ میں پہلے سے پیدا ہوئی تھی اب ایک روشن درخشندہ شعلہ کی صورت میں نمودار ہوئی۔ اور اس نے سوچا۔ ان کاغذات کی بنا پر میں وزیر داخلہ کا اطمینان کرا دوں گا کہ اگر مجرم کی سزا کو ملتوی نہ کیا گیا۔ تو ایک شخص جو ارل کا درجہ رکھتا ہے پھانسی پا جائے گا۔ اور آرتھر اس بات کو اچھی طرح سمجھتا تھا کہ منسوخی سزا کی اپیل میں یہ دلیل کس درجہ کارگر ثابت ہوگی۔

اپنے سر اب سے تسلیم بجا لا کے ارل کی پرغور کرتا ہوا وہ اپنے دل سے مخاطب ہو کر کہنے لگا "فیاض دل بھائی میں تیرے اس حسن سلوک کو کیا جو تو نے ان کاغذات کو میرے حوالہ کرنے کے معاملہ میں کیا ہے۔ کام میں لاکر تیری زندگی بچانے کا ذریعہ ہوں گا۔ دنیا میں کون ایسا سفاک شخص ہے۔ کہ تجھ ایسے کے ساتھ ناشکر گزاری کرے" پھر وہ جیکب سے مخاطب ہو کر بلند آواز سے بولا "مجھے یقین ہے۔ یہ کاغذات جو تم نے اس وقت میرے حوالہ کئے ہیں۔ اس عظیم مقصد کو پورا کرنے کا ذریعہ ثابت ہوں گے جو اس وقت ہمارے پیش نظر ہے"

لڑکا غیر معمولی خوشی کا اظہار کر کے کہنے لگا "ہاں لارڈ کیا سچ مچ ابھی امید باقی ہے؟ مجھے اگر خود رین فورڈ کی خاطر نہیں تو اس بچہ کے لئے جسے اس سے بے حد محبت ہے۔ آپ کو ضرور اس کی جان بچانے کی انتہائی کوشش کرنی چاہیئے"

ارل نے جلدی سے پوچھا "کیا وہ راستہ جیلخانہ میں ملنے آئی تھی؟"

جیکب کہنے لگا "صرف ایک بار اور وہ بھی آج سہ پہر کو۔ میں اس افسوسناک نظارہ کے وقت موجود نہ تھا۔ مگر جس وقت وہ باہر نکلی۔ تو میں جیلخانہ کے پاس ہی پھر رہا تھا۔ اے میری ان آنکھوں نے بہتیرے نظارے دیکھے ہیں۔ لیکن میری دعا یہ ہے۔ کہ کسی حسینہ کی ایسی حالت انہیں پھر دیکھنا نصیب نہ ہو جیسی کہ میری زندگی اتنی لمبی ہے۔ وہ نظارہ میرے تخیل سے محو نہ ہوگا۔ جو ہوا کے جھونکے سے اس کی نقاب ہٹ جانے کے بعد مجھے دکھائی دیا۔ اب بھی اس کی یاد آتی ہے۔ تو سینہ پر سانپ لوٹنے لگتے ہیں۔۔۔"

ارل زور دار لہجہ میں کہنے لگا "میرے نوجوان دوست۔ خواہ کچھ ہو۔ میری کوششیں ایک بار پھر ان دونوں کو ملا دیں گی جس قدر زیادہ میں اس معاملہ پر غور کرتا ہوں مجھے

یقین ہوتا جا رہا ہے۔ کہ وزیر داخلہ کو اس معاملہ میں ضرور اظہار رحم کرنا پڑے گا۔ معاملہ قتل عمد کا نہیں۔ اور جرم بجائے خود اتنا گزرو رہے۔۔۔"

یہیں اس وقت گاڑی وزیر ملکی کے دفتر کے سامنے رکی اور ارل نے جیکب سے کہا "تم یہیں بیٹھو۔ میں ابھی مل کر واپس آتا ہوں"

لیکن آرتھر کے اس وقت کے رنج و غم کا صحیح اندازہ کرنا مشکل ہے۔ جب اسے معلوم ہوا کہ وزیر موصوف نہ اپنے سرکاری اور نہ پرائیویٹ دفتر واقع لندن میں موجود ہے کیونکہ وہ اسی شام کو انگلستان کے شمال میں اپنے دیہاتی مکان کی طرف روانہ ہو چکا تھا۔

پہلے تو ارل نے سوچا۔ خواہ میرے ہزاروں خرچ ہو جائیں۔ میں صبا رفتار گھوڑوں کی مدد سے وقت پر اس کے پاس پہنچ کر التوائے سزا کا پروانہ حاصل کروں گا۔ لیکن جو تجویز بادی النظر میں اس قدر سہل معلوم ہوئی تھی۔ وہ ذرا غور کرنے پر ناممکن العمل نظر آنے لگی۔ کیونکہ اس نے سوچا۔ اگر میں کسی ذریعہ سے اس تک پہنچ ہی گیا۔ تو اس کا جواب وقت معینہ سے پہلے حکام جیل خانہ تک کیونکر پہنچایا جا سکے گا۔ معافی تو منظور ہو جائے گی۔ لیکن اگر وہ وقت پر نہ پہنچی تو اس کا عدم وجود برابر ہے۔

وزیر اعظم کے پاس جانا سراسر بے سود تھا۔ کیونکہ اس کی طرف سے یہی جواب ملتا۔ کہ معاملہ وزیر ملکی سے تعلق رکھتا ہے۔ میں اس میں دست اندازی نہیں کر سکتا۔

چند منٹ غور کرنے کے بعد آرتھر آرچی بالڈ نے ایک اور تجویز سوچی۔ کہنے لگا "میں سیدھا بادشاہ سلامت کے پاس جاتا ہوں" وزیر ملکی کے دفتر سے اسے معلوم ہو گیا تھا۔ کہ ملکہ معظمہ بکنگھم پیلس میں فروکش ہیں۔

اب رات کے دس بج چکے تھے۔ اور اس خوفناک وقت کے درمیان جس کی یاد سے بھی بدن پر لرزہ پیدا ہوتا تھا۔ ابھی دس گھنٹے کا عرصہ حائل تھا۔ یقیناً اس عرصہ میں بہت کچھ کیا جا سکتا تھا۔

گاڑی کی طرف واپس آکر اس نے گاڑی بان سے کہا "تم واپس میرے مکان کی طرف چلو" راستہ میں اس نے جیکب سے کہا "وزیر ملکی کے معاملہ میں اس کی عدم موجودگی کے سبب سخت مایوسی ہوئی ہے۔ لیکن میں نے سیدھا بادشاہ سلامت کے پاس جانے کا مصمم ارادہ کر لیا ہے"

اس طرح وہ شخص تباہ حال ناکام ریون کے ساتھ ہمدردی رکھنے کی وجہ سے ایک امیر کبیر کا رازدار بنا۔

جب ارل مکان پر پہنچا تو گھر والوں کو اس کی غیر متوقع واپسی سے بڑی خوشی ہوئی نوکروں نے ارل کی نسبت ڈاکٹر لیمڈ سے دریافت کیا تھا لیکن وہاں سے بھی انہیں اسی قدر معلوم ہوا جو ارل کی اپنی چٹھی میں مذکور تھا۔ جو اس نے قید خانے سے لکھی تھی اور جس میں اپنے ایک ضروری کام پر جانے کا حوالہ درج تھا لیکن باوجود اس کے اس کی غیر حاضری سے سب نوکروں کو بڑی تشویش پیدا ہو گئی تھی۔ اور اب وہ اسے واپس آئے دیکھ بہت خوش ہوئے۔

ہر طرف سے مبارکباد کا شور بلند ہوا لیکن ارل نے اسے بڑے اضطراب کے ساتھ منقطع کر کے کہا۔ مجھے فوراً ہی ایک کام پر واپس جانا ہے میری گاڑی تیار کرو اور ایک آدمی جاکر لیڈی میڈ فیلڈ کو میری واپسی کی خبر دے آئے ایک اور آدمی فوراً گرافٹن سٹریٹ میں ڈاکٹر لیمڈ کے پاس جائے اور ان سے کہے کہ وہ یہاں آکر اس وقت تک کہ میں واپس آؤں میرا انتظار کریں۔ پیکٹ کی طرف اشارہ کر کے اس نے نوکروں سے کہا اس لڑکے کی [illegible] جس چیز کی ضرورت ہو۔ فوراً مہیا کر دی جائے۔

پھر جلد اپنے کمرے میں پہنچ کر اس نے اندر سے دروازہ بند کر لیا۔ اس کا خادم خاص منتظر ہوا تھا۔ مگر اس نے یہ کہہ کر اسے واپس بھیج دیا کہ مجھے سردست تمہاری ضرورت نہیں۔

کمرہ کی تنہائی میں اس نے اس پیکٹ کو کھولا جو [illegible] نے اسے دیا تھا اس میں سے ایک چھوٹی تھیلی برآمد ہوئی [illegible] چند خطوط اور کاغذات بند تھے۔ اور ان کے [illegible] کا ٹکڑا پڑا ہوا تھا۔ جس کی رنگت [illegible] [illegible]

[illegible]

[illegible]

[illegible] کیا تھا۔

[illegible]

تمہاری نسبت ذرا بھی ملال نہیں، اور میں خدا سے دعا کرتا ہوں۔ کہ تم پھولو پھلو۔ اور اس قدر سیاست اور دولت سے کام لو۔ جو عنقریب ہر قسم کے تنازعات کے دائرہ سے نکل جائے گی۔

میں نے وعدہ کیا تھا۔ تمہارے مطالعہ کے لئے اپنی انقلاب انگیز زندگی کے حالات قلمبند کر کے چھوڑ جاؤں گا۔ لیکن کیا یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ میں نے اس وعدہ کو کیوں ایفا نہ کیا؟

ٹی۔ آر

ان سطور کو پڑھ کر لارل بہت دیر تک روتا رہا۔ اتنا روتا رہا کہ معلوم ہوتا تھا۔ کہ اس کا دل ٹوٹا جا رہا ہے۔

آخر بلند آواز سے کہنے لگا۔ اے بھائی تو خیال کرتا ہے۔ میں نے تجھے مصیبت میں دیکھ کر تیری امداد سے دست کشی اختیار کر لی۔ مگر اس کے باوجود تو میرے تمام اقبال و دولت کے لئے دعا کرتا ہے۔ مالکا! مجھے توفیق دے۔ کہ میں ثابت کر دوں۔ میں اس کے تیا قون سلوک کا سزاوار نہ تھا۔ اب میرا فرض ہے جس طرح بھی ممکن ہو۔ تیری جان بچاؤں۔۔۔

اس نے ان دستاویزات کو دیکھا ضرور تھا۔ لیکن ان سطور کے لئے اٹھا تھا کہ یہ جرم کا ثبوت تھا۔ اور اس نہیں چاہتا تھا کہ ان کاغذات کی دیکھ بھال سے وہ اپنے قتل کے متعلق اپنی بے اعتنائی ظاہر کرے۔

ابھی جلسہ ختم ہوا تھا۔ اس نے اس قسم کا لباس جو بادشاہ سلامت کے حضور میں پہنچنے کے لئے موزوں تھا۔ پہننا شروع کیا۔ جب کہ گاڑی تیار ہو کر آئی۔ وہ اس کام سے فارغ ہو چکا تھا۔

اس کے چند منٹ بعد وہ گاڑی پر سوار قصر شاہی کی طرف جا رہا تھا۔ ضروری کاغذات اس کی بغل میں تھے۔ اور دل یاس و امید کے مشترکہ اثرات سے گھبرا رہا تھا۔

لیکن افسوس! اس آخری کوشش میں بھی اسے ناکامی ہوئی۔ کیونکہ اگرچہ بادشاہ سے ملاقات ہو گئی۔ لیکن اسے معلوم ہوا کہ شاہ چارلس پہلے ہی سے طے کر چکے ہیں اور اطلاع اسے ایک امرا کی زبانی ہو اس کا پہلا ... ملی۔

انتہائی یاس کی حالت میں وہ محل سے اپنے مکان کی طرف مڑا۔

لیکن نہیں ... ہم نے غلطی کی۔ وہ بالکل مایوس نہ تھا۔ کیونکہ رینفورڈ کی جان بچانے کے لئے ابھی ایک امید ... نہایت مبہم ... بالکل مبہم ... انتہا درجہ فضول ... اور ایسی کہ جس کے مقابلہ میں قتل کے سینکڑوں امکان موجود تھے ... اس کے دل میں باقی تھی۔

مگر فطرت انسانی کا تقاضا ہے۔ وہ انتہائے یاس کی حالت میں بھی امید کا دامن چھوڑنا پسند نہیں کرتا۔

مکان پر پہنچ کر اس نے سب سے پہلا سوال یہ کیا "ڈاکٹر لیسنڈ آگئے؟" اس کا جواب اثبات میں ملا۔ اور وہ سیدھا اس کمرہ کی طرف گیا۔ جہاں ڈاکٹر موصوف اس کا منتظر تھا۔

وہ نوں میں کیا گفتگو ہوئی۔ اس کا ذکر ہم سر دست قلم انداز کرتے ہیں۔ کیونکہ اس کی تفصیلات ناظرین کو آگے چلکر معلوم ہوں گی۔

باب ۵۳ پھانسی

یوم دوشنبہ کی وہ مبارک صبح جب تامرین کو پھانسی پر لٹکایا جانے والا تھا۔ زرد، دھندلی اور تاریک تھی۔ اور دن کی روشنی بڑی آہستگی کے ساتھ شب گذشتہ کی سیاہی سے جدوجہد کرتی بدنصیب قیدی کے حجرہ میں داخل ہوئی۔

چھ بجنے میں چند منٹ باقی تھے۔ کہ تامرین خوابہائے پریشان سے بیدار ہوا۔ اس نے گھبراہٹ کی نگاہ کمرہ کے اندر دوڑائی۔ تو اس نے پہلے اس پہرہ دار کو دیکھا۔ جو رات بھر اس کے کمرہ میں رہا تھا۔ پھر اس کی نگاہ شمع کو جو دیوار کی میز پر حالت نزع میں آخری جھکولے لے رہی تھی۔ پھر اس کی نگاہ کمرہ کی تہدار پتھریلی دیواروں پر رکی۔ اور سب سے آخر کٹہرے کی بھاری سلاخوں پر اور ایک لمحہ کے لئے اس خوفناک حقیقت کو معلوم کر کے اس کے بدن پر کپکپی سی پیدا ہو گئی۔ کہ بس سے نواب کی پرنشاط نیند کے ساتھ ہی رخصت نہیں ہوئیں۔

لیکن فوراً ہی اس کی تنی ہوئی بھوؤں اور بھنچے ہوئے ہونٹوں سے معلوم ہو گیا۔ کہ وہ اس مضبوط دل شخص کی طرح جو کسی خوفناک عمل جراحی کی انتہائی تکلیف کو بڑے استقلال کے ساتھ برداشت کرنے کے لئے آمادہ ہو جاتا ہے۔ اپنے جذبات پر قابو پا چکا ہے چنانچہ جس وقت جیل خانہ کا داروغہ اور پادری اس کے حجرے میں داخل ہوئے تو انہوں نے دیکھا۔ کہ وہ قوی دل اور حالت استقلال میں ہے۔ اگرچہ پھر بھی اس کے چہرہ سے گستاخانہ لاپروائی کا کوئی اثر ظاہر نہ ہوتا تھا۔

پادری اس سے دعا کرنے کے لئے آیا تھا۔ تامرین اس کے لئے تیار ہو گیا۔ اور

اس وقت اس نے اپنی زندگی کے آخری لمحوں میں قیدخانہ کے حجرہ میں جو دعا کی۔ وہ دلی صداقت پر مبنی تھی۔ اس میں ظاہرداری، جوش یا ریاکاری کا عنصر بالکل شامل نہ تھا۔

آخر جس وقت جیلخانہ کے گھڑیال نے ساڑھے سات بجائے۔ تو وہ دوزانو جانے سے اٹھ کر سیدھا کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا "میں موت کے لیے تیار ہوں"

لیکن ابھی خوفناک عمل کو شروع کرنے میں نصف گھنٹہ کا وقفہ حائل تھا۔ گھڑیال کی آواز بند ہونے کے ساتھ ہی کوٹھڑی کا دروازہ کھلا۔ اور ارل آف اینگلم اندر داخل ہوا۔ اس بات سے بےخبر اور لاپروا کہ حکام جیلخانہ میرے طرز عمل کو دیکھ کر کیا کہیں گے۔ آرتھر نے نہایت گرم جوشی اور دلی شوق کے ساتھ رین فورڈ سے بغلگیر ہوا۔ اور چلا کر کہنے لگا "بھائی! اس میں نے ہرگز تمہارا ساتھ نہیں چھوڑا تھا"

قیدی نے ویسی ہی گرمجوشی سے بغلگیر ہوتے ہوئے کہا "آرتھر تمہارے آنے سے پہلے میں کہہ رہا تھا کہ میں موت کے لئے تیار ہوں۔ اب میں اس میں اس قدر اضافہ کرتا ہوں کہ تم سے ملنے کے بعد میں اطمینان کے ساتھ جان دوں گا"

آرتھر کہنے لگا "وقت اتنا قیمتی ہے۔ کہ میں ان تفصیلات میں نہیں پڑ سکتا کہ تمہیں معلوم ہو گا۔ کن مشکلات نے مجھے زبردستی تم سے جدا رکھا۔ بہرحال یقین جانو کہ اس کے لئے ایک بڑی ہی خوفناک سازش کی گئی تھی۔ یہ بھی جان لو۔ کہ میں نے اپنی مرضی سے نہ تمہارا ساتھ چھوڑا اور نہ تمہاری طرف سے تغافل برتا"

رین فورڈ کہنے لگا "بھائی آرتھر! ان تشریحات کی ضرورت نہیں۔ اور نہ ان کے لئے وقت ہے بہرحال مجھے اطمینان ہے۔ کہ اس دار فانی سے رخصت ہونے سے پہلے ایک بار تم سے ملاقات ہوئی۔ ورنہ حسرت دید باقی رہ جاتی"

اس کے بعد ارل نے جلد جلد مختصر الفاظ میں ان سب سے کوششوں کا ذکر کیا جو اس نے شب گذشتہ کو رین فورڈ کی جان بچانے کی غرض سے کی تھیں۔ اس کے لیے رین فورڈ نے تہ دل سے اس کا شکریہ ادا کیا۔

آرتھر نے داروغہ جیل سے درخواست کی۔ کہ مجھے قیدی کے ساتھ چند منٹ تخلیہ میں گفتگو کی اجازت دی جائے۔ لیکن اس نے کہا "یہ درخواست منظور کرنا میرے اختیارات سے باہر ہے" ارل زیادہ اصرار بھی نہ کر سکا۔ کیونکہ پادری زور دے رہا تھا۔ کہ قیدی اب سے ساتھ

وہ [illegible] معاملات کو الوداع کہہ چکا ہے۔ اور آخری دعا اور عبادت کیلئے اس کے پاس بہت کم وقت باقی ہے۔"

غرض آرتھر اور ریجن فورڈ کو ایک دوسرے سے تنہائی میں گفتگو کرنے کا موقعہ ملا۔ اگرچہ آرتھر کو اسے ایک نہایت ضروری اطلاع پہنچانی تھی۔ اور ریجن فورڈ بھی محسوس کرتا تھا کہ کوئی خاص بات ہے جسے بیان کرنے کے لئے آرل تخلیہ چاہتا ہے۔

آخر آرل نے بھائی کے قریب ہو کر دبے لفظوں میں پوچھا "آرتھر کیا میرے لئے ابھی کوئی امید باقی ہے؟" آرل نے اپنا [illegible] کہا۔ "پھانسی کے اس پار کوئی امید باقی نہیں رہی" اور یہ کہتے ہوئے اس نے قیدی کا ہاتھ اس انداز سے اپنے ہاتھ میں لیا گویا اسے گرمجوشی کے ساتھ ملانا چاہتا ہے لیکن جب ریجن فورڈ نے آرل سے ہاتھ ملایا تو اسے معلوم ہوا کہ اس کی مٹھی میں کوئی چیز ایسی ہے جسے وہ محافظ جیل خانہ کی نظروں سے بچا کر مجھے دینا چاہتا ہے اس کے ساتھ ہی اسے اس فقرہ کے [illegible] کا احساس ہوا جو آرل نے ایک لمحہ پیشتر اس سے کہا تھا یعنی یہ کہ پھانسی کے اس پار اب کوئی امید باقی نہیں۔ اس نے سوچا اگر اس فقرہ کی تہ میں کوئی خاص مدعا پوشیدہ نہ ہوتا تو [illegible] جملہ میں پھانسی کی بجائے "قبر" کا لفظ استعمال کرتا۔

بہر حال ریجن فورڈ آرل کے اشارہ کو سمجھ گیا۔ اور اس نے معلوم کیا کہ اس فقرہ کی تہ میں ضرور کوئی [illegible] امید پوشیدہ ہے۔ اس نے آرل کا ایک تیز پر معنی نگاہ سے شکریہ ادا کیا۔ اور اس کے [illegible] سے معلوم ہوتا تھا کہ وہ سمجھتا ہے۔ پھر سے [illegible] کی امید ابھی باقی ہے۔

اتنے میں [illegible] کے باہر کسی کے قدموں کی چاپ سنائی دی۔ اور پادری سنجیدگی کے لہجہ میں کہنے لگا "[illegible] گفتگو ختم ہو جانی چاہئے کیونکہ قیدی کا آخری وقت آگیا ہے"

[illegible] ایک بار [illegible] سے بغلگیر ہوا اور اپنے لفظوں کو دہرا کر اس نے جلدی سے اس کے کان میں [illegible] میں رکھنا۔ پھر [illegible]

ریجن فورڈ نے [illegible] "بہت اچھا" کہا۔ اور دونوں بھائی اس گرمجوشی کے ساتھ [illegible]

[illegible]

تھا جو کسی قیدی کو پھانسی پر لٹکانے سے پیشتر بغرض تیاری کیا جاتا ہے۔ اس کے علاوہ اس آخری لمحہ میں حجرہ سے چلے جانے میں اسے ایک اور مدعا بھی پیش نظر تھا۔ یعنی یہ کہ وہ باہر برآمدہ میں اس حلقہ کے شرف سے ملنا چاہتا تھا۔

برآمدہ میں شرف اور اس کا نائب موجود تھے۔ اور ان سے ذرا فاصلے پر جلاد معہ اپنے ماتحتوں کے کھڑا تھا۔

ارل جو شرف سے ذاتی طور پر واقف تھا۔ اس کے قریب پہنچا۔ اور وہ عہدہ دار امیر موصوف کو پہچان نہیں دیکھ کر حیرت زدہ ہو گیا۔ مگر آرتھر نے مبادیات کو نظر انداز کر کے اسے الگ لیجا کر دبے لفظوں میں کہا "میں آپ سے بہت بڑی اور خاص رعایت طلب کرنے کو حاضر ہوا ہوں۔ اس قیدی کا جسے عنقریب پھانسی پر لٹکایا جائے گا۔ ایک اچھے خاندان سے تعلق ہے۔ اسکے متعلقین خواہش رکھتے ہیں۔ کہ اس کی لاش کو اچھی طرح دفن کریں۔ اس لئے میری درخواست یہ ہے۔ کہ اس کے متعلقین کے احساسات کو مدنظر رکھ کر آپ ازراہ عنایت قیدی کی لاش کو زیادہ عرصہ تک پھانسی پر نہ لٹکا رکھیں۔ کیونکہ وہ جب تک وہاں رہے گی۔ اس کا نظارہ ان کے لئے شرم اور ذلت کا باعث ہوگا"

شرف نے کہا "مائی لارڈ یہ کچھ بڑی بات نہیں۔ میں حکم دے دونگا کہ لاش آدھ گھنٹہ کے بعد اتار لی جائے۔ اس وقت وہ اس بدنصیب شخص کے رشتہ داروں کے حوالہ کر دی جائے گی"

ارل نے شرف کا ہاتھ زور سے ہلاتے ہوئے کہا "میں اس کے لئے تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں"

وہ جلد جلد قدم اٹھاتا ہوا ایک طرف کو چل دیا۔ اور شرف اور اس کے عملہ کا جلوس حجرہ کی طرف روانہ ہوا۔

اس مشہور رہزن کو پھانسی پر لٹکتا دیکھنے کے لئے جس کی نسبت مقدمہ کی سماعت کے دوران میں مشہور ہو چکا تھا۔ کہ یہ وہی شخص ہے۔ جو چند سال پیشتر سیاہ نقاب پہن کر ویسٹ منسٹر میں رہزنی اور لوٹ کی عجیب و غریب وارداتیں کیا کرتا تھا۔ جیلخانے کے باہر لاکھوں آدمیوں کا ہجوم تھا۔ سارا گرینکلے میدان ہی ہر طرف انسانی سروں کا سمندر معلوم ہوتا تھا۔ اور پاس کی گلیوں اور بازاروں میں مخلوقات کا وہ اژدہام تھا کہ کھوے سے کھوا چھلتا تھا

اس کے علاوہ اردگرد کے مکانات کی کھلی کھڑکیوں میں بے شمار تماشائی اس خوفناک نظارہ کو دیکھنے کے لئے جس کے بیان سے ہی قلم لرزتی اور ہاتھ تھرتا ہے۔ اس طرح جمع تھے۔ گویا کوئی نہایت دلچسپ تماشہ ہونے والا ہے۔

جیلخانے کے پھاٹک کے قریب ایک سیاہ نعش اور ایک لاش بردار گاڑی جس کے آگے گھوڑا جتا ہوا تھا۔ کھڑی تھی گاڑیوں اور جیل خانہ کی دیواروں کے درمیان ارل آف ایلنگھم ڈاکٹر نیبلز اور ارل کے تین معتمد خادم سب کے سب سیاہ ماتمی لباس پہنے چہروں کو سفید رومالوں سے اس طرح چھپائے کہ کوئی ان کے خط و خال پہچان نہ لے۔ کھڑے تھے۔

خود لارڈ ایلنگھم فرط غم سے نڈھال تھا۔ اس خوفناک صبح کو بدنصیب قیدی کو اپنے دل پر جو فکر اور ذہنی اذیت محسوس ہو رہی تھی۔ اس سے بہت زیادہ احساس خود اس فیاض دل ارل کو تھا۔ سردی کے مارے سارا بدن اکڑا ہوا اور ٹانگیں بوجھ کو سہارنے کے ناقابل ہو رہی تھیں۔ زبان حلق سے لگی ہوئی تھی۔ اور دم گھٹا جاتا تھا۔ اسے ایسا معلوم ہوتا تھا گویا دنیا بھر کی مصیبتوں کا ہجوم ایک بار ہی میرے سر پر ٹوٹ پڑا ہے۔

علاقہ بورو میں سینٹ جارج کا گرجا آٹھ بجا رہا تھا کہ جیل خانہ کے گھڑیال نے بھی اپنی آہنی زبان سے آٹھ کا خوفناک گجر بجایا جو قیدی کے لئے پیام موت کا درجہ رکھتا تھا۔

گھڑیال کے آواز کے ساتھ ہی ہجوم کے اندر ہر قسم کی آوازیں بند ہو گئیں۔ اور ہر طرف خوفناک سناٹا چھا گیا۔

ارل اور ڈاکٹر نے اس سے یہ سمجھا کہ قیدی جیل خانہ کی چھت پر پھانسی کے قریب پہنچ چکا ہے۔

جس جگہ یہ دونوں کھڑے تھے۔ وہاں سے وہ خوفناک نظارہ دکھائی نہ دیتا تھا۔ اور اگر دکھائی دیتا بھی تو لارڈ ایلنگھم ہرگز اس خوفناک آلۂ قتل کی طرف نظر اٹھا دیکھنا پسند نہ کرتا تھا۔

یکایک اس بھیانک خاموشی کے اندر سے ایک آواز سنائی دی۔۔۔ نہایت سنجیدہ۔۔ خوفناک اور ہم آہنگ یہ پادری کی آخری دعا تھی۔ جو کہہ رہا تھا "خداوند خدا فرماتا ہے۔ میں خود مر کر زندہ ہوا جو شخص اس زندگی میں مجھ پر اعتماد رکھتا ہے۔ وہ مر کر پھر زندہ ہوگا۔ اور اگرچہ اس جسم کو کیڑے کھا لیں تاہم وہ نئے قالب میں خدا کو دیکھے گا۔"

آواز یکایک بند ہو گئی جس طرح بجلی رو دفعتہً بے شمار تاروں کے اندر سرایت کر جاتی

ہے، جسم میں سنسنی پھیل گئی۔ ارل آف الینگھم درد سے کراہنے لگا۔ کیونکہ اس نے سمجھ لیا، پھانسی کا تختہ کھینچا جا چکا ہے۔

اسے غم سے نڈھال دیکھ کر ڈاکٹر دبے لفظوں میں بولا "میرے عزیز دوست یہ وقت زیادہ تشویش کا نہیں، عمل کا ہے۔ اس لئے پورے استقلال سے کام لو"

ارل نے کہا "ڈاکٹر صاحب میں آپ کا تہ دل سے شکریہ ادا کرتا ہوں، کہ آپ نے میرے فرض کی یاد دہانی کی۔ لیکن یہ وقت صبر آزمائی کا ہے۔ گذشتہ چند منٹ میرے لئے صدیوں کے عذاب کے برابر تکلیف دہ ثابت ہوئے ہیں"

ڈاکٹر بولا "جو کچھ بھی ہو۔ امید کو ہاتھ سے نہ دینا چاہیئے۔ کیا اس نے تمہارے الفاظ کو اچھی طرح سمجھ لیا تھا؟"

آرتھر نے جو ڈاکٹر کا بھی پورے طور پر اطمینان کرانا ضروری سمجھتا تھا۔ جواب دیا "مجھے اس کا کامل یقین ہے۔ اس نے وہ چابی کی تالی میرے ہاتھ سے لی۔ اور میں نے دیکھا اس نے اسے اپنی آستین میں چھپا لیا تھا۔ افسوس اس بات کا ہے۔ کہ وہ آخر میں اس سے بحالت تنہائی گفتگو کا موقعہ نہ ملا۔ میں نے اس سے بہت باتیں کرنی تھیں۔ ۔ ۔ بہت سی تشریح کی ضرورت تھی۔ ۔ ۔ اور بیشمار سوالات پوچھنے تھے۔ الٰہی اگر ہماری تجویز ناکام رہی تو کیا ہوگا"

بیرسٹر نے جواب دیا "اگر وہ لڑکا جیکب میری ہدایات پر پورے طور سے عمل کرتا رہا، تو مجھے اپنی کامیابی پر ذرا بھی شبہ نہیں"

امیر موصوف نے لاش گاڑی کی طرف دیکھتے ہوئے کہا "وہ ضرور آپ کے احکام کی تعمیل کرے گا۔ بڑا فرمانبردار لڑکا ہے۔ اور میرے متوفی بھائی کے ساتھ اسے گہری محبت تھی"

چونکہ خلقت کا ہجوم جیل خانہ کے گرد بنی ہوئی آہنی باڑ کے باہر کھڑا تھا اور اس کا باقی گاڑیوں سے کافی فاصلہ تھا۔ اس لیے یہ گفتگو جو ڈاکٹر اور ارل کے درمیان ہوئی کسی غیر شخص کو سنائی نہ دی۔

وہ بیس منٹ کا عرصہ جس کے گزرنے پر شرف نے لاش اتروانے کا وعدہ کیا تھا بڑی آہستگی کیساتھ گزرا۔ اور ارل کو اس کا ایک ایک لمحہ ایک ایک سال۔ ۔ ۔ ایک ایک صدی کے برابر طویل معلوم ہوا۔

اب ہجوم میں بھی وہ شورش تھی جو چند منٹ پیشتر انتظار کے طور پر طاری ہو گئی۔ قانونی ہر طرف محض مذاق۔ غلیظ گفتگو اور خوفناک گالیاں سنائی دیتی تھیں۔ اور بعض لوگ عملی طور پر پھانسی کی نقل اتار کر مضحکہ اڑا رہے تھے۔

آخر جیل خانے کے گھڑیال نے سوا آٹھ بجائے۔ اور ارل آف الینگھم کی تشویش اور بھی زیادہ بڑھنے لگی۔

ہزار ہا قسم کے اندیشے اس کی طبیعت کو پریشان کر رہے تھے۔ سوچتا تھا کہیں ایسا نہ ہو۔ رین فورڈ کو چاندی کی نالی استعمال کرنے کا موقعہ ہی نہ ملا ہو۔۔۔ یا شائد اس کا مفروضہ اثر ناکام رہے۔۔۔ ممکن ہے۔ رسی سے اس کی گردن کی گرہ ٹوٹ جائے۔۔۔ یہ بھی ممکن ہے۔ شرف اپنے وعدہ کو بھول جائے اور لاش عرصہ معینہ تک لٹکتی رہے۔ یا اگر سارے اندیشے فضول ثابت ہوں۔ تو ممکن ہے۔ ڈاکٹر اپنی کوششوں سے ان امیدوں کو پورا کر سکے۔ جو ارل کے دل میں موجود تھیں۔

غرض یہ حالت التوا اس کے لئے نہایت اذیت دہ اور خوفناک تھی۔ حالت اضطراب میں اس نے اپنی گھڑی نکالی۔ تو معلوم ہوا۔ کہ آٹھ بج کر سترہ منٹ ہو گئے ہیں۔ کہنے لگا۔ "اگر شرف اپنے وعدہ کو نہ بھولا۔ تو ڈھائی منٹ کے عرصہ میں لاش اتار لی جائے گی۔"

لیکن نہیں شرف اپنے وعدہ کا پکا ثابت ہوا۔۔۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ۔ کیونکہ ادھر نے جیب میں گھڑی رکھی ہی تھی۔ کہ ہجوم میں پھر ایک بار جنبش پیدا ہو گئی۔ اور کئی آوازیں یہ کہتی سنائی دیں "لو وہ لاش کو اتارنے لگے ہیں۔"

اس کے بعد پورا سناٹا چھا گیا۔ ایک وقت تو ارل کی اپنی رگوں میں انتہائی شدت کی گرمی اس طرح محسوس ہوتی تھی۔ گویا پگھلا ہوا سیسہ ان کے اندر بہ رہا ہو۔ لیکن اس کے ایک ہی لمحہ بعد اسے اپنا دل یخ کی طرح سرد ہوتا ہوا معلوم ہوتا تھا۔ حقیقت یہ ہے کہ صدیوں کے جذبات اذیت ان چند لمحوں میں محدود ہو چکے تھے۔ اس عرصہ میں وہ تمام اندیشے جو یکے بعد دیگرے اس کے دل میں پیدا ہوتے رہے۔ پھر ایک بار جمع ہو گئے اور دو منٹ کا وہ عرصہ اس کے لئے عرصۂ قیامت کے برابر معلوم ہوا

اس کے دماغ میں پریشانی اور دل میں خوف جاگزین تھا۔

استنے میں جیلخانہ کا دروازہ کھلا۔ اور ایک کرخت آواز یہ کہتی سنائی دی "لاش کون

اس لاش کو لے جانے والا ہے؟

اول کے تینوں نوکر لاش گاڑی کے دروازے کے قریب کھڑے تھے۔ ان میں سے ایک نے گاڑی کا دروازہ کھول دیا۔ اور ڈاکٹر لیسلز اہلکاروں کی توجہ دوسری طرف لانے کے لئے ان میں کچھ رقم بطور انعام تقسیم کرنے لگا۔

یہ کارروائی جو ارل۔ ڈاکٹر اور تینوں نوکروں کے مشورہ سے ہوئی۔ اس لئے ضروری تھی۔ کہ جیکب سمتھ لاش گاڑی کے اندر چھپا ہوا تھا۔ اور یہ اس کی موجودگی کو مخفی رکھنے کے لئے
جب سارے انتظامات عمل میں آ چکے تو لاش گاڑی شفاخانہ کے پھاٹک سے رخصت ہوئی اور تینوں نوکر ارل اور ڈاکٹر اس سیاہ فٹن میں سوار ہو گئے۔ جو پیچھے پیچھے چل رہی تھی۔

ظاہرداری کے لئے ضروری تھا کہ گاڑیاں آہستگی چلیں۔ چنانچہ جہاں تک ہجوم تھا۔ دونوں گاڑیاں بڑی سست رفتار سے چلتی رہیں۔ لیکن یلیک مین سٹریٹ میں پہنچ کر وہ ایسی تیزی سے چلنے لگیں۔ جو صرف اس وقت دیکھی جاتی ہے۔ جب دفن کے مراسم طے ہو چکتے ہیں۔

باب ۵۴ سائنس کا کرشمہ

سینٹ جارج کے گرجا سے گذر کر دونوں گاڑیبانوں نے گاڑیوں کو سرپٹ ڈال دیا۔ اور دم آواز ہی کی طرح چلنے لگیں۔ سیاہ رنگ کے دبلے پتلے گھوڑے پسینہ پسینہ ہو رہے تھے۔ اور ان کے منہ سے جھاگ نکلتے تھے۔ لیکن گاڑیبانوں کو اپنے معاوضہ کا خیال تھا۔ اور اس لئے وہ انہیں اور بھی تیز رفتار سے چلاتے تھے۔

دونوں گاڑیاں یونین سٹریٹ سے گزر کر بلیک فرایرز روڈ سے ہوتی ہوئی اس شاہراہ پر چلنے لگیں۔ جو دریا کی طرف جاتی ہے۔ اور پل پر سے گزر کر فیرنگڈن سٹریٹ کے راستہ سمتھ فیلڈ سے ہو کر کلرکن ویل گرین کی جانب روانہ ہوئیں۔ اور آخر غیر معمولی طور پر کم عرصہ میں یہ دونوں ریڈ لائن سٹریٹ کے ایک مکان کے سامنے رک گئیں۔

سب سے پہلے ماتمی فٹن کے اندر سے ڈاکٹر لیسلز اترا۔ اس نے جیب سے کنجی نکالی۔ اور مکان کا دروازہ کھولا۔ اس کے بعد تینوں نوکروں کی مدد سے لاش کے تابوت کو لاش گاڑی سے

نیچے اتارا گیا۔

پھر انہوں نے جیکب سمتھ کو بھی گاڑی سے نیچے اتارا۔ اور وہ ارل۔ ڈاکٹر اور تینوں نوکروں سمیت مکان کے اندر داخل ہوا لیکن دونوں گاڑیاں باہر دروازہ پر بدستور منتظر رہیں۔

اس کے گھنٹہ بھر بعد وہی تابوت پھر لاش گاڑی میں لاکر رکھ دیا گیا۔ لیکن اس مرتبہ اس کا ڈھکنا مضبوطی کے ساتھ کسا ہوا تھا۔ تینوں نوکر بھی فٹن میں سوار ہو گئے۔ اور یہ ماتمی جلوس پھر بڑی آہستگی کے ساتھ آگے کو روانہ ہوا۔

اس کے نصف گھنٹہ بعد اس تابوت کو جس کی پلیٹ پر "ٹامس رینبورڈ" کا نام لکھا ہوا تھا سینٹ نولک کے گرجا میں دفن کر دیا گیا۔ اور اس جگہ یہ رسم ختم ہو گئی۔

مگر سوال پیدا ہوتا ہے۔ کیا اس تابوت میں واقعی اس فیاض اور بہادر ہیرن کی لاش موجود تھی؟

نہیں نہیں کیونکہ تابوت کے اندر ریڈ لائن سٹریٹ والے مکان میں جلد جلد پتھر اور بھوسہ بھر دیا گیا تھا۔

اور وہ لاش۔۔۔!

جس وقت یہ لوگ طریق مذکور پر تابوت کو لے کر ریڈ لائن سٹریٹ والے مکان کے اندر داخل ہوئے۔ تو جیکب سمتھ نے باہر کا دروازہ بند کرکے جلدی سے فاتحانہ لہجہ میں کہا "جیکٹ یہ چاندی کی نالی اس کے حلق سے نکلی ہے۔ جس نے خود اسے راستہ میں نکالا تھا۔ میں اس کی کنپٹیوں کو سہلاتا اور آہستہ پھر سے نظر رکھتا رہا ہوں مجھے یقین ہے اس کی جان ضرور بچ جائیگی"

انہوں نے ملکر تابوت کا ڈھکنا جو کسا ہوا نہیں تھا۔ اتار تابوت کے اندر ہیرن جس کی آنکھیں بند تھیں اور چہرہ پر مردنی چھائی تھی۔ لاش کی طرح پڑا تھا۔ یہ نظارہ دیکھ کر ارل آف ایلنگھم کا بدن بجلی اندر سے کانپا۔ اور اس کے منہ سے کراہنے کی آواز نکلی۔ لیکن ڈاکٹر لیبان ہر قسم کی ہدایات اس قدر تیزی کے ساتھ دیتا رہا۔ اور اس نے ایسے طریق پر اپنے اوسان بحال رکھے کہ واقعات کی تیزی میں ارل کا غم بڑی حد تک دب گیا۔

انہوں نے لاش کو جس قدر جلد ممکن تھا تابوت سے نکال کر بالاخانہ کی وسیع تجربہ گاہ میں پہنچایا۔ اور اسے ایک فراخ میز پر لٹا دیا۔

اس کے بعد تینوں نوکر پھر زینہ کے راستہ اتر کر نیچے گئے۔ اور انہوں نے تابوت کو پھر روئی اور بھوسہ سے بھر کر ڈھکنا مضبوطی سے کس دیا۔ اور بعد ازاں جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے۔ اس تابوت کو گاڑی میں رکھ کر سینٹ لوقا کے قبرستان کی طرف روانہ ہوئے۔ لیکن ڈاکٹر ارل اور جیکب معہ نوکر تینوں رینفورڈ کی لاش کے پاس تجربہ گاہ میں ہی رہے۔ اور اب ڈاکٹر سیلز نے اپنی وسیع علمی تحقیقات سے مدد لے کر ایک ایسا کام شروع کیا جس کا ذکر بہت کم کسی کے سننے میں آیا ہوگا۔ یعنی اس نے اس مجرم کو زندہ کرنے کی کوشش شروع کی جسے پھانسی پر لٹکایا جا چکا تھا

اس نے ایک مضبوط گیلوانک برقی صورچہ کے تار لاش کے ہاتھ لگا دیئے۔ جو ہر چند کہ بظاہر بے جان نظر آتی تھی۔ مگر حرارت غریزی ابھی تک پورے طور سے جدا نہ ہوئی تھی۔ بجلی کی تیز لہر نے فوراً ہی اپنا اثر دکھانا شروع کیا۔

یکایک رینفورڈ کے بدن میں کپکپی سی پیدا ہوئی جسے دیکھ کر لارڈ لنگھم اور جیکب معہ کے منہ سے خوشی کی آوازیں نکلیں۔

اس اثنا میں ڈاکٹر سیلز بدستور پوری برقی قوت لاش کے اندر داخل کرتا رہا۔ چنانچہ ایک منٹ سے بھی کم عرصہ میں لاش کا دایاں بازو ہلا۔ لیکن یہ حرکت اسی قسم کی تھی جیسے بحالت نزع انسان کے بدن میں تشنج پیدا ہونے سے ہوتی ہے۔ اس کے چند سکنڈ بعد اس کا ہاتھ از خود اٹھ کر بے صبری کے ساتھ گلے کی طرف پہنچا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ رینفورڈ اپنے ہاتھ سے کسی ایسی چیز کو جسے وہ گلے کے گرد پڑا ہوا محسوس کرتا ہے۔ اتار پھینکنا چاہتا ہے شاید اب تک وہ سمجھتا تھا۔ کہ پھانسی کی رسی میری گردن میں ہے!

اب رینفورڈ کی چھاتی بھی سانس کی حرکت سے تیزی کے ساتھ اٹھنے لگی۔ صاف نظر آتا تھا کہ ہوا دوبارہ پھیپھڑوں کو پر کرنے کی کوشش کر رہی ہے۔ یہ حالت دیکھ کر لنگھم اور جیکب معہ نے کہا "شکر ہے وہ سانس لیتا ہے"

ڈاکٹر بڑے سکون کے ساتھ برقی صورچہ کے تار علیحدہ کر کے اور صندوق میں لگا کر کہنے لگا "مجھے یقین ہے۔ اس کی جان بچ جائے گی۔ اندیشہ صرف اس بات کا ہے کہ کہیں اس کا دماغ خراب نہ ہو جائے"؟

لیکن امیر موصوف اور اس کے ساتھی غریب لڑکے نے اس اطلاع کے آخری حصہ کو سننے کی پرواہ نہ کی۔ ان کے کان صرف اس اطلاع کو سن کر خوش ہوئے تھے۔ کہ وہ بچ جائیگا۔ اور یہ خبر ان کے

بے ... جو ... عجیب تھی۔ کہ اس کے زیر اثر وہ وحشت کی حد تک پہنچنے لگے تھے۔

لیبلر نے ان کے جوش کی پروانہ کرتے ہوئے اس خوشی اور امید کو دیکھکر جو اس کے دونوں ساتھیوں میں پیدا ہو چکی تھی۔ برقی مورچہ کے تار بدستور لگائے رکھے۔ اور انہیں سمجھانا شروع کیا کہ لاش میں جان پیدا کرنے کے لئے اس بات کی ضرورت ہے۔ کہ دوران خون بدن کے ہر ایک حصے میں یکساں ہو۔ اس نے اپنے ساتھیوں سے تخلیہ مانگا۔ مگر کسی نے حالت جوش میں اس کی بات کو نہ سنا اور آخر وہ جھلا کر زور سے اپنا پاؤں فرش زمین پر مار کر کہنے لگا "سنتے ہو۔ میں تخلیہ مانگتا ہوں۔ کیا اب تم یہ چاہتے ہو۔ کہ وہ تمہاری اپنی غفلت سے مر جائے؟"

ارل نے فوراً اپنی خوشی کو روکا۔ اور تخلیہ کی بشیتی ڈاکٹر کے حوالے کی۔ اسے رینفورڈ کی ... سے لگا دیا گیا۔ تو چند منٹ کے عرصہ میں اس کے ہونٹ حرکت کرنے لگے۔ اس کے بعد جب لیبلر نے برقی رو کو اور بھی تیز کیا۔ تو یکایک رینفورڈ کے منہ سے ایک بڑی خوفناک چیخ نکلی۔ لیکن ذہنی اذیت کی حالت میں نکلی ہوئی وہ چیخ کبھی اس سے زیادہ انسان کو اتنی خوش گوار محسوس نہ ہوئی ہوگی جیسی اس وقت ہوئی کیونکہ اس سے پایا جاتا تھا۔ کہ لاش میں دوبارہ جان آ چکی ہے۔

ڈاکٹر نے آگے بڑھ کر رینفورڈ کی نبض دیکھی۔ وہ بہت مدھم تھی۔ . . بہت ہی ہلکی چل رہی تھی لیکن باوجود اس کے محسوس ضرور ہوتی تھی۔ اب اس کے اعضا میں مستقل طور پر حرکت نظر آنے لگی۔ وہ اپنے دائیں ہاتھ کو ادھر ادھر ہلاتا تھا۔ اس کے منہ سے رہ رہ کر آہیں اور کراہنے کی آوازیں نکل رہی تھیں۔

ڈاکٹر نے ایک چھوٹا سا آئینہ لیکر اُسے رینفورڈ کے منہ اور ناک کے سامنے رکھا۔ اور اس پر ایک دھندلی نمودار ہو گئی۔

اتنے میں رینفورڈ نے بڑی آہستگی سے اپنی آنکھیں کھولیں۔ جو خون کی طرح سرخ نظر آتی تھیں۔ لیکن پتلیوں کی چمک ظاہر کرتی تھی۔ کہ ان میں از سر نو جان آ رہی ہے۔ رفتہ رفتہ سانس میں باقاعدگی ہوتی گئی۔ آنکھیں اگرچہ کھلی تھیں۔ لیکن معلوم ہوتا تھا کہ جو کچھ اس کے گرد ہو رہا ہے۔ وہ اس سے بالکل بے خبر ہے۔ اس کی آنکھیں پتھرائی ہوئی اور بے رونق آنکھوں کی طرح اس نظارہ پر لگی ہوئی تھیں۔

یہ حالت دیکھ کر لارڈ ایگلشم نے ڈاکٹر کی طرف تشویش کی نظر سے دیکھا۔ لیکن اس کے چہرہ پر اطمینان اور سکون کی جھلک موجود تھی۔ جس سے ارل کا اطمینان ہو گیا۔

اب برقی عمل کو شروع ہوئے بیس منٹ گذر چکے تھے۔ آخرکار ڈاکٹر لیسلڈ نے اطمینان بخش لہجہ میں کہا "مبارک ہو۔ اب یہ بچ گیا ہے۔"

یہ خوشخبری سن کر ارل۔ ڈاکٹر لیسلڈ سے اسطرح بغلگیر ہوا۔ گویا وہ اس کا باپ اور یہ اس کا حقیقی بیٹا ہو۔ وہ اس سے ایک خطاوار بیٹے کیطرح ملا۔ جو اپنے باپ سے معافی کا خواستگار ہو۔

آخر اس نے بوقت علیحدہ ہو کر اور اس بات سے ڈرتے ہوئے کہ کہیں جیکب سمتھ بھی اسی طرح اظہار خوشی نہ کرے۔ ڈاکٹر نے جلدی سے کہا "آپ کو بھی لازم ہے کہ اسے بستر پر لٹا دیں حسن اتفاق سے اس مکان میں ایک خوابگاہ موجود ہے۔"

تینوں بڑی احتیاط کیساتھ نام زین کو اٹھا کر ایک بغلی کوٹھڑی میں جو خوابگاہ کا درجہ رکھتی تھی لے گئے۔ اور وہاں انہوں نے اس کے کپڑے اتار کر ایک چارپائی پر لٹا دیا۔

جیکب سمتھ کہنے لگا "اب جبکہ ہم اس کام سے فارغ ہو چکے ہیں۔ میں یہ عرض کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اس خوشخبری کو سنکر ایک اور شخص کو بھی اتنی ہی خوشی ہوگی جتنی ہمیں ہوئی ہے۔"

ارل نے اسکا مطلب سمجھ کر کہا "تم ٹھیک کہتے ہو۔ لیکن وہ کہاں رہتی ہے؟"

لڑکے نے جواب دیا "میں اس کے مقام سکونت سے واقف ہوں۔ اگر آپ اجازت دیں . . ."

ارل قطع کلام کر کے کہنے لگا "ہاں تم فوراً جا کر اسے یہ خوشخبری پہنچاؤ . . . لیکن ممکن ہے وہ اس عرصہ میں اپنے والد کے مکان پر واپس گئی ہو۔ کیونکہ واقعات پیش آمدہ اور اس محبت کو پیش نظر رکھ کر جو مسٹر ڈی مدینا کو اپنی دختر سے ہے . . . لیکن نہیں ہمیں اپنے نیک دل دوست ڈاکٹر کے روبرو کسی رازداری سے کام نہ لینا چاہئے . . ."

لیسلڈ جو اس کے لفظوں کا مطلب اچھی طرح سمجھتا تھا۔ اگرچہ ارل اس سے واقف نہ تھا مختصر طور پر کہنے لگا "تم میری پرواہ نہ کرو۔ مجھے کسی کا راز معلوم کرنے کی ضرورت نہیں۔ اور اگر ہو بھی۔ تو میں اس وقت تیمارداری میں اتنا مصروف ہوں کہ . . ."

ارل نے کہا "بہتر ہے۔ ہم سر دست ان تشریحات کو ملتوی رکھتے ہیں۔ جیکب تم دوڑ کر اس خاتون کے پاس جاؤ۔ اسے بڑی آہستگی سے یہ خوشخبری پہنچانا۔ اور پھر اسے اپنے ساتھ یہاں لے آنا۔"

لڑکے نے اس بات سے خوش ہو کر کہ اسے اس خوشخبری کو سنانے بھیجا گیا ہے۔ ٹوپی اٹھا لی اور د

مس ڈتی بدینا سمتھ رینفورڈ کے اصرار پر برینڈن سٹریٹ سے اٹھ کر وسط شہر میں چلی گئی تھی۔ میں تھوڑی دیر میں اسے ساتھ لیکر واپس آتا ہوں۔"

ارل نے سونے کے سکوں کی ایک مٹھی اس کے ہاتھ میں دی۔ لیکن جیکب نے یہ کہکر انہیں واپس کردیا۔ کہ میرے پاس روپیہ موجود ہے۔

اس کے لمحہ بھر بعد وہ تیزی سے قدم اٹھاتا اس خوشی کے کام پر روانہ ہوا۔

باب ۵۵ تجربہ گاہ۔ اسٹھرڈی بدینا کا راز

جیکب کے رخصت ہونے پر ڈاکٹر لیبلز پھر تجربہ گاہ کیطرف واپس آیا۔ اس نے چند عرقیات کو ایک گلاس میں آمیز کیا۔ اور خوابگاہ میں واپس جاکر یہ دوائی رینفورڈ کے حلق میں داخل کردی۔ اسکے بعد اس نے پھر اس کی نبض دیکھی۔ قلب کی حرکت سننے کے لئے سینے کے قریب کان لگایا۔ آنکھوں کو غور سے دیکھا جو پہلے کی نسبت کم سرخ تھیں اور اس کے بعد کہنے لگا۔ "مریض قابل تعریف طریق پر اصلاح پذیر ہو رہا ہے۔ نبض باقاعدہ ہے۔ نہ زیادہ تیز نہ بہت ہلکی بلکہ ویسی ہی جیسی ہونی چاہئے۔ معلوم ہوتا ہے اسے نیند کی خواہش ہے۔ اسلئے آنکھیں بند کررہا ہے۔ اب جسوقت بیدار ہوگا۔ تو پورے طور پر ہوش میں آجائیگا۔ لیکن میرے عزیز دوست کیا تم یہ جانتے ہو کہ مجھے اس نمونہ انسان کرنے کے لئے میں نے اپنے اوپر ایک نہایت عظیم خطرہ لیا ہے۔ اگر یہ نہ ہوتی کہ میں نے یہ تمام تجربات محض علمی تحقیقات کی غرض سے کئے تھے۔ تو کوئی اس بات کو قابل یقین نہ سمجھے گا۔ بلکہ الٹا مجھ سے یہ مواخذہ کیا جائیگا کہ ایک مجرم کو زندہ کرنے کے بعد تم نے اسے دوبارہ حوالہ انصاف کیوں نہ کیا؟"

ارل کہنے لگا۔ "ڈاکٹر صاحب آپ نے مجھ پر بہت بڑا احسان کیا ہے جس سے میں سبکدوش نہیں ہوسکتا۔ میں امید کرتا ہوں کہ اس قسم کے مواخذہ کی جس کا آپ اندیشہ ظاہر کرتے ہیں ہرگز نوبت نہ آئیگی۔"

لیبلز نے کہا۔ "خیر یہ تمہاری خوشقسمتی ہوگی تقدم سمجھا ہے۔ اور اس کے علاوہ کل رات تم نے مجھے جو واقعات سنائے تھے ان کے بعد میرے دل میں تمہارے اس سوتیلے بھائی کی نسبت احساس تعریف ہی پیدا ہوگیا ہے۔ بڑا فیاض آدمی معلوم ہوتا ہے۔ اور

ایسے شخص کو موت سے بچانے کے لئے انسان خود ہر قسم کے خطرات میں پڑنا منظور کر لیتا ہے۔"

ارل کہنے لگا "ڈاکٹر صاحب آپ نے اس سے پیشتر کئی بار میرے روبرو اپنے برقی تجربات دکھا کر کیا تھا۔ کل رات جب میں وزیر داخلہ کے مکان سے مایوس ہو کر لوٹا۔ اور ملکۂ معظم کے حضور میں بھی باریاب نہ ہو سکا۔ تو اس وقت ان عجائبات کی کیفیت جو آپ نے برقی تجربات کی نسبت میرے روبرو مختلف اوقات میں بیان کی تھی۔ از خود میرے دل میں تازہ ہو گئی۔ اور میں نے اس شخص کی حیثیت میں جو ڈوبتے وقت تنکے کا سہارا تلاش کرتا ہے آپ کو بلایا۔"

ڈاکٹر نے کہا۔ "اس کے پاس ہی ایک کمرہ ہے جس میں بجلی کی طاقت کا تجربہ ہزارہا جانوروں اور کئی انسانوں پر بھی کیا جا چکا ہے۔ میں نے بڑے بڑے معاوضے دیکر پھانسی پانے والے مجرموں کی لاشیں رسی سے اترنے کے فوراً بعد حاصل کی ہیں۔ لیکن باوجود ساری کوششوں کے میں آج تک کسی مردہ جاندار کو زندہ کرنے میں کامیاب نہیں ہوا ہوں۔ اور یہ تجربہ بھی ہرگز کامیاب نہ ہوتا۔ اگر ہم ان احتیاطوں کو پیش نظر نہ رکھتے۔ جو ہم نے اس موقع پر اختیار کیں۔ مثلاً سانس کی آمد و رفت کو برقرار رکھنے کے لئے اسکے گلے میں چاندی کی نالی رکھوانا۔ جیکب سمتھ کو اس غرض سے لاش گاڑی میں چھپانا کہ وہ فوراً ہی ٹام رین کے چہرہ سے پھانسی کی ٹوپی اتار دے۔ حلق سے چاندی کی نالی نکال لے۔ اور رات بھر اسکی کنپٹیوں کو سہلاتا اور نمک سنگھاتا رہے۔ تم ذرا میرے ساتھ آکر اس تجربہ گاہ کو دیکھو جس کے عجائبات تم نے سنے تو ہیں مگر دیکھے نہیں۔ ریفورڈ سو رہا ہے۔ اس لئے ہمیں تجربہ گاہ کی سیر کے لئے کافی فرصت ہے۔"

چنانچہ یہ دونوں پاس کے کمرہ میں گئے۔ اور اس جگہ لمبارٹ نے مختلف برقی آلات دکھا کر ان کی نوعیت سمجھانی شروع کی۔ گیلوانک[1] برقی طاقت کی دریافت کی کیفیت بیان کرتے

---

۱ مسٹر بیگ بی اے نے رسالہ رینالڈس میلینی میں برقیات پر دلچسپ مضامین کا ایک سلسلہ شروع کر دیا تھا۔ جس کے دوران میں ایک جگہ مذکور ہے۔ کہ گیلوانک برقی کی دریافت محض ایک اتفاقی امر تھا۔ اٹلی کے مشہور فلاسفر کی بیوی میڈم گیلوانی کو اس کے ڈاکٹر نے مشورہ دیا تھا کہ مینڈک کا شوربا پیا کرے۔ چنانچہ بہت سے مینڈک ذبح کئے گئے۔ اور انہیں پکانے سے پیشتر اس کے شوہر کی تجربہ گاہ میں رکھ دیا گیا۔ ایک گیلوانی کے دو شاگردوں میں سے ایک اس وقت جبکہ برقی مشینوں سے طرح طرح کے تجربے کر رہے تھے۔ ان میں سے ایک نے برقی تار کا سرا

کے بعد وہ کہنے لگا "میں اس معاملہ میں گال اور سپر زہیم کا مقلد ہوں" پھر اس نے دیوار کے ساتھ لگے ہوئے مٹی کے بنے ہوئے انسانی سروں کی قطار کی طرف اشارہ کر کے کہا "انہیں غور سے دیکھئے۔ میں ان کو پیش نظر رکھ کر عرصہ دراز تک تحقیقات کرتا رہا ہوں"

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۳۹) ایک مردہ مینڈک کے ساتھ لگایا۔ اور میڈم گیلوانی کو یہ دیکھ کر سخت تعجب ہوا۔ کہ مینڈک کی ٹانگیں تشنجی حرکت کرنے لگیں جب غور سے دیکھا گیا تو معلوم ہوا کہ جس وقت برقی مشین سے شرارہ خارج ہوتا ہے تو اس کا اثر مینڈک کے عضلات پر پڑتا ہے۔ جب اس کا شوہر ایم گیلوانی مکان پر واپس آیا۔ تو اس نے اس کا ذکر اس سے کیا۔ وہ پہلے سے یہ عقیدہ رکھتا تھا کہ عضلات کی حرکت پر بجلی کی طاقت کا اثر ضرور پڑتا ہے اور اس مطلب کے لئے وہ مختلف تجربات بھی کرتا رہا۔ چنانچہ اس تازہ دریافت سے خوش ہو کر اس نے فوراً اسی طرح کے تجربات شروع کر دیئے۔ پہلے اس نے مردار اور کٹے ہوئے مینڈکوں پر برقی شرارہ کے اثر کا امتحان کیا۔ اور بجلی کی طاقت کو کم و بیش کر کے یہ معلوم کرنے کی کوشش کی کہ اس کا اثر کس حد تک ہوتا ہے۔ اس نے دیکھا۔ کہ جب بجلی کی طاقت کمزور ہوتی ہے تو مینڈکوں کے عضلات پر اس کا اثر ضرور نمودار ہوتا ہے۔ پھر اس نے کرۂ ہوائی کی برقی طاقت سے بھی ایسے ہی تجربات کئے اور آخر اسے معلوم ہو گیا۔ کہ قدرتی برقی طاقت کا اثر بھی وہی ہوتا ہے جو مصنوعی بجلی کا۔

اسی سلسلہ میں انہیں صاحب کے ایک اور دلچسپ مضمون میں مذکور ہے کہ ۲۸ جنوری کی شام کو جبکہ شمالی روشنی غیر معمولی طور پر نمودار تھی۔ ایک لیڈی کے بدن میں برقی طاقت اس درجہ سرایت کر گئی کہ اس کی انگلیوں کے سروں سے۔ جب وہ حاضرین کے چہروں کے قریب پہنچائے جائیں۔ برقی شرارے نکلتے تھے۔ عجیب بات یہ تھی۔ کہ یہ حالت آسمانی ظہور کے ساتھ ہی ختم نہیں ہو گئی۔ بلکہ کئی ماہ بعد تک رہی۔ اس عرصہ میں وہ بدستور بجلی سے پر تھی۔ اور جس شخص کے قریب جاتی۔ اس کے انگوٹھے اس کے اندر سے برقی شرارے خارج ہونے لگتے۔ چنانچہ جب وہ دھات کی کسی چیز کو ہاتھ لگاتی تو ضرور برقی شرارہ خارج ہوتا اور دھکا سا لگتا تھا۔ یہ ظہور ان حالات میں ضرور قائم رہتا تھا کہ کرۂ ہوائی کی حرارت کا درجہ ۸۰ درجہ فارن ہائیٹ ہو۔ وہ معمولی ورزش کرتی رہے اور سوسائٹی میں شامل ہو کر خوش رہے۔ لیکن اگر کرۂ ہوائی کا درجہ حرارت صفر کے قریب ہو۔ یا خود وہ لیڈی کسی خوف کے زیر اثر ہو جائے۔ تو یہ طاقت بھی خارج ہو جاتی تھی۔ بسا اوقات دیکھا جاتا کہ جب وہ انگیٹھی کے پاس بیٹھ کر آہنی سٹول پر پاؤں رکھے کوئی چیز پڑھنے میں مصروف ہوتی۔ تو فی منٹ تین یا چار شرارے نکلتے تھے اور بہتر حالات میں تو ایک شرارہ ہر ثانیہ میں نظر آتا تھا۔ اگر کسی اور شخص کو ایسے حالات میں کہ بجلی اس کے بدن سے خارج نہ ہو سکے۔ اس کے قریب لایا جاتا۔ تو اس کے اندر بھی بجلی کی طاقت بھر جاتی تھی۔ اور دوسروں کے قریب آنے سے خود اس شخص کے اندر سے شرارے نکلنے لگتے تھے اس بات کا اطمینان کرنے کے لئے کہ برقی طاقت کا تعلق اس کے لباس سے نہیں ہے اُسے اونی اور سوتی دونوں طرح کی پوشاک پہنا کر دیکھی گئی۔ لیکن ظہور بدستور دیکھنے میں آتا رہا۔ اس خاتون کی عمر تیس سال کے قریب تھی۔ اور وہ نشست پیشہ اور کمزور صحت کی عورت تھی

ارل نے ان مجسموں کو دیکھ کر کہا "معلوم ہوتا ہے۔ آپ نے کئی مشہور مجرموں کے سروں کے نمونے تیار کر رکھے ہیں۔ مثلاً آرتھر تھسل وڈ۔ ڈینیل ہوگرٹ۔ جارج ہیرنگٹن ہنری فانٹلرائے جان تھرٹل۔ ولیم پر دبرٹ..."

لیبلاز قطع کلام کرکے کہنے لگا "ان کے علاوہ اور بھی بہت سے مجرموں کے سروں کے مجسمے موجود ہیں۔ لیکن ابھی لوگوں کے اندر علم کاسہ سر کی نسبت اتنا تعصب اور بدگمانی ہے کہ میں

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۵۰) اسی نوٹ کے سلسلہ میں ہم ایک ایسے شخص کا واقعہ درج کئے بغیر نہیں رہ سکتے جسے پھانسی پر لٹکائے جانے کے بعد زندہ کیا گیا تھا۔ یہ ایک ایسا واقعہ ہے۔ جسے حقیقی زندگی کا افسانہ سمجھنا چاہیئے۔ ایمبروز گوینٹ نامی ایک شخص کو مقام ڈیل میں ایک اور شخص کے قتل کے شبہ میں جو عدم پتہ ہوگیا تھا۔ اور جس کی لاش بھی کہیں برامد نہ ہوئی۔ پھانسی پر لٹکایا گیا۔ حالات سے تعلق رکھنے والی شہادت کی رو سے گوینٹ کو قاتل سمجھا گیا۔ اگرچہ ابتدا میں یہ ثابت ہونا مشکل تھا کہ وہ حقیقت میں اس جرم کا مرتکب ہوا ہے۔ معاملہ یہ تھا کہ گوینٹ اور ایک اور شخص کالنز نامی دونوں اکٹھے ڈیل کی ایک سرائے میں پہنچے۔ کھانا کھانے کے وقت چونکہ سرائے کا ویٹر موجود نہ تھا۔ اس لیے گوینٹ نے کالنز کا چاقو اس سے عاریتاً حاصل کیا۔ دوسرے دن صبح کو کالنز عدم پتہ ہوگیا۔ آدھی رات کے وقت گوینٹ اس سے سیڑھیوں پر ملا تھا جب کہ یہ باغیچہ سے بالاخانہ کیطرف سے آرہا تھا۔ صبح کے وقت باغیچہ میں ایک چاقو اور خون کے داغ پائے گئے۔ جو ساحل بحر تک جاتے تھے۔ کالنز کی نقدی کا بٹوہ بھی گوینٹ کی جیب میں پایا گیا۔ حالانکہ شب گذشتہ کو ویٹر نے اسے کالنز کے پاس دیکھا تھا۔ گوینٹ نے اپنی صفائی میں یہ بیان پیش کیا۔ کہ ویٹر کے چلے جانے پر کالنز نے از خود بٹوہ مجھے دیا تھا۔ اور وہ کہتا تھا۔ نقدی ادا کرنے کا فرض تم اپنے ذمہ رکھو۔ اس کی ناک سے خون جاری تھا۔ چاقو سے اس نے دروازہ کو جو زور سے بند تھا۔ کھولا اور پھر تاریکی میں وہ اس کے ہاتھ سے گر پڑا۔ ساحل بحر تک وہ اس مطلب کے لئے گیا تھا۔ کہ منہ اور ہاتھوں کو جو خون آلودہ تھے۔ دھو ڈالے۔ اور اس کا یہ بھی خیال تھا۔ کہ سمندر کے کھاری پانی سے ناک سے خون بہنا بند ہو جائیگا۔ اس عذر کو ناقابل یقین قرار دیکر گوینٹ کو قتل کا مجرم قرار دیا گیا۔ اور اسے سین ڈاؤن کامن میں پھانسی پر لٹکا دیا گیا۔ جبکہ وہ پھانسی پر لٹک رہا تھا اور لوگ وہاں سے رخصت ہو چکے تھے۔ ایک گڈریئے نے گذرتے ہوئے اس کی لاش میں زندگی کے آثار دیکھے اور اسے رسی کاٹ کر اتار لیا۔ گوینٹ بحال ہو کر صحتیاب ہو گیا۔ اور نیک دل گڈریئے نے اسے کسی غیر ملک کو بھیج دیا۔ اس بعید نوآبادی میں گوینٹ کی اس شخص کالنز سے ملاقات ہوئی۔ جس کے بیان کردہ قتل کے جرم میں اسے سزائے موت دی گئی تھی دونوں میں جو گفتگو ہوئی اس سے معلوم ہوا۔ کہ شب مذکور کو کالنز جسوقت سیڑھیوں سے اتر کر باغیچہ میں پہنچا۔ تو چوروں کے ایک گروہ نے جن کا جہاز اس وقت ساحل سے گذر رہا تھا اسے پکڑ لیا۔ اور ان کی گرفتاری میں وہ عرصہ تک مختلف مقامات میں پھرتا رہا۔ اس غریب کو اپنے دوست گوینٹ کی مشکلات کا اس ملاقات سے پہلے ذرا بھی علم نہیں تھا ۱۲

زندہ شخصوں کے سروں کے نمونے حاصل نہیں کر سکتا۔ ناچار مجھے یہ انتظام کرنا پڑا ہے۔ کہ جیلخانہ کے پہرہ داروں سے مل کر جو مجرم پھانسی پر لٹکائے جائیں۔ یا قیدخانہ میں مریں اُن کی لاشیں حاصل کر لیتا ہوں۔ اور انہی کے مطابق ان کے سروں کے نمونے تیار کرتا ہوں جن شخصوں نے غیر معمولی زندگی بسر کی ہو۔ یا جنہیں اپنے جرایم کے عوض انتہائی سزا دی گئی ہو۔ اُن کے سروں کو غور کی نظر سے دیکھ کر عجیب و غریب باتیں معلوم ہوتی ہیں۔ ان کا مقابلہ۔۔۔"

ارل مسکرا کر کہنے لگا "کیا آپ ایسے شخصوں کے سروں کا مقابلہ بندروں کے سروں سے کیا کرتے ہیں؟"

ڈاکٹر نے کہا "یقیناً۔ لیکن میں تمہیں ان خشک مضامین سے دق کرنا نہیں چاہتا۔ بہرحال اتنا تم اچھی طرح سمجھ سکتے ہو۔ کہ مجھے اس معاملہ سے کتنی دلچسپی ہے۔ یہاں تک کہ میں نے بہت سا خرچ اور محنت برداشت کر کے اصلی انسانی سر حاصل کئے ہیں۔"

اتنا کہہ کر اس نے ایک الماری کا دروازہ کھول دیا۔

ارل متحیر ہو کر پیچھے کو ہٹ گیا۔ کیونکہ الماری کے اندر اسے چار حقیقی سر نظر آئے۔ جن کی آنکھیں خوفناک طریق سے اس کی طرف دیکھ رہی تھیں۔ اسکے ساتھ ہی دوائیوں کی تیز بو اس کی ناک میں پہنچی۔

ڈاکٹر اس کی گھبراہٹ کو دیکھ کر ہنس کر کہنے لگا "گھبرایئے نہیں۔ یہ سر زندہ نہیں۔ مردہ ہیں"

"لیکن میں پوچھتا ہوں۔ آپ نے انہیں کہاں سے حاصل کیا؟"

ییلز اور بھی زیادہ ہنس کر کہنے لگا "اطمینان رکھیے۔ میں نے ان سروں کی خاطر چار شخصوں کو قتل تو نہیں کرایا۔ دوست تمہیں یہ سنکر تعجب ہوگا۔ کہ بارہا میری راتیں اسی تجربہ گاہ میں برقی تجربات کرتے اور علم کاسہ سر کی تحقیقات میں بسر ہوتی ہیں۔ میں نے ان سروں کو ہسپتالوں سے حاصل کیا تھا۔ اور خود ان میں مصالح بھر کر تیار کیا ہے۔"

ارل نے کہا "ایمان کی بات یہ ہے کہ مجھے آپ کی اس تجربہ گاہ کا علم اول مرتبہ کل آپ کی زبانی ہوا"

ڈاکٹر کہنے لگا "اب بھی آپ کو اسکا علم نہ ہوتا۔ اگر آپ کی طرف سے یہ اصرار یہ خواہش ظاہر نہ کی جاتی۔ کہ آپ کے سوتیلے بھائی کی جان بچانے کے لئے سائنس کی ساری طاقتوں کو کام میں لایا جائے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ میری یہ تجربہ گاہ سترہ اٹھارہ سال سے قائم ہے۔ اور میں

اس میں ہر قسم کے علمی تجربات عموماً اور طبی تحقیقات خصوصاً کرتا رہتا ہوں۔ چونکہ کام اس قسم کا
تھا اس لیئے میری کوشش ہمیشہ یہ رہی ہے کہ جسقدر زیادہ مردہ لاشیں بغرض تجربہ دستیاب
ہو سکیں حاصل کرلوں۔ میرا تعلق ایسے شخصوں کے ساتھ جو لاشیں اکھاڑتے اور مردہ فروشی
کرتے ہیں، اکثر رہا۔ لیکن میں ڈرتا تھا کہ اگر ان لاشوں کو میرے مکان واقع گریفن سٹریٹ میں لایا
گیا۔ تو لوگوں میں سخت بدنامی ہوگی۔ ساتھ ہی قانونی کارروائی کا بھی اندیشہ لگا رہیگا۔ اسلیئے میں نے
بہتر یہی جانا کہ کسی غیر آباد حصہ شہر میں جہاں کے لوگ مجھ سے واقف نہ ہوں ایک تجربہ گاہ قائم کرلوں۔ اور
جب ضرورت ہو۔ اس تجربہ گاہ میں جاکر تحقیقات کیا کروں۔ یہ بات میں نے اتفاقاً ایک مردہ فروش
سے کہی تھی۔ اس نے میرا تعلق ایک شخص ٹڈ مارش سے پیدا کرادیا کسی قدر تکرار کے بعد ٹڈ مارش نے یہ
شرط لگائی۔ کہ میں اپنے آقا سے مشورہ کرلوں۔ اگرچہ مجھے معلوم نہیں۔ اس آقا کا کوئی وجود ہے یا نہیں
اس نے مجھے اس مکان کا ایک حصہ دکھایا۔ میں نے یہ کمرہ پسند کیا اور اسے معقول کرایہ پر لے
لیا۔ لیکن مجھے کرایہ کی زیادتی کی چنداں پروا نہ تھی۔ کیونکہ ایک تو مکان تنہا جگہ میں واقع ہے۔
دوسرے اس میں آنے جانے کا راستہ ایک اور بازار میں بھی کھلتا ہے۔ اور تم جانتے ہو ایک
ایسے شخص کے لیئے جس کا تعلق مردہ فروشوں سے ہو۔ یہ امر کسقدر فایدہ مند ہے۔"

"تو کیا فقط آپ ہی اس مکان میں رہتے ہیں؟" ارل نے سوال کیا۔ "کیونکہ میرا خیال یہ ہے
کہ جس تجربہ گاہ میں ہم نے غریب ٹامس کو سلایا تھا۔ آپ اس میں نہیں سوتے۔"

ڈاکٹر بولا۔ "بالکل نہیں۔ ایک اور بڈھا گاہ بگاہ اس مکان میں آیا کرتا ہے۔ اور وہی
اس کمرہ میں سوتا ہے۔ میں نے اسے صرف ایک دوبار دیکھا ہے۔ اور اس کا نام بھی مجھے معلوم
نہیں۔ میرے پاس صدر دروازہ کی کنجی علیحدہ موجود ہے۔ اور میں خفیہ تہ خانہ کے راستہ
سے بھی واقف ہوں۔ ٹڈ مارش سے میرا صرف اسی قدر تعلق ہے کہ اسے وقت پر کرایہ ادا کردیتا
ہوں۔ اس بڈھے سے بھی جس کا میں نے ذکر کیا۔ سرسری سرسری سی گفتگو ہے۔ یعنی جب کبھی وہ
مجھے ملے۔ تو ہم ایک دوسرے کو سلام کرکے چھوڑتے ہیں۔ اور پاس سے گذر جاتے ہیں۔ وہ بھی
اس مکان میں رہتا ہے۔ میں بھی رہتا ہوں۔ نہ وہ میرے معاملات میں دخل دیتا ہے۔ نہ
میں اس کے کاروبار میں تابع ہوتا ہوں۔"

ارل کہنے لگا۔ "ڈاکٹر صاحب ممکن ہے۔ آپ کی تجربہ گاہ کسی نہایت بدمعاش شخص کے
مکان میں واقع ہو۔"

لیسلا نے جواب دیا "مجھے اس کی پروا نہیں۔ کیونکہ یہ تو ظاہر ہے۔ میں اس تجربہ گاہ کو خود اپنے مکان میں قایم نہیں کر سکتا۔ اس صورت میں میرے نوکروں کو اس کا علم ہو جانا قدرتی ہے اور یہ ظاہر ہے کہ وہ لوگوں سے انسانی سروں۔ مٹی کے بنے ہوئے مجسموں اور میرے بہت سے تجربات کا ذکر کرتے پھریں۔ تو ممکن ہے لوگ مجھے جادوگر خیال کرنے لگیں۔ اور میری طرف شک کی نظر سے دیکھیں۔ اس کا نتیجہ اور نہ سہی کم از کم میری طبابت کو ضعف پہنچنے کا اندیشہ تو ضرور رہتا ہے" پھر وہ مسکرا کر کہنے لگا "میرے پیارے ارل کم از کم تمہیں اس کی شکایت نہ ہونی چاہیئے کہ اس مکان کا تعلق بدمعاش شخصوں سے ہے۔ کیونکہ اگر میری تجربگاہ ایسے تنہا مقام پر نہ ہوتا۔ جہاں کوئی کسی سے کسی طرح کا سوال نہیں پوچھتا۔ اور نہ دوسرے کے معاملات پر رائے زنی کرتا ہے تو تمہارے بھائی کو اس آسانی سے موت کے چنگل سے چھڑایا بھی نہ جا سکتا"

ارل نے کہا "ڈاکٹر صاحب معاف کیجیے کہ میری زبان سے کوئی نازیبا کلمہ نکلا۔ مجھے یقین ہے۔ آپ اس کے لیئے مجھے معاف کر دیں گے"

وہ بولا "آرتھر تمہاری طرف سے کسی معافی کی ضرورت نہیں۔ اگر ہم علمی تحقیقات کے شایق لوگ اسقدر پابند حسیات ہوں۔ تو مشاغل علمی کو ہمارا سلام ہے۔ لیکن جیسے میں کہہ رہا تھا۔ میں نے اس کمرہ میں لاشوں پر ایسے ایسے تجربے کیئے ہیں۔ جو میرے اپنے مکان پر کسی صورت میں ممکن نہ تھے۔ تم سے کسی بات کا پردہ نہیں اسلیئے میں تسلیم کرتا ہوں کہ نیز اس امر میں وہ بڈھا جو اس مکان میں رہتا ہے ضرور یا تو کوئی بدمعاش یا بخیل آدمی ہے۔ مگر سوا کرے مجھے اسکے معاملات کی پروا نہیں۔ اور ہاں اب میں تم سے ایک نہایت عجیب واقعہ کا ذکر کرتا ہوں۔ جو عرصہ قریباً پانچ ہفتے کا گذرا۔ پیش آیا تھا۔ ایک رات میں اس کمرہ میں خرگوشوں مینڈکوں۔ چوہوں اور شاید چند بلیوں پر برقی تجربات کر رہا تھا۔ کہ ایک ضروری کام کی خاطر مجھے یکایک مکان کے پچھلے حصہ میں جانا پڑا۔ لیکن واپس آیا۔ اور اس دروازہ میں جو سر پر واقع ہے۔ اور بعد ازاں سے زینہ کا راستہ ہے قدم رکھا۔ تو یہ دیکھ کر حیران رہ گیا کہ کوئی آدمی پہلا اس الماری کے پاس کھڑا انسانی سروں کو دیکھ رہا ہے۔ پہلے تو میں ڈر گیا۔ کیونکہ اس سے نصف گھنٹہ پیشتر مجھے مکان کے ایک حصہ میں کسی کے باتیں کرنے کی آواز بھی سنائی دی تھی اور اسی لیئے میں نے کمرہ کا دروازہ اندر سے بند کر لیا تھا۔ جسے میں نیچے اترتے وقت کھلا چھوڑ گیا۔ لیکن پھر اوسان بحال کر کے میں پیچھے مڑا۔ ابھی دروازہ بند نہ کرنے پایا تھا کہ

اس شخص نے بھی جوان سروں کو دیکھ رہا تھا۔ پیچھے مڑ کر دیکھا۔ جانتے ہو وہ کون تھا؟

"تو بھلا میں کیا بتا سکتا ہوں۔" ارل کہنے لگا۔

لیسلز بولا "یہی تمہارا سوتیلا بھائی ٹامس رینفورڈ۔ جو اب پاس کی خواب گاہ میں پڑا ہے۔"

"ٹامس!... اس جگہ!" آرتھر نے سخت حیرت زدہ ہو کر کہا۔

ڈاکٹر کہنے لگا "میں یقیناً کہہ سکتا ہوں مجھے اس میں غلطی نہیں لگی۔ کیونکہ میں اس سے پہلے ایک موقعہ پر اسکی صورت دیکھ چکا تھا۔ اگرچہ یہ بیان کرنے کی حاجت نہیں کہ کہاں... اور کس طرح۔ میں شش و پنج کی حالت میں تھا۔ کہ مجھے کیا کرنا چاہیئے۔ میں نہیں چاہتا تھا۔ کہ وہ مجھے پہچان لے۔ اگرچہ یہ بھی ممکن ہے۔ اس نے اس ایک نظر میں ہی جو مجھ پر ڈالی مجھے پہچان لیا ہو۔ میں اپنے مکان واقع گریفن سٹریٹ کو بھی نہ جا سکتا تھا۔ کیونکہ گلے میں فقط ڈریسنگ گون تھی۔ اور کوٹ اسی کمرہ میں رہ گیا تھا۔ حالت تشویش میں میں زینہ کا نصف حصہ نیچے اتر چکا تھا۔ کہ ایسا معلوم ہوا کوئی شخص کنجی کی مدد سے صدر دروازہ کو کھول رہا ہے۔ یہ جان کر کہ یہ یا تو وہ بڈھا ہوگا۔ جس کا میں نے ذکر کیا۔ یا ٹڈ مارش۔ کیونکہ میرے علاوہ صرف انہی کے پاس صدر دروازہ کی کنجی تھی۔ میں اس شخص کی آمد کا منتظر رہا۔ دیکھا تو ٹڈ مارش تھا اس سے میں نے اپنے کمرہ میں جو کچھ دیکھا تھا۔ اس کا ذکر کیا۔ وہ کہنے لگا۔ مجھے شک تھا ضرور کوئی واقعہ پیش آیا ہے۔ اس لئے میں کپڑے پہن کر اس طرف کو آیا ہوں۔ مجھے ان لفظوں سے تعجب ہوا۔ اور میں نے اُن کی تشریح چاہی۔ لیکن ایسا معلوم ہوتا تھا وہ ان لفظوں کو کہہ کر پشیمان تھا۔ چنانچہ مجھے ٹالنے کے لئے اس نے کچھ جواب دیا۔ اور پھر ہم دونوں زینہ کی راہ سے اوپر چڑھے۔ تجربہ گاہ میں داخل ہوئے۔ تو دیکھا وہاں کوئی موجود نہیں۔ پاس والے کمرہ میں گئے۔ جہاں اس وقت رینفورڈ سو رہا ہے۔ تو دیکھا۔ کہ فرش سے قالین ہٹا ہوا ہے۔ اور چور دروازہ ننگا ہے۔"

"چور دروازہ!" ارل نے متعجب ہو کر پوچھا۔

لیسلز بولا "ہاں میں پہلے کہہ چکا ہوں۔ اس مکان سے نکلنے کا ایک تہ نشین راستہ ہے اور یہ چور دروازہ اس کیطرف جاتا ہے۔ مگر دیکھئے میں پھر کہتا ہوں۔ جو حالات میں نے تمہیں اس مکان کی نسبت بتائے ہیں۔ وہ بالکل پوشیدہ رہنے چاہئیں۔ خیر ہم نے دیکھا کہ چور دروازہ ننگا ہے۔ ہم نے قالین کو اوپر سے ہٹایا۔ اور ٹڈ مارش نے چور دروازے کی کمانی دبا دی

بند کر دی۔ جس کے بعد ہم نے قالین کو دوبارہ اس کے اوپر بچھا دیا۔ مگر اس کے ساتھ ہی میرے دل میں اس خیال سے سخت تشویش پیدا ہوئی۔ کہ شاید رینفورڈ اس زمین دوز راستہ میں داخل ہو چکا ہے۔ میں نے ٹڈ مارش سے پوچھا کیا وہ اس راستہ سے باہر جانے کے راز سے واقف ہے؟ وہ بولا۔ آپ خیال کر سکتے ہیں۔ اگر واقف نہ ہوتا تو اسکے اندر قدم رکھتا؟ میں نے اسے بالکل صحیح جواب سمجھا۔ اور اسکے علاوہ اس وقت خیال کیا۔ شاید ٹڈ مارش اور رینفورڈ کا آپس میں تعلق ہو۔ اگرچہ اب میں اس خیال کے لئے تم سے معافی چاہتا ہوں۔ اس موقعہ پر یہ شبہ میرے دل میں ان لفظوں سے بھی مضبوط ہو گیا جو ٹڈ مارش نے اس وقت کہے تھے۔ جب وہ مجھے زینہ پر ملا۔ اس لئے مجھے رینفورڈ کے متعلق زیادہ اضطراب نہ رہا۔ اور میں اس مکان سے نکل کر گرینفل سٹریٹ کو ہولیا۔ ٹڈ مارش بھی میرے ساتھ ہی مکان سے نکل آیا۔ اور وہ مجھے ٹرنل سٹریٹ کی نکڑ پر جس میں وہ رہتا ہے۔ چھوڑ کر چلا گیا۔"

یکایک ارل آف ایلنگھم کہنے لگا "آپ کے ان تہخانوں۔ زمین دوز راستوں اور چور دروازوں کی گفتگو سے میرے دل میں ایک خیال پیدا ہوا ہے۔"

"کس بارہ میں؟" ڈاکٹر نے پوچھا۔

ارل کہنے لگا "میں نے کل رات آپ سے مختصر طور پر اس حراست کی کیفیت بیان کی تھی۔ جو میں نے چار ہفتے برداشت کی۔ میں نے آپ کو اپنے طریق فرار سے بھی خبردار کیا تھا۔ لیکن اب جبکہ میں اس بات کو پیش نظر رکھتا ہوں۔ کہ زمین دوز نالیوں سے ہو کر میں کن اطراف سے گذرتا ہوا اس خوفناک قید خانہ سے نکلا۔ تو مجھے اس بات کا یقین ہوتا ہے کہ میں کلارکن ویل کے ہی کسی حصہ میں قید تھا۔ اور ممکن بلکہ اغلب ہے کہ اسی تہ خانہ کی ایک کوٹھڑی میرا قید خانہ ہو۔ جس کا ابھی آپ ذکر کر رہے تھے۔"

ڈاکٹر نے کہا "میں اس بارہ میں تمہارا اطمینان کرا دوں گا۔ میں نے تہ خانہ کو صرف تین چار مرتبہ ہی دیکھا ہے۔ اور وہ بھی ان موقعوں پر کہ مردہ فروش میرے لئے چند لاشیں ٹرنل سٹریٹ والے مکان پر چھوڑ گئے۔ اور میں اس راستہ سے انہیں ٹڈ مارش کی مدد سے اپنی تجربہ گاہ میں لے گیا۔ اس لئے میں اس تہ خانہ سے بہت ہی کم واقفیت رکھتا ہوں۔ تاہم تم چاہتے ہو۔ تو ہم اسے دیکھنے چلتے ہیں۔ اور اگرچہ خیال ہے۔ اس تہ خانہ میں کوئی کوٹھڑی اس قسم کی ہوئی جیسی تم نے بیان کی ہے۔ تو ہم بآسانی معلوم کر لیں گے۔"

اس کے بعد ڈاکٹر اور ارل پھر خواب گاہ میں داخل ہو گئے اور دیکھا کہ رینفورڈ بدستور سو رہا ہے طبیب نے اس کی نبض دیکھی۔ اس کے چہرہ پر نظر ڈالی۔ اور پھر اطمینان سے مسکرا کر نوجوان امیر کی طرف دیکھا۔ اور دبے لفظوں میں کہنے لگا۔ "اب یہ ہر قسم کے خطرات سے گذر چکا ہے"

آرتھر نے ڈاکٹر کا ہاتھ اندازِ شکر گذاری سے دبایا۔ اور اس کی پلکوں پر خوشی کے آنسوؤں کے چند قطرے نمودار ہوئے۔

ڈاکٹر نے آگے بڑھ کر چور دروازہ اٹھایا۔ اور حجرہ گاہ سے ایک لیمپ ہاتھ میں لیکر پتھر کے عمودی زینہ سے تہ خانہ میں اترنے لگا۔ ارل بھی اس کے پیچھے پیچھے تھا۔

لیکن نیچے اتر کر انہوں نے دیکھا۔ کہ وہ دروازہ جو زینہ کے نچلے حصہ پر بنا ہوا تھا مضبوطی سے بند ہے۔ ناچار انہیں اس بارہ میں اپنی تحقیقات کو سردست ملتوی کر دینا پڑا۔ وہ دونوں پھر اوپر چڑھ آئے۔ انہوں نے چور دروازہ کو بند کر کے اس پر قالین بچھا دیا۔ لیکن ارل نے اپنے دل میں اس بات کا پختہ ارادہ کر لیا تھا۔ کہ میں ضرور پھر کسی روز اس پراسرار تہ خانہ کو دیکھونگا۔

اس کے بعد جب وہ دونو رینفورڈ کی چارپائی کے قریب کھڑے تھے اور اسکے چہرہ کو غور کی نظر سے دیکھ رہے تھے۔ یکایک ڈاکٹر ارل سے کہنے لگا۔ "دوست میں تمہیں یہ بتانا بھول گیا کہ مریض کو بیدار ہونے پر کوئی محرک شے پلانا ضروری ہوگا۔ خواہ پورٹ شراب ہو۔ یا برانڈی۔ کیا یہ چیزیں آس پاس کہیں مل سکیں گی؟"

ارل نے کہا "میں ابھی جا کر خرید لاتا ہوں۔ آپ مجھے صدر دروازہ کی کنجی دیدیں۔ تاکہ آپکو دروازہ کھولنے کے لئے نیچے اترنے کی تکلیف نہ ہو"

طبیب نے کنجی ارل کے ہاتھ میں دیدی۔ اور وہ شراب خریدنے بازار میں نکلا۔ سینٹ جان سٹریٹ کے ایک اچھے شراب خانہ سے برانڈی کا ادھا لیکر واپس آرہا تھا۔ کہ یکایک اس کی نگاہ ایک حسینہ کی طرف جم گئی۔ جو اسوقت اس بازار سے گذر کر تارتھیمپٹن سکوئر کی طرف جا رہی تھی۔

ظاہری شکل و صورت۔ اعضا کی موزونیت اور انداز خرام سے اس نے سمجھا کہ ضرور یہ استھر ڈی مڈینا ہے۔ لیکن اس بات سے اُسے سخت تعجب ہوا کہ وہ ماتمی لباس میں نہ تھی۔ پہلے اس نے سمجھا۔ مجھے غلط فہمی ہوئی ہے۔ لیکن پھر جب اس نے غور سے دیکھا تو اسے یقین ہو گیا کہ یہ استھر کے سوا کوئی دوسری نہیں۔ اس پر یہ اس کے پیچھے پیچھے چلا۔ اور قریب پہنچکر اس کا نام لیکر بلایا۔ حسینہ پیچھے کو مڑی۔ اور نقاب ہٹا کر اس نے امیر مذکور سے ہاتھ ملایا

بے شک یہ استھر ہی تھی۔ مگر کتنی زرد رُو ... اور چہرہ پر کسقدر افسردگی چھائی ہوئی ہے
ارل نے اُس سے مضطرب لہجہ میں جلدی سے کہا" میں آپ سے مل کر بہت ہی خوش ہوا ہوں کیونکہ مجھے آپ کو ایک خوشخبری سنانی ہے ... لیکن آئیے میں التجا کرتا ہوں ... میرے ساتھ ساتھ چلے آئیے مجھے سارے حالات کا علم ہے۔ اس لئے آپ مجھے اپنا دوست سمجھیں ... میری موجودگی میں آپ کو شرمانے کی ضرورت نہیں ... میں پھر عرض کرتا ہوں۔ دیر نہ کیجئے، بلکہ میرے ساتھ ساتھ چلے آیئے ..."
اس نے اس کا بازو اپنے بازو میں لے لیا۔ اور اُسے ساتھ لیکر ڈیلائن سٹریٹ کی طرف چلا۔
راستہ میں وہ حیرت زدہ ہو کر کہنے لگی" مائی لارڈ ... میری سمجھ میں نہیں آیا ..."
مگر آرتھر اضطراب کی حالت میں قطع کلام کر کے کہنے لگا" اوہ ... آپ نہیں جانتیں۔ کہ وہ خبر جو میں نے آپ کو پہنچائی ہے۔ آپ کی خوشی سے کتنا گہرا تعلق رکھتی ہے ... میں اس خوشخبری کو آپ کے سامنے عملی صورت میں پیش کرنا چاہتا ہوں .. لیکن نہیں خوشخبری اتنی بڑی ہے کہ میں یکا یک اُسے بیان نہیں کر سکتا ... مجھے اندیشہ ہے کہ آپ اُسے سنکر بے سدھ نہ ہو جائیں ... بہرحال بڑی خوشی کی بات ہے کہ آپ مجھے یہاں بازار میں مل گئیں، کیونکہ میں نے آپ کو بلانے کے لئے قاصد بھیجا تھا۔ اور اندیشہ تھا۔ وہ آپ کو یہ خبر اسقدر جلد پہنچا دیتا۔ جس سے ..."
استھر حیرت زدہ ... اور کسیقدر خوف کی حالت میں ارل کے چہرہ کیطرف دیکھ رہی تھی۔ لیکن آرتھر اپنی خوشی میں اتنا محو تھا، کہ اس نے اس اثر کو جو اس کے لفظوں سے اس حسینہ پر پیدا ہوا۔ بالکل نہیں دیکھا۔ بلکہ اسے اسقدر غیر معمولی تیزی کے ساتھ ہمراہ لئے چلتا گیا۔ جو کسی زیادہ شستہ آبادی کے بازار میں لوگوں کی نظروں میں ناگوار معلوم ہوتی۔
تھوڑی دیر میں یہ دونوں ڈیلائن سٹریٹ والے مکان کے دروازہ پر پہنچ گئے۔ ارل نے اُسی بے صبری کے ساتھ دروازہ کھولا۔ استھر کو ایک منٹ کے لئے اسکے پیچھے جانے میں تامل ہوا۔ لیکن اس بات کا یقین رکھتے ہوئے کہ ارل جیسے شخص کا ارادہ ہرگز برا نہیں ہو سکتا۔ نیز اس خیال سے کہ اب میں اپنے تعجب اور حالت شش و پنج کو رفع کر سکوں گی جو ارل کے لفظوں سے پیدا ہو چکی تھی۔ وہ جرأت کر کے ارل کے پیچھے اس بدنما مکان کے

اندر داخل ہوگئی ۔

اُسے ساتھ لئے وہ کثیف زینہ کی راہ سے تجربہ گاہ میں پہنچا ۔ اور وہاں اُسے ایک لمحہ انتظار کرنے کے لئے کہا ۔ پھر اس نے آہستگی سے وہ دروازہ کھولا ۔ جو خواب گاہ کی طرف کھلتا تھا ۔ تاکہ ڈاکٹر لیسلز کو اس کی آمد سے مطلع کرے ۔ اور مختصر طور پر اُسے بتادے کہ میں اسے کس لئے اپنے ہمراہ لایا ہوں ۔ کیونکہ اُسے یقین تھا ۔ وہ حالات جن میں مجھے اس عورت کے ریفورڈ کی داشتہ ہونیکا یقین ہوا ہے ۔ ڈاکٹر کو معلوم نہیں ۔

لیکن جس وقت اس نے خوابگاہ کا دروازہ کھولا ۔ تو چونکا ۔ ۔ جھجک کر پیچھے ہٹا ۔ ۔ ۔ اور اسکے منہ سے انتہا درجہ تعجب کا کلمہ نکلا ۔ کیونکہ مریض کی چارپائی کے قریب ہاتھ جوڑے اور انداز شکرگذاری سے آنکھیں اوپر کو اٹھائے استھر ڈی مڈینا ہی کی صورت کی ایک عورت کھڑی تھی !

آرتھر یہ اطمینان کرنے کے لئے کہ استھر ہی دوسرے راستہ سے گذر کر خوابگاہ میں داخل نہیں ہوچکی ۔ پیچھے مڑا ۔ لیکن استھر بدستور چند قدم پیچھے اس کلمہ تعجب سے جو اس کی زبان سے نکلا ۔ حیرت زدہ کھڑی تھی ۔

ایک لمحہ میں ارل نے سارے معاملہ کی حقیقت کو سمجھ لیا ۔ اور اُسے معلوم ہوگیا ۔ کہ استھر ڈی مڈینا کی ایک اور بہن شکل و صورت میں اس سے اسقدر ملتی جلتی ہے ۔ کہ ایک کی صورت کا دوسرے پر گمان ہوسکتا ہے ۔ اس کے ساتھ ہی وہ عقدہ جو عرصہ دراز سے اُسے پریشان کر رہا تھا حل ہوگیا ۔

استھر کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر وہ کہنے لگا " مس ڈی مڈینا میں آجتک ایک عجیب غلط فہمی میں مبتلا رہا ۔ لیکن آپ کو معلوم ہوجائے گا ۔ ایسا ہونا قدرتی تھا ۔ آئیے میرے ساتھ ۔ ۔ ۔ "

وہ اُسے لے کر خوابگاہ میں داخل ہوا ۔ استھر جھجکی ۔ پھر گھبرا کر کہنے لگی " الہیٰ میرا حلف ٹوٹ گیا ! "

لیکن اس کے ایک منٹ بعد دونوں بہنیں ۔ ۔ کیونکہ یہ دونوں حقیقت میں سگی بہنیں تھیں ۔ ایک دوسرے سے بغلگیر ہوگئیں !

باب ۵۶ اگلی پچھلی باتیں

مسٹر ڈی مڈینا ہسپانیہ کے ایک تاجر کا بیٹا تھا جس نے مرتے وقت اسکے نام بے شمار دولت چھوڑی۔ لیکن رشتہ داروں کی بے ایمانی اور ایک ہسپانوی جج کے غلط فیصلہ کی بدولت مسٹر ڈی مڈینا اس دولت سے جو حقیقت میں اسکا حصہ تھی محروم ہو گیا۔ ان واقعات کے بعد وہ اپنے وطن سے اس قدر برگشتہ خاطر ہوا۔ کہ بائیس سال کی عمر میں ہسپانیہ کو ہمیشہ کے لئے خیرباد کہہ کر انگلستان میں آباد ہو گیا۔ جہاں رہ کر وہ اس سے پہلے تعلیم حاصل کر چکا تھا اور یہی وجہ تھی۔ کہ وہ انگریزی زبان بھی ویسی ہی صفائی سے بولتا تھا۔ جیسے اپنے ملک کی زبان۔

یہ بیان کرنا غیر ضروری ہوگا۔ کہ مسٹر ڈی مڈینا کے خیالات میں یہودی عنصر غالب تھا لندن میں پہنچکر وہ اس جگہ کے یہودی تاجروں کے پاس ملازمت کا متلاشی ہوا اس ملک میں یہ امر فیشن میں داخل سمجھا جاتا ہے کہ یہودیوں کی مذمت کی جائے۔ لوگ انہیں حریص۔ بخیل۔ زر پرست اور کمینہ کہتے ہیں۔ اور ان کی اس حد تک بدگوئی کی جاتی ہے کہ عوام انہیں خون آشام سود خوار کہنے سے دریغ نہیں کرتے۔ یہ الزامات اس حد تک مشہور ہوئے ہیں کہ نامور اور مستند شخصوں نے بھی ان کی تائید کی ہے جس سے پایا جاتا ہے کہ یہودیوں کے خلاف تعصب کا احساس عوام کی فطرت میں داخل ہو چکا ہے۔ لیکن یہ نہ سمجھنا چاہئیے۔ کہ یہ الزامات سبھی یہودیوں پر یکساں عاید ہوتے ہیں۔ بے شمار لوگ اس کلیہ سے مستثنےٰ ہیں اور اگرچہ ہماری اس تحریر سے بہتوں کو تعجب ہوگا۔ لیکن ہم بڑی جرات سے یہ اعلان کرتے ہیں کہ روئے زمین پر بحیثیت قوم یہودیوں کے برابر دیانتدار فہیم۔ رحمدل اور مہمان نواز کوئی اور طبقہ آبادی نہیں ہے۔

عام طور پر دیکھا جاتا ہے کہ جب کوئی شخص اپنی ساری دولت لٹا چکتا ہے اور اپنی جایداد کو گرو رکھ کر نہ اپنے نام کی ساکھ کی بدولت مزید قرض حاصل کر سکتا ہے۔ تو بحالت مجبوری وہ سود خواروں کی طرف رجوع کرتا ہے۔ یہودی مالی لین دین کا کام کرنیوالوں کی صف اول میں شامل ہیں۔ اور روپیہ کا بیوپار ان کا خاص پیشہ ہے۔ قدرتی طور پر ساہوکاروں میں بہت سے یہودی ہیں۔ اور نوے فیصدی ایسا ہوتا ہے کہ وہ شکستہ حال شخص جسے قرضہ کی

تلاش ہو کسی یہودی ہی کے پاس پہنچتا ہے ۔خواہ وہ خود اس سے واقف ہو ۔ یا کوئی دوست اُسے اس کا مشورہ دے ۔ بہرحال اسکا واسطہ کسی یہودی ساہوکار سے پڑتا ہے ۔ اور چونکہ وہ حصول قرضہ کے لئے اپنی دستخطی ہنڈی کے سوا کوئی اور کفالت پیش نہیں کرسکتا اور فضول خرچی میں کافی بدنام ہوچکا ہوتا ہے ۔ اسلئے قدرتی طور پر ساہوکار اُسے قرض دیتے وقت ایسی شرطیں پیش کرتا ہے ۔جو اس خطرہ کے مساوی ہوتی ہیں ۔ جو اس سودے میں پیش آنا ممکن ہے۔

اس کے باوجود لوگ قرض حاصل کرنے کے بعد اس یہودی ساہوکار کو گالیاں دیتے اور بدنام کرتے ہیں ۔ اور اس طرح ایک اور آواز اس آواز میں شامل ہوجاتی ہے کہ یہودی من حیث القوم خون آشام اور حریص ہیں ۔مگر کیا کوئی شخص ایک لمحہ کے لئے بھی اس بات کو سوچتا ہے کہ اگر میں یہی روپیہ کسی عیسائی ساہوکار سے لینے جاتا ۔ تو میری بدنامی کی حالت میں کسی حقیقی کفالت کے موجود نہ ہوتے ہوئے اسکی شرطیں اس سے کم سخت ہوتیں؟ لوگ یہودیوں کو سود خوار کہتے ہیں ۔مگر کیا عیسائیوں میں یہ عیب کچھ کم ہے ؟ عیسائی وکیلوں ۔ اور عیسائی دلالوں کی طرف دیکھو ۔ اور پھر ان کا مقابلہ یہودی ساہوکاروں سے کرو ۔تمہیں معلوم ہو جائیگا ۔ اس بدنامی کی جو یہودیوں کے متعلق کی جاتی ہے حقیقت کیا ہے ۔ اس قسم کی بے وجہ بدگوئی سخت قابل نفرت انتہا درجہ ذلیل اور تعصب پر مبنی ہے ۔جو کم از کم انگریزوں جیسی فیاض قوم میں موجود نہ ہونی چاہیئے'۔

واضح رہے کہ ہم نے یہ سب باتیں اس بےغرضانہ غیرجانبداری کی سپرٹ میں لکھی ہیں ۔ جس میں مختلف آراکا اظہار اس سے پیشتر فسانہ لندن کے مختلف حصوں میں ہوتا رہا ہے ۔ کوئی یہ نہ سمجھے ۔ ہمارے اپنے خون میں یہودی عنصر کا ایک ذرہ بھی شامل ہے ۔البتہ ہمیں یہودی نسل کے کئی قابل قدر خاندانوں کی دوستی کا شرف ضرور حاصل ہے ۔ اس لئے ہمیں یہودیوں کے خصائل کو اچھی طرح جاننے کا کافی موقعہ ملا ہے ۔ اور ناظرین اس سے بےخبر نہیں ہوسکتے کہ جو مصنف کسی عام تعصب کے خلاف آواز بلند کرے ۔اس کی نیت پر اس شخص کی نسبت بہت زیادہ حملے کئے جاتے ہیں ۔ جو اس تعصب کو برقرار رکھنے کی کوشش کرے ۔ عام رائے جس طرف کو بہ رہی ہو ۔ اس کے مطابق چلنا بہرحال زیادہ مفید ہوتا ہے ۔ کیونکہ بھی لوگ ایسے شخص کے دوست بنتے ہیں ۔لیکن جو آدمی عام رائے کی مخالفت کی جرأت کرے ۔ اسکے

دشمن جابجا پیدا ہونے لگتے ہیں۔ مگر خدا کا شکر ہے۔ ہمیں ان لوگوں کی طرف سے جو اس کتاب کے ناظرین ہیں کسی غلط فہمی کا اندیشہ نہیں۔ کیونکہ یہ کتاب فہیم اور سمجھدار مزدور طبقہ کے لوگوں کے سامنے پیش کی جا رہی ہے۔ جو حقیقت میں انگلستان کی عظمت اور خوشحالی کے مضبوط ترین ستون ہیں۔

خیر جس وقت مسٹر ڈی مڈینا بے یار و مددگار اور محتاج انگلستان پہنچا۔ تو اس نے لندن کی بہت سی تجارتی کوٹھیوں کے سربراہوں سے ملاقات کی۔ ہمارا مطلب ان کوٹھیوں سے ہے۔ جن کے اراکین یہودی تھے۔ یہودی جہاں تک ان کی استطاعت ہو۔ اپنے ہم قوموں کی ضرور مدد کرتے ہیں۔ ۔ ۔ مگر کیا عیسائی بھی کرتے ہیں؟ یہ سوال ان لوگوں سے ہے جو بنی اسرائیل کی معتوب قوم کے ہمیشہ درپئے آزار رہتے ہیں۔

مسٹر ڈی مڈینا کو کام مل گیا۔ اور اس نے اپنے فرائض کو اس خوبی سے سرانجام دیا اور اپنے آقا کے مفاد کو اس درجہ پیش نظر رکھا کہ تیس سال کی عمر سے پہلے اُسے اس کوٹھی کا حصہ دار بنا لیا گیا۔ جیسے اس نے اپنی محنت اور قابلیت سے ترقی دی تھی۔ اس کے بعد لورپول میں جا کر اس نے دوکان کی ایک اور شاخ کھولی۔ اور اُسے اسکا واحد منتظم بنا دیا گیا۔ کچھ عرصہ بعد باقی حصہ داروں کے انتقال پر اس نے ان کے ورثا سے اس قسم کا انتظام کیا جس سے وہ خود لندن والی کوٹھی کے حصوں سے دست بردار ہو گیا۔ اور انہوں نے لورپول کی کوٹھی کا سارا انتظام اسکے ذمہ ڈال دیا۔

اب اس نے غیر معمولی کامیابی حاصل کرنی شروع کی۔ انصاف پسندی اور راست شعاری شروع سے ہی اس کی خصلت کے جوہر تھے۔ وہ اس اصول کو پیش نظر رکھتا تھا۔ کہ کم منافع پر زیادہ کاروبار کیا جائے۔ اپنے ملازموں کو بھی معقول تنخواہیں دیتا تھا۔ اگرچہ عادتاً سخت گیر تھا۔ مگر دل کا بُرا نہیں تھا۔ اور ہر جگہ لوگ اسکے نام کی عزت اور طریق عمل کی تعریف کرتے تھے ۵۳ سال کی عمر میں یعنی ہمارے قصے کے آغاز سے بیس سال پیشتر اس نے اپنی ایک ہم قوم خاتون سے جو نہایت خوبصورت، باسلیقہ اور دولت مند تھی۔ شادی کی۔ سال بھر بعد وہ لڑکی پیدا ہوئی جس کا نام ثامر رکھا گیا۔ اور اس کے پورے ایک سال بعد دوسری لڑکی استھر پیدا ہوئی۔ لیکن استھر کی ولادت کے ساتھ ہی مسز ڈی مڈینا کا انتقال ہو گیا اور اسکے بعد اس کا شوہر مسٹر ڈی مڈینا عرصہ دراز تک غم سے نڈھال رہا۔

اس کے دوستوں نے انہیں بہت تشفی دی۔ اور خود اُسے اپنی یتیم بیٹیوں کی پرورش کا خیال آیا۔ اس سے سٹروڈی مدینا نے اپنی طبیعت کو ڈھارس دینے کی کوشش کی۔ اور رفتہ رفتہ اسے ان بے ماں کی بچیوں سے اسقدر محبت ہوگئی کہ وہ دم بھر ان سے جدا نہ ہوتا تھا۔ جب وہ بالغ ہونے لگیں۔ تو دونو بہنوں میں غیر معمولی یکسانیت پیدا ہوگئی۔ اور استھر چونکہ کسیقدر دراز قامت تھی۔ اسلئے دس سال کی عمر میں اس کا قد بڑی بہن کے برابر ہوگیا۔ اجنبی انہیں توام بہنیں سمجھا کرتے تھے۔ اگرچہ حقیقت میں ان کی عمر میں ایک سال کا فرق تھا۔۔۔ لیکن ان دونوں کی صورت بالکل مشابہ تھی۔ دونوں کے بال انتہا درجہ سیاہ اور چمکیلے۔ دونوں کی آنکھیں سیاہ اور روشن اور دونوں کے چہروں پر سُرخ و سپید رنگوں کی آمیزش نظر آتی تھی۔ جسکے نیچے وہ زیتونی جھلک جو ان کی نسل کا پتہ دیتی تھی۔ موجود تھی۔ دونوں کے دانت موتیوں کی لڑیوں سے مشابہ اور دونوں کے ہونٹ پتلے تھے۔ گویا قدرت نے انہیں ایک ہی سانچے میں ڈھالا۔ اور ایک ہی سرخی سے رنگا ہو۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ دونوں ایک ہی پودے کے پھول ہیں۔ چنانچہ جس وقت تامر کی عمر سولہ اور استھر کی پندرہ سال کی ہوئی تو دونوں کا حسن کیسا ملاحت ترقی کو پہنچا ہوا معلوم ہوتا تھا۔

لیکن اس ظاہری مشابہت کے باوجود ان میں جبلی اختلاف موجود تھا۔ تامر نمود کی شائق اور خود پسند۔ مگر استھر حیا دار شرمیلی تھی۔ اول الذکر کی خوشی یہ تھی کہ کسی جلسۂ رقص میں سبھی لوگ میری تعریف کریں۔ لیکن آخر الذکر سوسائٹی کی دلچسپیوں پر گھر کی امن پسندی کو ترجیح دیتی تھی۔ دونوں کے لباس کا اختلاف بھی نمایاں تھا۔ تامر قیمتی کپڑے اور مرصع جواہرات پہن کر خوش ہوتی تھی۔ اور اس کے لباس کی تراش ایسی ہوتی تھی۔ کہ اس کا حسن نمایاں صورت اختیار کرے استھر صاف ستھرا لباس تو پہنتی تھی۔ لیکن بھڑک کی خواہشمند نہ تھی۔ اور اسے زیورات کا بھی اتنا شوق نہ تھا۔ وہ اپنی بہن کے برابر حسین تھی۔ لیکن خوبصورتی کے افشا کی بجائے اس کا اخفا بہتر سمجھتی تھی۔ تامر کی طبیعت گرم جوشانہ اور بھڑکیلی تھی۔ اور اس کی فطرت میں تیز جذبات شامل تھے۔ لیکن استھر نیکی اور پاکیزگی کا مجسمہ اور دوشیزگی کے محاسن کا بہترین نمونہ تھی۔

مسٹر ڈی مدینا نے تامر کو کئی بار اس کی نمود پسندی اور سوسائٹی کے حلقوں میں جگہ پیدا کرنے کی خواہش پر فہمائش کی۔ لیکن وہ ایسی پیاری لڑکی تھی۔ کہ جس وقت اپنے بازو ڈال

کے گلے میں ڈال کر اس سے منت کرتی کہ آپ ناراض نہ ہوں۔ یا اپنی سہیلیوں کے ساتھ کسی جلسۂ رقص میں جانے کی اجازت چاہتی۔ تو اُسے انکار کی جرأت نہ ہوتی تھی۔

ٹامر کی عمر سولہ سال سے چند ہفتے اوپر اور اسھتر کی پندرہ سال کے قریب تھی۔ کہ ایک واقعہ پیش آیا جس کا بڑی بہن کے دور زندگی پر عظیم اثر پڑنے والا تھا۔ ایک رات مسٹر ڈی مڈینا گھوڑے پر سوار ایک گاؤں سے اپنے دوست کے ہاں جلسۂ دعوت میں شریک ہونے کے بعد واپس آرہا تھا۔ کہ راستہ میں ایک شخص نے اُسے روک کر اس کا بٹوہ اور پاکٹ بک چھین لی۔ مسٹر ڈی مڈینا ایسا آدمی تھا۔ کہ بلا مزاحمت اپنی چیزیں کسی رہزن کے حوالہ کر دیتا۔ لیکن اس وقت یہ غیر مسلح تھا۔ اور اتفاق سے اس کا سائیس بھی ساتھ نہ تھا۔ اسکے مقابلہ میں رہزن جس نے سیاہ نقاب پہنی ہوئی تھی۔ بالکل مسلح اور مقابلہ پر آمادہ تھا۔ ان حالات میں مسٹر ڈی مڈینا نے اسکے مقابلہ میں آنا مناسب نہ سمجھا۔ اور اپنی چیزیں اسکے حوالہ کر دیں۔ گھر واپس آکر اس نے اس معاملہ کا ذکر اپنی بیٹیوں سے کیا۔ تو یاد آیا کہ پاکٹ بک میں ایک کاغذ موجود تھا۔ جو میرے لئے تو بہت قیمتی ہے۔ مگر کسی اور شخص کے لئے محض بیکار ہے۔ چنانچہ اس نے مقامی اخبارات میں اس بارہ میں ایک اشتہار درج کرایا کہ اگر شخص مذکور وہ کاغذ واپس بھیج دے۔ تو میں اُسے معقول انعام دونگا۔ اور اُسے حراست میں نہ لینے کا بھی وعدہ کیا۔ مگر کئی دن گذر گئے۔ اور اس اشتہار کا مطلب پورا نہ ہوا۔

آخر قریباً ایک ہفتہ بعد صبح کے وقت ایک شخص نیم شکاری طرز کا لباس پہنے مسٹر ڈی مڈینا کے مکان پر آیا۔ اس نے پوچھا "مسٹر ڈی مڈینا کہاں ہیں؟" اتفاق سے وہ اسھتر کو ساتھ لے کر ڈبول کے مضافات میں کسی گاؤں کو چلا گیا تھا۔ جہاں اسکی بیٹی کا ارادہ چند دوستوں کے ہاں کچھ عرصہ قیام کرنے کا تھا۔ ٹامر تنہا مکان پر تھی۔ چنانچہ جسوقت نوکر نے اطلاع دی کہ شخص مذکور کہتا ہے کہ میں ایک ضروری کام کے لئے آیا ہوں۔ تو اس نے کہا "اسے نشست گاہ میں بٹھا دو" پھر جب وہ خود اس سے ملنے کے لئے اس کمرہ میں پہنچی۔ تو ایک طرف وہ شخص یہودن کے حسن کو سوزسے بیدل ہو گیا۔ اور دوسری طرف یہودن کے دل پر اس کی سجیلی صورت۔ دلیرانہ بشرہ اور بے تکلفی کا کچھ ایسا اثر ہوا۔ کہ اس نے اسکے ساتھ سرد مہری کا وہ سلوک نہ کیا۔ جس کا مطلب یہ ہوتا ہے۔ کہ صاحب اپنا کام کیجئے۔ اور رخصت لیجئے۔ اس نے اس سے بیٹھنے کی درخواست کی اور اس کے بعد جب وہ چند سرسری الفاظ جن کا تعلق باشندگان ڈبول کی مصروفیتوں سے تھا کہہ چکا۔ تو دونوں میں سلسلۂ گفتگو بڑھتا گیا۔ یہاں تک کہ ٹامر کو یہ پوچھنے کا خیال ہی نہ آیا کہ آپ

کس مطلب کے لئے آئے ہیں۔ اس طرح قریباً نصف گھنٹہ گذر گیا۔ اور جبکہ ٹامر اپنے دل میں یہ خیال کرتی تھی۔ کہ میں نے ایسا ملنسار آدمی اپنی عمر میں بہت کم دیکھا ہے۔ جبکہ وہ اسکے خوشنما دانتوں کو تعریف کی نظر سے دیکھتی۔ اور اس کی بانکی صورت کو دیکھ کر خوش ہو رہی تھی۔ خود وہ اجنبی بھی اسکے حسن پر اتنا وارفتہ ہوا کہ اپنی ساری مصروفیتوں کو بھول گیا۔

وہ اس خوبصورت یہودن کی گفتگو اور اس کی صفات کا تہ دل سے مداح تھا۔ اور آخرکار جس وقت وہ اس سے با دل ناخواستہ رخصت ہوا۔ تو یہودن اپنے خیالات کی الجھن میں اس سے اس کا نام اور کام پوچھنا بالکل بھول گئی۔

شام کو جب اس کا والد گھر آیا۔ تو اس نے اس سے اجنبی کی آمد کا ذکر کیا۔ مگر کہنے لگی " وہ یہاں صرف چند منٹ ٹھیرا تھا۔ اور اس نے اپنے کام کی نوعیت بیان نہیں کی " مسٹر ڈی مڈینا نے خیال ظاہر کیا۔ غالباً اس شخص کی آمد کا تعلق اس کاغذ کی دلچسپی سے ہوگا۔ جو رہزن مجھ سے نقدی کے ساتھ چھین کر لے گیا۔ اور جس کے لئے میں نے اشتہار شایع کرایا ہے۔ لیکن ٹامر بڑے جوش سے اس شبہ کی تردید کرتی رہی۔ اور اس نے کہا۔ اگرچہ وہ یہاں صرف ایک دو منٹ ٹھیرا تھا۔ تاہم میں کہہ سکتی ہوں کہ اسکے اطوار، شکل و شباہت اور انداز تکلم سے پایا جاتا تھا۔ وہ کسی اچھے طبقہ کا آدمی ہے۔ اور اس کا رہزنی جیسے ذلیل پیشے سے تعلق نہیں ہو سکتا " مسٹر ڈی مڈینا نے پوچھا " کیا وہ بتا گیا تھا۔ کہ میں کب واپس آؤں گا؟" جس کے جواب میں ٹامر نے کہا " چند دن کے عرصہ میں"

یہ جواب صریحاً غلط تھا۔ لیکن ٹامر نے یہ فقرہ اس لئے کہا۔ کہ اس نے سوچا۔ میرا یہ کہنا عجیب معلوم ہوگا۔ کہ مجھے اس سے دلچسپی کے متعلق کچھ پوچھنا یاد ہی نہیں رہا۔ اس طرح پر اس گفتگو کا خاتمہ ہوا۔ جس میں ٹامر نے بہت کچھ غلط بیانی سے کام لیا تھا۔ یہ پہلا موقعہ تھا کہ اس نے بغیر شرمانے کے اس قدر دروغگوئی کی۔

اس سے دوسرے دن وہ اجنبی پھر آیا۔ اور چونکہ مسٹر ڈی مڈینا کو اس کے اتنا جلد واپس آنے کی امید نہ تھی۔ اسلئے وہ پھر مکان پر نہ ملا۔ لیکن ٹامر بدستور نشست گاہ میں موجود تھی۔ اور اجنبی کو یوم گذشتہ کی طرح پھر اسکے پاس پہنچایا گیا۔ گرمیوں کے دن تھے۔ اور وہ فرخ برآمدہ میں جھکی ہوئی کلیوں کو اٹھا کر باندھ رہی تھی۔ اجنبی نے کہا " آپ میری خاطر اس کام کو نہ چھوڑئیے " بلکہ وہ خود بے تکلفی سے اس کام میں مدد دینے کو آمادہ ہو گیا۔ چنانچہ وہ پودوں کی شاخوں کو پکڑے رکھتا۔ اور یہ انہیں دھاگے سے کسی اونچے مقام پر باندھ دیتی۔ اس عمل میں کئی جگہ

اس حسینہ کا خوشنما ہاتھ اجنبی کے ہاتھ سے مس ہوا۔ اور اس کا خوشگوار سانس جو کلیوں کی خوشبو سے بھی زیادہ معطر تھا۔ اس کے رخساروں سے لگا۔ ایک مرتبہ اجنبی اس بہانہ سے گویا کہ کسی پودے کو زیادہ غور سے دیکھنا چاہتا ہے۔ کسیقدر جھکا۔ تو اس کے بال اس حسینہ کی زلفوں سے آمیز ہو گئے۔ اور اس نے دیکھا کہ مسرت کی سرخی خوبصورت بھووں کے چہرہ گردن اور سینہ تک پھیل گئی۔ اگرچہ جھکا ہوا ہونے کی وجہ سے وہ اس کے ان اعضا کو صرف جزوی طور پر ہی دیکھ سکا۔

اس کے بعد جب دوبارہ اُن کی نگاہ ایک دوسرے سے ملی۔ تو ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دونوں سمجھتے ہیں ہمارے درمیان ایک قسم کی خاموش قرارداد ہو چکی ہے۔ ایک ایسی قرارداد جس کا مطلب یہ تھا کہ وہ حسینہ جانتی ہے۔ اجنبی نے اپنے بال میرے بالوں سے عمداً آمیز کئے۔ اور جسوقت میرا ہاتھ اسکے ہاتھ سے ملا۔ تو میں نے عمداً اسے پرے نہیں ہٹایا۔ دونوں میں دیر تک دلچسپ گفتگو ہوتی رہی۔ رفتہ رفتہ ایک گھنٹہ گذر گیا۔ اور اس عرصہ میں نہ اجنبی نے رخصت ہونے پر آمادگی ظاہر کی نہ ثامر ہی کو یاد آیا۔ کہ ہمیں ایک دوسرے کی صحبت میں اتنا عرصہ گذر گیا ہے آخر جب وہ چابک اور ٹوپی اُٹھا کر چلنے کو تیار ہوا۔ تو اس نے ایک پھول اُٹھالیا۔ جو ثامر کے ہاتھوں اتفاقیہ طور پر برآمدہ کے ایک گلاب سے ٹوٹ گیا تھا۔ اُسے اپنے کوٹ میں لگا کر اس نے اس واقعہ کا کچھ بھی ذکر کئے بغیر اُسے سلام کیا۔ اور رخصت ہو گیا۔

اسے گئے دس ہی منٹ گذرے تھے۔ کہ ثامر کو یاد آیا۔ میں نے اس مرتبہ بھی اس کا نام اور مکان نہیں پوچھا۔ اس کی توجہ فقط اس پھول کی قدردانی اور اپنے سیاہ بالوں کے اس کے سنہری بالوں میں آمیز ہونے کے واقعہ پر لگی رہی تھی۔ آخر جب اسکا والد مکان پر آیا۔ تو اس نے اُسے اجنبی کی آمد سے مطلع ہی نہ کیا۔ دن بھر وہ اس فکر میں رہی۔ کہ کل وہ پھر آئیگا یا نہیں۔ اور اس نے اپنے دل میں مصمم ارادہ کر لیا۔ کہ اگر اب کی مرتبہ وہ آیا۔ تو میں اس کا نام اور مکان پوچھے بغیر نہ جانے دونگی۔ شام کے وقت وہ پاس کے بازار میں کچھ چیزیں خریدنے کو گئی۔ واپس آرہی تھی۔ کہ دو بدصورت نوجوان جو ایک دوسرے کے بازو میں بازو ڈالے منہ میں سگار لئے بانکپن کی اکڑ سے چل رہے تھے۔ ثامر کے سامنے اس طرح کھڑے ہو گئے۔ کہ راستہ رُک گیا۔ انہوں نے اُسے ایسے بیہودہ طریق پر مخاطب کرنا شروع کیا۔ کہ الفاظ بالکل فحش بھی ہوتا تھا نہ سنجیدہ تھے۔ ثامر اُن سے پُر وقار لہجہ میں کہنے لگی۔ صاحبان۔ اگر آپ میں

شرافت کا عنصر ہے۔ تو ہماری سے بھی گذ جانے دیجئے۔" اُن میں سے ایک بولا "بخدا تم تو بڑی پیاری لڑکی ہو۔ کیا تم نہیں اس کی اجازت نہ دو گی۔ کہ تمہیں گھر تک چھوڑ آئیں۔" یہ الفاظ زبان سے نکلے ہی تھے۔ کہ کسی شخص نے ایک لمبے چابک سے دونوں بدمعاشوں کو اس بے دردی سے پیٹنا شروع کیا۔ کہ دونوں کے منہ سے چیخیں نکلنے لگیں۔ ٹامر ایک طرف کو ہٹ گئی۔ مگر اس نے دیکھا کہ یہ نمایاں دوست جو بروقت امداد کو پہنچا وہی اجنبی ہے۔ جس کی صورت اس وقت اسکی آنکھوں میں پھر رہی تھی۔ جب اُن بیہودہ نوجوانوں نے اُسے سر بازار روکا۔

وہ دونوں ایک لمحہ کے لئے اتنے متعجب ہوئے۔ کہ ایک نے دوسرے کا بازو چھوڑ دیا سگار بھی از خود منہ سے گر پڑے۔ پھر جبکہ اجنبی اپنے چابک سے ان کی مرمت کر رہا تھا۔ اور اس کے چہرہ پر جوش یا اضطراب کا ذرا بھی اثر نہ پایا جاتا تھا۔ ان دونوں جوانوں نے مارے درد کے اس طرح اچھلنا شروع کیا۔ کہ ٹامر ہنسی کو ضبط نہ کرسکی۔ مگر جلدی ہی انہوں نے دیکھ لیا۔ ہمارا حملہ آور صرف ایک شخص ہے۔ اس لئے اگرچہ وہ پہلے گھبرا گئے تھے۔ مگر اب حوصلہ کرکے اس پر لوٹ پڑے۔ وہ اپنی جگہ سے ایک قدم بھی پیچھے نہ ہٹا۔ بلکہ اپنے چابک کے موٹے سرے سے ایک کے بازو پر اتنی زوردار ضرب لگائی۔ کہ وہ چیختا چلاتا بھاگا۔ پھر دوسرے کو کوٹ کے کالر سے پکڑ کر اس نے بغیر کسی غیر معمولی کوشش کے اُسے دو چکر دیئے۔ اور پھر اس آسانی کے ساتھ فرش پر پٹک دیا۔ گویا وہ اسکے سامنے ایک ناچیز ہستی ہو۔ یہ سب کچھ کرکے اس نے ٹامر کو اپنا بازو پیش کیا۔ اور وہ اسے اس انداز سے اس کے مکان کی طرف لے چلا۔ گویا کوئی غیر معمولی واقعہ پیش ہی نہیں آیا۔ اس نے اس سے گفتگو بھی کسی اور مضمون پر شروع کردی۔ جس سے پایا جاتا تھا۔ کہ وہ نہیں چاہتا اسے اُن نوجوانوں کو ان کی گستاخی کا مزا چکھانے کے معاملہ میں شکریہ ادا کرنے کا موقعہ دے۔

لیکن باوجود اس کے ٹامر نے بڑی گرمجوشی سے اس کا شکریہ ادا کیا۔ کچھ تو اجنبی کی صورت اور اسکے اطوار کا اس حسینہ کے دل پر پہلے ہی اثر ہو چکا تھا۔ اس فعل نے اس اثر کو اور دوبالا کر دیا۔ اب وہ اُسے تعریف کی نظروں سے دیکھتی تھی۔ کیونکہ امر واقعہ یہ ہے۔ کہ سب عورتیں مردوں میں جوہر شجاعت کی مداح ہوتی ہیں۔ اور اس شخص کی شجاعت تو اتنی حقیقی اور قدرتی تھی۔ اسکے علاوہ وہ غیر معمولی جوش سے یہاں تک معرا تھی۔ کہ اس نے فوراً سمجھ لیا وہ بہادر ہونے کے علاوہ فیاض اور شریف بھی ہے۔ اس وقت اس کا جی چاہتا تھا

کہ اپنے بازو اجنبی کی گردن میں ڈال کر صاف طور پر کہدے "خواہ تم کوئی ہو۔ میں تہ دل سے تمہاری مداح اور پرستار ہوں۔" پھر جب اس نے اس کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لے لیا۔ جب وہ اجنبی کے بازو پر جھک کر چل رہی تھی۔ اور اجنبی نے اسکے ہاتھ کو ملایمت سے دبایا۔ پھر ایک لفظ بھی زبان سے نکالے بغیر اسے چھوڑ دیا۔ اور اپنی گہری نیلگوں تبسم ریز موثر آنکھوں سے ایسے استقلال کے ساتھ اسکے خوبصورت چہرہ کی طرف دیکھا۔ جس سے پایا جاتا تھا۔ کہ اگرچہ اس کی زبان خاموش ہے۔ مگر اس خاموشی کی تہ میں بھی دفتر معانی پوشیدہ ہے۔ تو اس حسینہ پر ایک قسم کا سحر آمیز اثر طاری ہوگیا۔

وہ اسے ساتھ لئے اس کے مکان تک چھوڑنے گیا۔ اور مکان سے تھوڑی دور سے یہ کہکر رخصت ہوا۔ کہ اب پھر کل حاضر ہونگا۔ مکان میں پہنچکر وہ حسینہ سیدھی اپنے کمرہ میں گئی۔ کیونکہ اسکا دل ایک ایسی خوشی سے معمور تھا۔ جس کی نسبت وہ ڈرتی تھی۔ مبادا اس کا اظہار چہرہ کے آثار سے ہوجائے۔ رات کو کھانا کھانے کے وقت جب وہ اپنے والد سے ملی۔ تو اس کی طبیعت زیادہ سکون پذیر ہو چکی تھی۔ اور اس نے شام کے واقعہ کا ایک لفظ بھی والد سے نہ کہا۔

اس سے اگلے دن اجنبی پھر اس کے مکان پر پہنچا۔ تو اس نے دیکھا کہ ٹامر بدستور اپنی نشستگاہ میں بیٹھی ہے۔ اس مرتبہ اس نے اجنبی کو دیکھ کر بڑے تپاک سے اپنا ہاتھ اس کی طرف بڑھایا۔ اور اس نے اسے بڑے شوق سے لبوں سے لگالیا۔ اس دوشیزہ نے بھی اسے فوراً ہی نہ کھینچا۔ اور اس کے رخساروں۔ گردن اور سینہ میں ایک قسم کی برقی لہر سرایت کرگئی اور آنکھیں ناقابل بیان راحت سے مست ہوگئیں۔ اجنبی نے بے اختیار اسے اپنی طرف کھینچا دونوں کے ہونٹ ایک دوسرے سے ملے۔ اور وہ شوق گرسنہ سے بغلگیر ہوئے۔ اس وقت اجنبی نے اس حسینہ کے روبرو اپنے عشق کا اظہار کیا۔ اور اسکی اپنی زبان سے بھی ایسے الفاظ نکلے جن سے پایا جاتا تھا۔ کہ وہ خود اسکے تیر محبت سے گھایل ہے۔ اس طرح چوتھی ملاقات کے موقعہ پر انہوں نے ایک دوسرے کے سامنے اپنے جذبات قلب ظاہر کئے۔ اور ٹامر نے اپنا دل ایک ایسے شخص کے حوالہ کردیا۔ جسکے نام سے بھی وہ بے خبر تھی۔

یہ خوشگوار ملاقات ابھی ختم نہ ہوئی تھی۔ کہ کسی نے صدر دروازہ پر زور کی دستک دی۔ ٹامر گھبرا کر کہنے لگی "والد آگئے۔" اجنبی نے کہا "میری جان مضطرب نہ ہو۔" چنانچہ جس وقت مسٹر

ڈی مڈینا کمرہ میں داخل ہوا۔ تو واقعی حسینہ بڑی حد تک اپنے چہرہ کو سکون پذیر کر چکی تھی۔ اسکا دلدار اس سے تھوڑے فاصلہ پر مؤدبانہ کھڑا تھا۔ اور مسٹر ڈی مڈینا کی آمد کے وقت دونوں میں اس قسم کی گفتگو ہو رہی تھی۔ جیسے دو اجنبیوں میں ہوتی ہے۔ کمرہ میں داخل ہو کر مسٹر ڈی مڈینا نے اجنبی سے بیٹھنے کو کہا۔ اور اسکا نام پوچھا۔ اس نے کہا "میں اس اشتہار کے متعلق حاضر ہوا ہوں جو آپ نے اخبارات میں درج کرایا تھا"۔ مسٹر ڈی مڈینا نے کہا "میرا اپنا یہی خیال تھا"۔ پھر وہ اپنی بیٹی کی طرف مخاطب ہو کر کہنے لگا "ٹامر۔ میری جان۔ تم تھوڑی دیر دوسرے کمرہ میں چلی جاؤ"۔ دوشیزہ اس حکم سے انکار نہ کر سکتی تھی۔ لیکن جس وقت وہ والد کے پس پشت کمرہ سے باہر جانے لگی۔ تو اس نے اجنبی پر ایسی پر معنی نظر ڈالی۔ اور اسکی طرف اس سحر انگیز انداز سے دیکھا۔ گویا بے زبانی کے لفظوں میں کہہ رہی ہے "خواہ تم کوئی ہو۔ میں ہمیشہ کے لیے تمہاری ہو چکی"۔ اجنبی نے بھی اسکی طرف ایک تیز پر معنی اور شگفتہ نظر ڈالی۔ یہ اسکے ناگفتہ اقرار محبت کا جواب تھا۔

جب وہ کمرہ سے رخصت ہو گئی۔ تو مسٹر ڈی مڈینا کہنے لگا "کیا آپ مجھے اپنا نام بتا سکتے ہیں؟" اجنبی نے بے تکلفی سے کہا "مجھے نام بتانے میں انکار نہیں۔ لوگ مجھے ٹامس رینفورڈ کہتے ہیں"۔ مسٹر ڈی مڈینا نے سرد مہری سے مشکوک لہجہ میں کہا "آپ کو مجھ سے کام کیا ہے؟ کیا آپ اس دستاویز کے متعلق آئے ہیں جو مجھ سے چھینی گئی تھی؟" ٹام رین نے جواب دیا "جی ہاں۔ اور مجھ سے بہتر اس کام کے لیے کوئی شخص موزوں نہ ہو سکتا تھا"۔ مسٹر ڈی مڈینا نے اُسے اور بھی زیادہ مشتبہ نظر سے دیکھتے ہوئے کہا "کیوں بھلا؟" وہ لاپروائی سے کہنے لگا "اسلئے کہ میں ہی وہ شخص ہوں جس نے آپ کی نقدی چھینی تھی"۔ اور اس کے ساتھ ہی اس نے خوشی کا زوردار قہقہہ لگایا۔ "تم؟" مسٹر ڈی مڈینا نے متحیر ہو کر اپنی جگہ سے اُٹھتے ہوئے کہا "اور اس کے باوجود تمہیں میرے سامنے آنے کی جرأت ہوئی؟" رینفورڈ بدستور اپنی جگہ پر بیٹھا رہا۔ اور بے فکری سے بولا "آپ کے سامنے آنا کیا مشکل کام تھا۔ اول تو آپ نے خود اسی اشتہار میں وعدہ کر رکھا ہے۔ کہ رہزن وہ دستاویز مجھے لا دے تو میں اسے کچھ نہ کہوں گا۔ دوسرے اگر بہر حال آپ وعدہ شکنی پر آمادہ ہوں تو اس میں نقصان آپ کا ہے۔ میرا کچھ نہ بگڑے گا۔ تیسرے میں ذاتی طور پر اس کاغذ کو لے کر اس لئے حاضر ہوا۔ کہ ایسا نہ ہو۔ ڈاک میں گم ہو جائے۔ یا قاصد غلطی سے کسی اور کو دے آئے۔ مسٹر ڈی مڈینا لیجئے۔ یہ دستاویز حاضر ہے۔ اور اگر آپ نے اسکے لئے اشتہار میں جو تبلیغ

کیا ہوتا ۔ تو بھی میں اسے آپ کو واپس پہنچا دیتا ۔ یاد رکھیے میں سخت گیر جابر آدمی نہیں ہوں کہ لوگوں کے قیمتی کاغذات اپنے قبضہ میں رکھ کر ان کی بنا پر ان سے زبردستی روپیہ وصول کروں میرا ہر کام مردانگی اور صفائی کے ساتھ ہوتا ہے ۔ یہ بھی یاد رکھئے کہ کوئی دلیر رہزن کسی ذلیل گرہ کٹ یا ادنے درجے کے ٹھگ سے اتنا ہی مختلف ہوتا ہے ۔ جیسے کوئی کامیاب وکیل اس ادنے منشی قانون سے جو چند پیسوں کے لئے فوجداری عدالتوں کے دروازہ پر گھوما کرتا ہے ۔ مسٹر ڈی مڈینا لاف زنی میری عادت میں داخل نہیں ۔ اور یہ باتیں میں نے اسلئے آپ سے کی ہیں کہ آپ جان لیں ۔ میں صرف ایک باعزت اصول کی خاطر یہ دستاویز واپس کرنے آیا ہوں ۔ ورنہ مجھے بکسی طرح کا خوف تھا ۔ نہ آپ کے انعام کا لالچ ۔ کیونکہ خوف کے وجود سے میں آجتک بے خبر ہوں ۔ اور انعام اگر آپ دینا بھی چاہیں تو میں انکار کر دوں گا ۔" مسٹر ڈی مڈینا نے رینفورڈ کیطرف ایسے انداز تعجب سے دیکھا جس سے معلوم ہوتا تھا ۔ وہ کہنا چاہتا ہے ۔ واقعی تم عجیب آدمی ہو ۔ لیکن جو کچھ اس کے بشرہ سے ظاہر ہوتا تھا ۔ اس نے الفاظ کی صورت اختیار نہ کی ۔

وہ وہاں نہ ٹھہرا اور مسٹر ڈی مڈینا کو مودبانہ طریق پر سلام کیکے کمرہ سے باہر نکلا ۔ مکان سے باہر نکلنے کو تھا ۔ کہ ایک کمرہ کا دروازہ جو اس نشستگاہ کے قریب واقع تھا جس میں اس کی مسٹر ڈی مڈینا سے ملاقات ہوئی ۔ بڑی احتیاط سے کھلا ۔ اور ٹامر نے ایک رقعہ اسکے ہاتھ میں دیدیا رقعہ ہاتھ میں لیتے ہوئے اس نے اس حسینہ کے چہرہ کی طرف دیکھا ۔ تو معلوم ہوا ۔ وہ روتی رہی ہے ۔ بازار میں جا کر اس نے رقعہ کو کھول کر پڑھنا شروع کیا ۔ لکھا تھا :۔

"جو کچھ گفتگو ہوئی ۔ وہ سب میں نے سن لی ہے ۔ لیکن اے بہادر اور شجاع رینفورڈ اس کے باوجود تمہارے مسلک میری محبت میں زرا فرق نہیں آیا ۔ آج شام کو میں اسی بازار میں [illegible] پر جاؤں گی ۔ جہاں تم نے کل مجھے دو گستاخوں کی بدسلوکی سے بچایا تھا"

کیا ناظرین کو یہ بتانے کی ضرورت ہے کہ ٹام رین اس رقعہ کی تعمیل میں جائے معینہ پر پہنچا ۔ کیا یہ بیان کرنے کی حاجت ہے کہ اسکے بعد عشاق اتنی مرتبہ ایک دوسرے سے ملتے رہے جس قدر کہ ٹامر کو اپنے متعلقین کے دل میں شبہ پیدا کئے بغیر موقع مل سکا ۔ ان کی بار ہا ایک دوسرے سے ملاقات ہوئی ۔ اور وہ محبت جو عجیب و غریب حالات میں دونوں میں پیدا ہوئی تھی ۔ روز بروز مضبوط ہوتی گئی ۔

ٹام رین کو حسین ٹامر سے محبت ہونا زرا بھی تعجب خیز نہیں ۔ کیونکہ وہ انتہا درجہ خوبصورت تھی ۔ اسکی صورت دیکھ کر طبیعت وارفتہ ہو جاتی تھی ۔ اس کے اعضا کی موزونیت سے دل میں

انگلیں بٹھتی تھیں - اور اس کی سیاہ آنکھوں میں اثر سحر پایا جاتا تھا - اس کے مقابلہ میں خود رینفورڈ سے اُسے کچھ کم محبت نہ تھی - اس کی نظروں میں وہ ایک بہادر تھا کیونکہ اُسے رہزن سمجھتے ہوئے وہ جانتی تھی کہ اس کی طرف سے کمینہ پن ظاہر نہیں ہوا - اور اس کی فطرت میں اعلےٰ فیاضی اور شرافت کے جوہر موجود ہیں - اس کے علاوہ دونوں کی واقفیت کے چند ہفتے بعد ایک ایسا واقعہ اس قسم کا پیش آیا جس سے اس رہزن کے لئے اس حسینہ کا عشق انتہا درجہ کی پرشوق پرستش میں بدل گیا - یہانتک کہ ٹامر کو ٹام رین سے اتنی ہی محبت ہوگئی جتنی ملکہ جوزیفائن کو نپولین اعظم سے تھی -

اس واقعہ کی کیفیت یہ ہے کہ ایک رات لورپول اور مانچسٹر کے درمیان چلنے والی سفری گاڑی کو راستہ میں ایک رہزن نے جس کے چہرہ پر نقاب تھی - اور جو سوار اور مسلح تھا - تن تنہا روک لیا - ہرچند کہ گاڑی مسافروں سے پر تھی - اور مسافروں میں بہت سے مرد تھے - تاہم رہزن کی طرف سے ایسے سکون اور اطمینان کا اظہار ہوا - اس کی بے تکلفی اور بے فکری اس درجہ بڑھی ہوئی تھی کہ مسافر خوف سے رعشہ براندام ہوگئے کیسی نے اس کے مقابلہ کی جرأت نہ کی - اور اس نے ان مسافروں سے بہت سی نقدی حاصل کی - ایک شخص جو لورپول کا میئر تھا اس قدر خوفزدہ ہوا کہ گو رہزن نے اس سے نقدی طلب کی تھی - مگر اس نے نقدی کے ساتھ اپنی گھڑی بھی حوالہ کر دی - لیکن رہزن نے گھڑی یہ کہکر واپس دیدی کہ میں سلطنت کے کھرے سکوں یا بنک نوٹوں کے سوا کوئی چیز نہیں لینا چاہتا - زنانہ سواریوں سے اس نے کوئی بھی چیز نہ لی اور پھر ایک پندرہ سالہ لڑکی کو گاڑی کی عقبی نشست پر بیٹھے سردی سے ٹھٹھرتے دیکھکر اس نے چند سوالات بھی پوچھے - اس نے ڈرتے ڈرتے جو مختصر سے جوابات دیئے اُن سے معلوم ہوا کہ وہ ایک مصیبت زدہ بدنصیب لڑکی ہے - رہزن نے پانچ پونڈ اسکے ہاتھ میں دیتے ہوئے کہا "یہ لو اس حقیر رقم کے لینے میں تمہیں انکار نہ ہونا چاہیئے - یہ میں تمہیں اس جیب سے دیتا ہوں جس میں ان شخصوں کا روپیہ داخل نہیں ہوا" پیشتر اسکے کہ غریب لڑکی کوئی جواب دیتی رہزن نے گھوڑے کو ایڑ لگائی - اور آناً فاناً نظروں سے غائب ہوگیا -

لیکن رہزن کی اس فیاضی کے باوجود ان مسافروں کا رنج اور غصہ کم نہ ہوا جن کی نقدی چھینی گئی تھی - میئر کو سب سے زیادہ الم تھا - اور وہ کہتا تھا "جو بدسلوکی ہوئی ہے وہ ایک طرح پر سارے باشندگان لورپول کی بدسلوکی سمجھی جا سکتی ہے - ایسا غیر معمولی خاتمہ بھلا کیونکر

فرو ہو سکتا تھا پس اس نے اس واقعہ کا ذکر اخبارات میں درج کرایا۔ اور اس مطلب کے اشتہارات چھپوائے۔ کہ جو شخص اس رہزن کو میرے سامنے لائے میں اسے دو سو پونڈ انعام دونگا۔ مگر ایک ہفتہ گذر گیا۔ اور اس اشتہار کا نتیجہ کچھ نہ نکلا۔ ایک ہفتہ کے بعد ایک دن شام کے وقت میئر نے دوستوں کی ایک منتخب جماعت کو اپنے ہاں دعوت دی۔ حاضرین طعام سے فارغ ہو چکے تھے۔ لیڈیاں نشستگاہ کو جا چکی تھیں۔ اور مردوں کی تعداد بارہ تھی۔ شراب کے جام پی رہے تھے کہ ایک نوکر نے آقا کو اطلاع دی۔ "ایک شخص ہال میں کھڑا آپ سے ملنے کا خواہشمند ہے" نوکر مضطرب سا معلوم ہوتا تھا۔ اور اس سے پوچھا گیا۔ تو اس نے کہا "اجنبی نقاب پوش ہے۔ اور معلوم ہوتا ہے اس کا چہرہ بہت ڈراؤنا ہے"۔ میئر یہ سن کر کانپنے لگا۔ اور یہی اثر اس کے مہمانوں پر طاری ہو گیا۔ آخر اس نے کہا "معلوم ہوتا ہے اس شخص کی آمد کا تعلق اس رہزن سے ہے جس نے مانچسٹر اور لورپول کے درمیان سفری گاڑی کو لوٹا تھا" چنانچہ اس نے نوکر کو ہدایت کی "کہ تم اجنبی کو ایک کمرہ میں بٹھا دو۔ اور ایک کرایہ کا کانسٹبل کو بلا لاؤ" وہ ابھی یہ احکام صادر کر ہی رہا تھا کہ وہ شخص جس سے حاضرین کو اتنا خوف لگا ہوا تھا۔ اندر داخل ہوا۔ میئر اور اس کے مہمان خوف سے کانپنے اور ہیبت کے کلمات منہ سے نکالنے لگے۔ کیونکہ امر واقعہ یہ ہے کہ کبھی انسان کا اتنا ہیبتناک چہرہ دیکھنے میں نہ آیا ہوگا جیسا اس شخص کا تھا۔ چہرہ کسی حد تک بالوں سے چھپا ہوا تھا۔ ٹوپی بھی آگے کو جھکی ہوئی تھی۔ گھبراہٹ میں یہ معلوم کرنا مشکل تھا کہ سچ مچ اس کا چہرہ ہی اتنا ہیبتناک ہے۔ یا اس نے کوئی مصنوعی چہرہ لگا رکھا ہے۔ ناک بہت لمبی اور سروں اور نتھنوں سے ابھری ہوئی رخساروں پر آگ کی سی سرخی اور ٹھوڑی بھی ناک کے حسب حال بڑھی ہوئی تھی۔ شخص مذکور نے ایک لمبا سا لبادہ پہن رکھا تھا جس میں سے بازو خوفناک طریق پر لٹک رہے تھے۔ اور دونوں ہاتھوں میں توڑے دار بندوق کے پیرا لمبے دو پستول تھے۔

کمرہ میں داخل ہو کر اور دروازہ بند کر کے اجنبی نے منہ کھولا اور خوفناک آواز میں کہا "میئر صاحب آپ نے مشتہر کیا تھا۔ اگر کوئی شخص رہزن کو میرے روبرو پیش کرے۔ تو میں اسے دو سو پونڈ انعام دونگا۔ لیجئے میں ہی وہ رہزن ہوں۔ اور چونکہ میں از خود آپ کے روبرو حاضر ہو گیا ہوں۔ اس لئے میں آپ کی اور باقی حاضرین کی دانشمندی اور انصاف پسندی سے اپیل کرتا ہوں۔ کہ کیا میں واقعی اس انعام کا حقدار نہیں جسے آپ نے مشتہر کیا تھا؟" میئر لکنت آمیز لہجہ میں کہنے لگا "میرا مطلب یہ تھا کہ ۔۔ اگر کوئی اور ۔۔ شخص اس رہزن

کو میرے سامنے لائیے اور ... وہ زیر حراست ہو ... تب میں وہ انعام دونگا" رہزن بولا۔
"مجھے اس کی پروا نہیں کہ آپ کا مطلب کیا تھا۔ مجھے صرف ان اشتہاروں کے مضمون سے
سروکار ہے۔ جو آپنے شایع کرائے۔ اگر آپکے الفاظ آپکے مطلب کو اچھی طرح ادا نہیں کرسکتے
تو آپ مقامی میونسپل کمیٹی سے درخواست کریں۔ کہ وہ آپکے عملہ میں ایک ترجمان کی منظوری
دے۔" پھر اس رہزن نے زور کا قہقہہ لگا کر کہا "میرے خیال میں ایسا شخص اس نشان بردار
سے بہتر ہوگا۔ جو ہر وقت آپکے جلو میں رہتا ہے۔" اتنا کہکر اس نے ایک پستول اٹھایا۔ میئر
کے منہ سے خوف کی آواز نکلی۔ اور اس نے حاضرین پر التجا کی نظر ڈالی۔ مگر سارے مہمان
مارے خوف کے بت بنے بیٹھے تھے۔ میئر نے سمجھ لیا۔ ان سے امداد طلب کرنا بیکار ہے لیکن
دوسری طرف وہ سو پونڈ جو بطور انعام مشتہر کئے گئے تھے۔ دینے کو جی نہ چاہتا تھا۔ بڑی کوشش
سے اس نے اتنا کہا۔ "اس کا مجھے کیونکر اطمینان ہو۔ کہ تم ہی وہ شخص ہو جس نے مجھے لوٹا تھا؟"
خوفناک شخص نے جواب دیا "اگر کسی اور طرح آپ کا اطمینان نہیں ہوتا۔ تو میں اس واقعہ کی
ساری تفصیلات بیان کئے دیتا ہوں۔" میئر اس بات سے حوصلہ پاکر۔ رہزن سے بحث پر
آمادہ ہو رہا ہے۔ کہنے لگا "یہ ممکن ہے وہ واقعات تم نے لوگوں کی زبانی یا اخباروں کو دیکھ کر
حاصل کرلی ہوں۔" رہزن بولا "ایک اور ثبوت بھی میرے پاس ہے۔ اور وہ یہ کہ میں نے آپ سے
جو بٹوہ چھینا۔ اس میں ایک پونڈ کھوٹا تھا۔ کیا اس سے آپ کا اطمینان ہوتا ہے؟" میئر اس امید
پر کہ شاید اس طرح کچھ اور وقت مل جائے۔ یا اتفاقیہ طور پر یہ خوفناک شخص میرے قابو میں آجائے
سلسلہ گفتگو کو بڑھانے کے لئے کہنے لگا "نہیں اس سے میرا اطمینان نہیں ہوتا" رہزن بولا۔
"نہ سہی میں ایک اور ثبوت دیتا ہوں۔ اسی ہفتے کے اندر مانچسٹر کے کسی حلقہ کے اورسیر کی لکھی
ہوئی ایک رسید تھی۔ معلوم ہوتا ہے۔ آپ یہ روپیہ ادا کرنے کے لئے ہی مانچسٹر گئے تھے۔" میئر
یہ سن کر حیرت زدہ ہوگیا۔ کیونکہ اگرچہ رسید کی گمشدگی کا اسے علم تھا۔ تاہم اسے یہ یاد نہ تھا۔ کہ
مانچسٹر میں روپیہ ادا کرنے کے بعد میں نے اسے بٹوے میں رکھ لیا تھا۔ مہمان اپنے میزبان کے
تعجب کو دیکھ کر خود حیرت زدہ ہو رہے تھے۔ اور نوکر اس کے پیچھے کھڑا منہ چھپا کر ہنس رہا تھا۔
رہزن نے کہا "اب تو آپ کا اطمینان ہوگیا۔ دیکھئے اپنے وعدہ کو نبھائیے۔" میئر نے جی کڑا کر کے
اس معاملہ کو مذاق میں ٹالنے کی بہت کوشش کی۔ مگر وہ سو پونڈ کی ادائیگی کے سوا اب چارہ کار نہ تھا
چنانچہ کچھ روپیہ مہمانوں سے لیکر اور کچھ اپنی جیب سے شامل کر کے اس نے رہزن کے مطالبہ [illegible]

کیا۔ کیونکہ نہ تو وہ چیک لینا منظور کرتا تھا۔ نہ کسی کو بیٹی سے روپیہ لانے باہر جانے دیتا تھا۔ وہ بدستور دروازے کے ساتھ لگ کر کھڑا رہا۔ اور اس نے میئر کو مجبور کیا۔ کہ وہ میز کے گرد پھر کر حاضرین سے نوٹ اور نقدی اکٹھی کرکے مطلوبہ رقم پوری کرے۔ میئر اس کام سے اسلیئے گھبراتا تھا۔ کہ اس کے لئے اُسے رہزن کی ناک۔ٹھوڑی اور پستول کے پاس سے ہو کر گذرنا پڑتا تھا۔ آخر کار جوں توں کرکے معاملہ طے ہوا۔ اور رہزن دروازہ بند کرکے وہاں سے رخصت ہو گیا۔ لیکن چلتے وقت وہ کہتا گیا۔ کہ "اگر کسی نے کھڑکی کھول کر شور و غل کرنے کی کوشش کی۔ تو میں واپس آکر ہر ایک کو جان سے مار دونگا۔"

اس سے دوسرے دن یہ واقعہ زبان زد خاص و عام ہو گیا۔ اور لورپول اور اس کے مضافات میں اتنا مشہور ہوا۔ کہ سب لوگ میئر کی ہنسی اُڑاتے تھے۔ اکیلی ٹامر اس بات کو سمجھتی تھی۔ کہ وہ شخص جس نے ایسا دلیرانہ کارنامہ کرکے دکھایا۔ کون ہے۔

حسین یہودن نے اپنے عشق کو بہن اور والدہ سے پوشیدہ رکھنے کی بہت کوشش کی تھی فی الحقیقت استھر نے ٹامرین کو جب تک وہ لورپول میں رہا۔ ایک بار بھی نہیں دیکھا تھا۔ لیکن آخرکار ایک دن ٹامر یکایک فرار ہو گئی۔ اور اپنی بہن کے نام ایک رقعہ اس مطلب کا چھوڑ گئی کہ میرے فرار کا سبب والد کے روبرو ملائیت سے بیان کرنا۔ اس رقعہ میں اس نے لکھا۔ کہ میری خوشی اور زندگی ٹامس رینفورڈ کی ذات سے وابستہ ہے۔ لیکن میں دیکھتی ہوں۔ کہ ہماری شادی ایک امر محال ہے۔ کیونکہ اگر یہودی قوم کی کسی عورت کو کسی عیسائی سے شادی کرنے کی اجازت بھی ہو۔ تو اسے نہیں والد اس کی منظور نہیں ہیں۔ ان حالات میں مجھے مجبوراً یہ طریق اختیار کرنا پڑا ہے۔ اور اس میں مجھے افسوس صرف اس بات کا ہے۔ کہ اس سے والد کو اور تمہیں بہت رنج ہوگا۔ استھر نے جب اس رقعہ کا مضمون پڑھا۔ تو حیرت زدہ ہوگئی۔ سوچتی تھی۔ کیا یہ عالم خواب ہے یا بیداری۔ آخر بہت دیر بعد جب اُسے یقین ہو گیا۔ کہ میری بہن حقیقت میں رینفورڈ کے ساتھ فرار ہوگئی ہے۔ تو وہ عرصہ دراز تک رنج و غم کی حالت میں آنسو بہاتی رہی۔ کیونکہ اپنی بہن ٹامر سے اُسے بے حد محبت تھی۔

لیکن مسٹر ڈی مڈینا پر اس سانحہ کا کیا اثر ہوا؟ وہ نہ رویا نہ اس نے کسی رنج و الم کا اظہار کیا۔ بلکہ اس اطلاع کو پاکر ایک گھنٹہ سے زیادہ کسی گہری فکر میں رہا۔ استھر باپ کی بڑی توجہ سے انتہائی ذہنی اذیت کی حالت میں اس خاموشی کا انجام معلوم کرنے کی منتظر رہی

اس خاموشی میں کبھی کبھی صرف اس دوشیزہ کے کراہنے کی آواز سنائی دیتی تھی ۔ آخر گھنٹہ بھر کے بعد مسٹر ڈی ہڈینا نے بڑے سکون کے ساتھ سختی کے لہجہ میں کہا ۔" استھر آج سے بس تم ہی میری بیٹی ہو ۔ دیکھو آیندہ ٹامر کا نام کبھی میرے روبرو نہ لینا ۔ اس مکان میں جو چیزیں اس قسم کی ہیں ۔ جن سے میرے دل میں کبھی اس کی یاد تازہ ہو سکتی ہے ۔ تم انہیں تلف کر دو ۔ موسیقی کی جن کتابوں پر اس کا نام درج ہے ۔ جو تصویریں اس نے تیار کی تھیں ۔ کھڑکیوں کے جن پردوں پر اس نے کشیدہ کاری کی ۔ استھر ان سب کو تلف کر دو ۔ اور ایک کو بھی گھر میں نہ رہنے دو ۔ اسی میں میری خوشنودی ہے ۔ آج سے میرا حکم ہے کہ خواہ کچھ ہو ۔ اپنی بہن کا نام میرے سامنے کبھی نہ لینا ۔ اور نہ کبھی اسکا ذکر کرنا ۔ جو لوگ جانتے ہیں کہ تمہاری ایک بہن تھی ۔ اُن کے سامنے بھی اگر کبھی اس کا ذکر آ جائے تو ہمیشہ یہ کہہ کر اُسے منقطع کر دینا کہ اب میری کوئی بہن نہیں ۔ کیونکہ میرے سامنے اس قسم کا ذکر کیا گیا ۔ تو میرا جواب یہی ہوگا ۔ میری صرف ایک ہی بیٹی ہے اور اسکا نام استھر ہے ۔ میرا ارادہ ہے کہ اب بہت جلد کاروبار کو طے کر کے تجارتی مصروفیتوں سے دست بردار ہو جاؤں ۔ اگر یہ واقعہ پیش نہ آتا تو میں چند سال اور محنت کر کے اس قدر روپیہ پیدا کر لیتا جس سے اپنی دولت کو تم دونوں میں مساوی طور پر تقسیم کرنے کے قابل ہو جاتا ۔ لیکن اب میرے پاس جو دولت موجود ہے ۔ وہ تمہارے لئے کافی ہے کیونکہ میری دولت کی حقدار استھر صرف تم ہی ہو ۔ دو تین سال کا عرصہ اس کام کے لئے درکار ہوگا ۔ کہ میں اپنے وسیع کاروبار کو اتنا محدود کر سکوں ۔ کہ اس کا انجام اطمینان بخش ہو ۔ اس دو یا تین سال کے عرصہ میں ہم لورپول میں ہی ٹھہریں گے لیکن جونہی میرا انتظام مکمل ہو گیا میں تمہیں لیکر لندن کو چل دونگا ۔ کیونکہ میں صدر مقام ہی میں اس بدنامی اور ذلت کو چھپا سکتا ہوں ۔ جو اس خاندان کے حصہ میں آئی ہے ۔ جس کے نام کو میں نسلاً بعد نسلاً پاک وصاف رکھنا چاہتا تھا ۔ کیونکہ آج تک میرے اسلاف میں بھی کبھی کوئی شخص ذلت اور بدنامی کی زندگی بسر کرنے پر مجبور نہیں ہوا ۔ استھر یہ میرا مصمم ارادہ ہے ۔ تم اس سے مجھے ٹالنے کی کوشش نہ کرنا ۔ نہیں بس میرا فیصلہ اٹل ہے ۔ اور میں تم سے درخواست کرتا ہوں ۔ کہ اگرچہ یہ فیصلہ تمہیں سخت نظر آتا ہے ۔ تاہم اسے ویسا ہی ناقابل رد سمجھو ۔ جیسے ہماری مذہبی کتاب کے مقالات ہیں ۔ میرا آخری فیصلہ یہ ہے ۔ کہ آج سے بس تم ہی میری ایک بیٹی ہو ۔"

یہ ارادہ ظاہر کرنے کے بعد جسکا فیصلہ اس نے بہت دیر تک غور و خوض کے بعد کیا تھا۔ یہودی نے جھک کر اپنی روزانو بیٹی کی پیشانی پر ایسی ملایت سے بوسہ دیا۔ جو اس انتہا درجہ کی سختی کے مقابلہ میں غیر معمولی تھی۔ جسکا اظہار اس نے گنہگار اور عاق کردہ ٹامر کی نسبت کیا۔ اتنا کہہ کر وہ جلد جلد قدم اٹھاتا اس کمرہ سے باہر چلا گیا۔ اور غریب استھر بہت دیر تک تنہا بیٹھی آنسو بہاتی اور سسکیاں لیتی رہی۔

قلم میں طاقت نہیں۔ کہ اس رنج و اذیت کو ظاہر کر سکے۔ جو اس وقت اُسے محسوس ہوئی جب اپنے والد کے حکم سے مجبور ہو کر اس نے وہ خوشنما تصویریں جو ٹامر نے پیار کی تھیں دیواروں سے اتاریں۔ اور موسیقی کی وہ کتابیں بھی ہٹا دیں جن پر ٹامر نے اپنا نام نہایت خوشنما اور دلکش تحریر میں لکھا ہوا تھا۔ مگر اے ناظر غریب استھر کو اس کے لئے قصوروار قرار نہ دینا۔ کہ اس نے اپنے والد کے احکام کی لفظ بلفظ تعمیل کی جرأت نہ کر سکی۔ ان تصاویر اور موسیقی کو اپنی گم گشتہ بہن کی قابل قدر یادگار کے طور پر پاس رکھ لیا۔ کیونکہ اور واقعہ یہ ہے۔ کہ استھر کو ٹامر سے بے حد محبت تھی۔ ان سب چیزوں کو اس نے اپنے کمرہ میں رکھا۔ اور پھر جب وہ ان سب کو بڑی احتیاط سے ایک دراز میں بند کر چکی۔ تو اس نے ذہنی اذیت کے عالم میں یہاں تک آنسو بہائے۔ کہ اُن کے قطروں سے بہت سی تصویروں کا رنگ خراب ہو گیا۔ کیونکہ اس میں شک نہیں۔ استھر کے پرحسن دل کو یہ کام سرانجام دیتے ہوئے اتنی ہی تکلیف ہوئی جیسے کسی ڈاکٹر کے نشتر سے مریض کو ہوتی ہے۔ استھر کی نظروں میں یہ کام نہایت نامبارک تھا۔ اور وہ نہیں چاہتی تھی۔ ان چیزوں کو جو ٹامر کی یاد کو برقرار رکھنے والی تھیں۔ ان کی جگہ سے ہٹائے۔ لیکن مجبور تھی۔ اس فرض کی سرانجام دہی اتنی ہی تکلیف دہ تھی۔ گویا اس نے یکلخت اپنی بہن کی یاد کو دل سے محو کر دیا ہے۔ اس کے ایسا کرنے سے وہ روشن خیالات جن کا سہارا اب تک اُسے حاصل تھا منقطع ہو گئے۔ اور وہ خوشنما کلیاں جو امید کی خوبصورت پیشانی کو زینت دینے والی تھیں مرجھا گئیں۔ اس فرض کی سرانجام دہی کے ساتھ ہی گویا اس کی ساری خوشیاں ایک تاریک گڑھے میں دفن ہو گئیں۔

جب وہ موسیقی کی کتابوں اور تصویروں کو ان مقامات سے جہاں وہ موجود رہا کرتی تھیں اور جہاں انہیں موجود دیکھنے کی وہ بچپن سے عادی تھی۔ ہٹا چکی۔ تو اس خاموش پیانو کی صورت بہت رنج دہ معلوم ہونے لگی جس پر موسیقی کی کتابیں سجی رہا کرتی تھیں۔ ٹامر کے

ہاتھ کی کھینچی ہوئی تصویروں سے خالی دیواریں بھیانک اور خوفناک نظر آتی تھیں۔ پھر جب اس نے کھڑکیوں سے ان پردوں کو ہٹایا جن پر ٹامر نے اپنے ہاتھ سے کشیدہ کاری کی تھی۔ تو اس کی آنکھوں سے بے اختیار آنسو بہ رہے تھے۔ بہر حال اس نے اس ناگوار کام کو پورا کیا اور ان پردوں کو بھی جو اس کی بہن کی یادگار تھے۔ ان کی جگہ سے ہٹا دیا۔ اس نے یہ سب کام اپنے والد کی ناراضگی کے خوف سے سرانجام دیئے۔ لیکن اس کی جرأت بہر حال اسے نہ ہوئی۔ کہ وہ ان چیزوں کو تلف کر دیتی۔ نہیں یہ کام وہ اس صورت میں بھی سرانجام نہ دے سکتی۔ کہ اس کا والد اسے سخت ترین بد دعا دیتا۔ جب مسٹر ڈی مڈینا باہر سے واپس آیا۔ تو اس نے تیزی سے کمرہ کے چاروں طرف نظر ڈالی۔ پھر یہ دیکھ کر کہ ان چیزوں کو ہٹا دینے کے متعلق میرے احکام کی تعمیل ہو چکی ہے۔ اس نے اس بارہ میں سوال پوچھنا غیر ضروری سمجھا۔ کہ ان کا انجام کیا ہوا۔ اسفر کے چہرہ پر نظر ڈال کر اس نے زور دار لفظوں میں صرف اتنا کہا۔ "خدا کا شکر ہے میری ایک بیٹی وفادار، پابند اطاعت اور با محبت ہے۔"

ادھر ٹام رین مس ٹامر کو ساتھ لے کر لورپول سے لندن کو روانہ ہو گیا۔ صدر مقام میں پہنچ کر اس نے ایک تنہا مقام میں مختصر سا خوشنما مکان کرایہ پر لیا۔ انہیں اندیشہ تھا۔ کہ کہیں مسٹر ڈی مڈینا اپنی مفرور بیٹی کی تلاش نہ شروع کر دے۔ اس بارہ میں ٹامر اپنے والد کی طبیعت سے پورے طور پر واقف نہ تھی۔ وہ اس کی گذشتہ مہربانیوں سے اندازہ کرتی تھی۔ کہ وہ ایسی خطا کو بھی نظر انداز کر دے گا۔ اسے اس کا مطلق خیال نہ تھا۔ کہ وہ اپنی مضبوط قوت ارادی سے کام لے کر مجھے ہمیشہ کے لئے عاق کر دے گا۔ لورپول میں رہ کر ٹام رین نے اتنا روپیہ کما لیا تھا۔ کہ لندن میں پہنچنے کے بعد اسے فوراً ہی اپنی پیشہ ور جہازت یا تجارت کو آزمانے کی ضرورت پیش نہ آئی۔ اور کئی ہفتے دونوں عشاق نے انتہا درجہ کی خوشی میں بسر کئے ٹام رین کو ٹامر سے بیحد محبت تھی۔ اور یہ اس پر سوجان سے فدا تھی سب سے زیادہ وہ اس کی بہادری فیاضی اور مہربانی کے سلوک کی مداح تھی۔ ٹام رین کا مزاج اسے اس لئے پسند تھا۔ کہ وہ کبھی کسی معاملہ میں اس سے ذرا بھی ناراض نہ ہوتا تھا۔ ایک بار بھی دونوں میں جھگڑے تکرار کی نوبت نہیں آئی۔ فی الحقیقت ٹام رین دو با محبت ہستیوں کی کشیدگی کو ایک نہایت فضول اور قابل نفرت چیز سمجھتا تھا۔ اس کی نظروں میں عورت ایک کمزور وجود کی حیثیت میں مرد کی حفاظت اور اس کے درگذر کی محتاج تھی۔ اس لئے وہ کسی عورت سے

جھگڑا کسرِ شان سمجھتا تھا۔ اصولاً وہ ایسی لڑائی کو قابل نفرت خیال کرتا تھا جس میں حرف الفاظ کے تبادلہ تک ہی نوبت پہنچے۔ کیونکہ اس کے نزدیک یہ بزدلوں کا شیوہ تھا۔ اس کا قاعدہ تھا۔ اگر کوئی مرد اُسے ناراضگی کا موقعہ دیتا۔ تو وہ اُس سے لفظی تکرار نہ کرتا۔ بلکہ اُسے ہاتھوں سے سیدھا کر لیتا تھا۔ ناراضگی کی حالت میں یہ اس کی پہلی اور آخری دلیل ہوتی تھی۔ لیکن ظاہر ہے کہ اس قسم کا رویہ کسی عورت کے متعلق اختیار نہیں کیا جا سکتا۔ اور اس لئے وہ اس نتیجہ پر پہنچ چکا تھا۔ کہ عورت سے جھگڑنا ہی بیکار ہے۔

جیسا کہ تمام جوان اور خوبصورت عورتوں کا شیوہ ہے۔ خصوصاً اس حالت میں جیسی ٹامر کی تھی۔ ٹام ربن کی داشتہ کو بہت تھا۔ ٹام لندن کے عجیب غریب مقامات کی سیر کرنے کی خواہش رکھتا تھا۔ تاکہ ہر مقام کے ہر طبقہ زندگی سے واقف ہو جائے۔ ایسے موقعوں پر کبھی بیارٹامر یہ شکایت کیا کرتی۔ کہ تم بہت دیر سے واپس آتے ہو۔ اس پر وہ جواب دیتا "پیاری میری جان جتنا وقت ممکن ہے۔ میں تمہاری نذر کرتا ہوں۔ اور جس وقت کے لئے تم سے واپسی کا وعدہ کروں۔ اس سے کبھی منحرف نہیں ہوتا۔ اس لئے اگر مجھے کسی ذاتی کام کے لئے گھنٹہ دو گھنٹہ کی مہلت درکار ہو۔ تو تمہیں بھی آزردہ نہ ہونا چاہیئے۔ آؤ ایک بوسہ دو۔ اور اپنے خوشنما چہرے کو خشمگین کر کے نہ بگاڑو" اُس کی خوش مزاجی کا اثر اتنا غالب ہوتا۔ کہ ٹامر کو مجال انکار نہ رہتی۔ اور وہ جلدی ہی رام ہو جاتی۔ مختصر یہ کہ ٹام ربن کا سلوک اُس سے نہایت بامحبت و نیکدلانہ تھا۔ اور اگر ٹامر کو گاہ بگاہ اپنے والد اور بہن کی یاد نہ ستایا کرتی۔ تو کہا جا سکتا ہے۔ کہ وہ بالکل خوش و خرم رہتی۔

چند ماہ لندن میں بسر کرنے کے بعد رینفورڈ اپنی حسینہ کو ساتھ لیکر شمالی اضلاع کی طرف چلا گیا۔ جہاں اُس نے بہت سی دولت کمائی۔ چونکہ آدمی شاہ خرچ تھا۔ اس لئے عموماً ہر دوسرے تیسرے دن اُسے روپیہ کمانے کسی مہم پر جانا پڑتا۔ وہ خوشی کی زندگی کو پسند کرتا تھا۔ جس چیز کو طبیعت چاہتی اُسے ضرور حاصل کر لیتا۔ اگرچہ باوجود اسکے نہ لیپا پوتی اور نہ اسراف اس کا شعار تھا۔ اس کے علاوہ وہ بہت فیاض اور نیک دل تھا۔ اور رابن ہوڈ کی تقلید میں غریبوں کو بھی اس دولت کا بہت سا حصہ دیا کرتا۔ جو وہ امیروں سے حاصل کرتا تھا۔ ٹامر کو بھڑکیلی پوشاک اور شاندار زیورات کا بہت شوق تھا۔ اور اس بارہ میں ٹام ربن اسکی خواہشات کو پورا کرنے میں کبھی کوتاہی نہ کرتا۔ نتیجہ یہ ہوتا۔ کہ اُن کا خرچ غیر معمولی حد تک پہنچ جاتا تھا۔ لیکن رینفورڈ

کے لئے شاہراہ ایک ایسا خزانہ تھی۔ جہاں سے وہ لاانتہا دولت حاصل کرسکتا تھا۔ اور جب وہ اپنی مہم پر روانہ ہوتا۔ تو کبھی خالی ہاتھ واپس نہ آتا۔ اس میں شک نہیں کہ ایسی مہموں میں اُسے بہت سے خطرات کا سامنا کرنا پڑتا۔ لیکن اس کی بہادری۔ اوسان بحال رکھنے کی حیرت خیز طاقت اور خطرہ کی حالت میں عزم صمیم کو برقرار رکھنا یہ سب باتیں ایسی تھیں۔ کہ وہ ہر بار گرفتاری سے محفوظ رہتا۔ ابتدا میں جب کبھی ریچرڈ ٹام سے رخصت ہوکر ایسی مہموں پر روانہ ہوتا۔ تو وہ حسینہ فکر ظاہر کیا کرتی تھی۔ لیکن جب وہ ہر بار وقت معینہ پر واپس آنے لگا۔ تو رفتہ رفتہ یہ اندیشے رفع ہوگئے۔ اور اسکی عدم موجودگی میں ٹام اطمینان سے رہنے لگی۔

اس طرح تین سال کا عرصہ گذر گیا جس دن سے ٹام اور ریچرڈ لورپول سے فرار ہوئے اس حسینہ کو نہ کبھی والد اور نہ اپنی بہن کی طرف سے کوئی پیغام موصول ہوا۔ اور نہ خود اس نے یا اسکے عاشق نے کبھی اُن دونوں کا ذکر کیا۔ لیکن باوجود اس کے یہ نہ سمجھنا چاہیئے۔ کہ اس سے ٹام کی اپنے والد اور بہن کی محبت میں کسی طرح فرق آیا۔ کیونکہ استھر سے پھر ایک بار بغلگیر ہونے کی اس کے دل میں بہت آرزو تھی۔

ناظرین اس سے پہلے معلوم کرچکے ہیں۔ کہ ۱۸۲۶ء کے اواخر میں کس لئے ٹام رین مصدر مقام میں اپنا ٹام کے ساتھ انگلستان کے مختلف حصوں میں پھرتے ہوئے اُسے اپنی ذات کی نسبت جو اہم واقفیت جیسی عورت میرانڈہ سے حاصل ہوئی تھی۔ اس کی بنا پر اس نے لندن جانے کا فیصلہ کرلیا۔ اتفاق سے انہی ایام میں مسٹر ڈی مڈینا اور استھر بھی لندن پہنچ چکے تھے مسٹر ڈی مڈینا نے بہت سی دولت کمائی تھی۔ اور اب اس نے اس بات کا فیصلہ کرلیا۔ کہ میں لورپول کو خیرباد کہوں۔ کیونکہ یہ ایک ایسی جگہ تھی۔ جہاں رہ کر باوجود اس مصمم ارادہ کے جو وہ ٹام کی نسبت کرچکا تھا۔ کسی طرح کے تلخ خیالات اسکے دل میں پیدا ہوتے تھے۔ لیکن استھر... کیا وہ بھی ٹام کو بھول گئی تھی؟ ہرگز نہیں۔ اس کی اپنی بہن سے غیر فانی محبت تھی اور اگر اُسے اپنی زندگی کے عرصہ دراز سے دست بردار ہوکر بھی ٹام سے بغلگیر ہونے کا موقعہ حاصل ہوسکتا۔ تو وہ اس کے لئے بھی تیار تھی۔

حسن اتفاق سے یہ خواہش جلد ہی پوری ہوگئی۔ اکتوبر ۱۸۲۶ء کے آخری ایام میں ایک روز سہ پہر کے وقت استھر ڈی مڈینا بولیورن میں کچھ سامان خریدنے کے بعد گریٹ آرمنڈ سٹریٹ کو واپس آرہی تھی۔ کہ اس کی اپنی بہن ٹام سے ملاقات ہوئی۔ جو اسوقت تنہا تھی۔ اتفاق

سے ملاقات ایک ایسے بازار میں ہوئی۔ جہاں خلقت کا ہجوم نہ تھا۔ ورنہ تعجب اور خوشی کے جو کلمات دونوں کی زبان سے نکلے۔ اور جس شوق سے وہ بغلگیر ہوئیں۔ اسے دیکھکر راہروں کو ضرور تعجب ہوتا۔ مگر ہجوم کی عدم موجودگی کے باعث کسی نے اُن کے اظہار تعجب وخوشی کو نہ دیکھا چنانچہ وہ کوئین سکوئر کے ایک بے رونق حصہ کی طرف ہولیں۔ اور وہاں دونوں میں بہت دیر تک گفتگو ہوتی رہی۔ ٹامر اسقر سے پوچھنے لگی۔ "میرے فرار کی خبر سنکر والد نے کیا کہا؟" چھوٹی بہن اسقدر متاثر ہوئی۔ کہ اس نے بے صبر ٹامر کے سوالات کے جواب میں ساری حقیقت بیان کردی۔ جب اُسے معلوم ہوا کہ والد نے مجھے ہمیشہ کے لئے بے تعلق کردیا ہے۔ تو اُسے بہت رنج ہوا۔ وہ اس طرح روتی تھی۔ گویا اس کا دل ٹوٹتا جارہا ہو۔ آخر اس نے اپنی بہن سے آواز دباکر کہا۔ "پیاری اسقر والد کو اس بارہ میں مطمئن رہنا چاہیئے۔ کہ میں ہرگز اپنے آپ کو اُن کی دختر ظاہر کرکے اُنہیں رنج کا موقعہ نہ دونگی۔ نہیں بہتر ہے۔ وہ تمہیں کو اپنی بیٹی سمجھتے رہیں میں نہیں کہہ سکتی۔ لندن میں میرا قیام کب تک ہوگا۔ مگر اس کا میں تم سے وعدہ کرتی ہوں۔ کہ جہاں تک ممکن ہوگا۔ میں بہت کم باہر نکلوں گی۔ اور جب تک اس کی خواہش جس کی محبت مجھے ہر قسم کے احکام کی تعمیل پر مجبور کرتی ہے۔ لندن میں رہنے کی ہوگی۔ میں اگر بازار میں نکلونگی تو چہرے پہ نقاب لٹکا کر نکلا کرونگی۔ میں امید کرتی ہوں۔ لندن میں ہمارا قیام زیادہ طویل نہ ہوگا اسقر تم نے والد کو اس ملاقات کی خبر دینا۔ اور جو باتیں میں نے تم سے کہی ہیں۔ وہ بھی انہیں بتا دینا" اسقر بہن کی زبانی یہ رنج دہ کلمات سنکر اس سے لپٹ گئی اور زار زار روتے ہوئے اس سے پوچھنے لگی "ٹامر کیا تم خوش ہو؟" اس نے جواب دیا "ہاں اسقر میں اتنی ہی خوش ہوں جتنی کوئی عورت جسے اسکے والد اور بہن نے بے تعلق کردیا ہو۔ خوش ہوسکتی ہے" پھر اس نے زار زار روتے ہوئے کہا "پیاری اسقر میں اسکی صحبت میں رہ کر جس سے مجھے دلی محبت ہے۔ اور جو مجھ سے مہربانی اور نرمی کا سلوک کرتا ہے۔ ہر طرح خوش ہوں" اسقر نے آواز دباکر کہا "تمہارے ان لفظوں سے میرے دل کا بوجھ کسیقدر ہلکا ہوگیا۔ میں خوش ہوں کہ آج ہماری ملاقات ہوگئی۔ کیونکہ اس کی بدولت میرے دل سے وہ بوجھ اُٹھ گیا ہے جو تمہاری غیر یقینی حالت کی نسبت تھا۔ لیکن ٹامر کیا بات تھی۔ کہ تم اپنے خوش وخرم گھر کو خیرباد کہکر رخصت ہوگئیں؟ کس لئے تم نے اس باپ اور بہن سے قطع تعلق کرنا پسند کیا جنہیں تم بہت پیاری تھیں" ٹامر بولی۔ "اسقر کیا تو نے آجتک اس کوچۂ عشق میں قدم نہیں

رکھا جس کی لذات والدین اور بچوں یا بھائی بہن کی باہمی محبت سے بالکل جداگانہ ہیں؟ استھر نے کہا نہیں ۔" ٹامر کہنے لگی " بس یہی وجہ ہے کہ میں تمہیں سمجھا نہیں سکتی ۔ کہ مجھے تمہاری نظروں میں اتنی قصور وار نہ ہونا چاہیئے ۔ جس قدر رحم کی مستحق ۔ جس سے مجھے محبت ہے ۔ وہ از خود میرے پاس آیا ۔ میں نے اُسے تلاش نہیں کیا تھا ۔ وہ میرے متاع دل کو فوراً چھین کر لے گیا ۔ پھر کیا اس سے عشق کرنا میرے اختیار میں تھا؟ اے بہن یہ ایک فضول دعوے ہے ۔ کہ کوئی شخص جذبۂ محبت پر قادر ہو سکتا ہے ۔ کوئی دنیاوی طاقت ایسی نہیں ۔ جو عشق کے اس بہاؤ کو روک سکے ۔ جو اندھا دھند انسان کو اس کی قسمت کی طرف لیئے جاتا ہے ۔ اور پھر ایسا عشق جیسا مجھے تھا ۔ اور جیسا مجھ سے کیا گیا ۔ اے استھر اس عشق کے متوالے کو ماں باپ ۔ بہن ۔ گھر ۔ بار ۔ رشتہ دار اور دوست سب کچھ بھول جاتا ہے ۔ اے کاش تمہیں اس کا علم ہوتا کہ وہ محبت کتنی زبردست ہے ۔ جو میرے دل میں پیدا ہوئی ۔ اگر تمہیں علم ہوتا ۔ تو یقیناً تم مجھے قصور وار قرار نہ دیتیں ۔" استھر کہنے لگی " پیاری بہن کیا یہ ممکن ہے ۔ میں تمہیں کبھی قصور وار قرار دوں ۔ ہرگز نہیں!" اتنا کہہ کر اس نے ٹامر کو بڑے شوق سے اپنے بازوؤں میں لیا ۔ اب تاریکی پھیل چکی تھی ۔ اور چوک کے جس حصہ میں یہ دونوں آزادانہ طریق پر گفتگو کر رہی تھیں کوئی تیسرا ان کی گفتگو سننے والا نہ تھا ۔

جب دونوں کی طبیعت سکون پذیر ہوئی ۔ تو استھر نے ٹامر کو ان سارے واقعات سے خبردار کیا ۔ جو دونوں کی جدائی کے بعد ظہور میں آ چکے تھے ۔ اس نے بتایا ۔ کہ والد کاروبار کی الجھنوں سے دست بردار ہو کر لندن کی دیہی سکونت اختیار کر چکے ہیں ۔ اور فنچلے کے قریب ایک مختصر سی اراضی کے متعلق ارل آف اینگھم سے ان کی کچھ قرارداد ہو رہی ہے ۔ پھر دونوں بہنوں نے ایک دوسرے سے خط و کتابت کا فیصلہ کیا ۔ استھر کو یہ امید تھی ۔ کہ والد کو غالباً میرے ٹامر سے خط و کتابت کرنے پر اعتراض نہ ہوگا ۔ چنانچہ فیصلہ یہ ہوا ۔ کہ ٹامر اپنے خطوط گریٹ آرمنڈ سٹریٹ کے پتہ پر بھیجا کرے ۔ اور استھر اپنے خطوں پر ڈی ۔ آر سوتھ مولٹن سٹریٹ کا پتہ لکھے ۔ کیونکہ اسی جگہ ریفورڈ اور اسکی داشتہ جمیس کے فرضی نام سے رہا کرتے تھے جس وقت دونوں بہنیں جدا ہونے لگیں ۔ تو استھر نے اپنی انگلی سے الماس کی ایک انگوٹھی اتار کر ٹامر کی انگلی میں پہنا دی ۔ پھر اپنے جوڑے سے چھوٹی قینچی نکال کر اپنے بالوں کا ذرا سا حصہ کاٹ کر اُسے کاغذ میں لپیٹا ۔ اور اپنی بہن کو دے کر کہنے لگی " ٹامر ہم

دونوں میں جو محبت ہے وہ اثرات زمانہ سے فنا نہیں کر سکتے۔ جدائی اس میں فرق نہیں ڈال سکتی۔ ہم ایک دوسرے سے جدا ہونیکو ہیں۔ اور اگرچہ مجھے امید ہے۔ حالات پھر ہمیں ایک دوسرے سے ملا دیں گے۔ تاہم ممکن ہے وہ حالات عرصہ دراز تک ملتوی رہیں۔ اسلئے میں چاہتی ہوں تمہارے پاس اپنی بامحبت بہن کی کوئی نشانی ضرور رہے" ثامر بڑے پرجوش لہجہ میں کہنے لگی "بہن کیا ایسی محبت کے لئے جو ہم دونوں میں ہے کسی ظاہری نشان کی ضرورت ہے؟" استھر بولی "نہ سہی۔ بہرحال اس سے قلب کو اطمینان تو ضرور حاصل ہوتا ہے تمہاری یادگار میرے پاس تصاویر اور موسیقی کی کتابوں کی صورت میں موجود ہے۔ اس لئے میں جو درخواست تم سے کرنیکو ہوں اسکے ماننے سے انکار نہ کرنا۔" ثامر بہت متاثر ہو کر کہنے لگی "بہن وہ کیا درخواست ہے۔ یہ ناممکن ہے۔ کہ میں آپ ماننے سے انکار کروں" استھر نے کہا "وہ یہ ہے کہ اس انگوٹھی کو جو میں تمہیں دیتی ہوں۔ تم نے بالوں کی اس یادگار کے لئے ایک تعویذ بنوا لینا جس کے اندر میرا نام کندہ ہو۔ پیاری بہن مجھے یقین ہے۔ تم میری اس درخواست کو نامنظور نہ کرو گی" ثامر کپکپاتی ہوئی آواز میں کہنے لگی "استھر دوسری ملاقات میں جو ہمارے درمیان ہو گی۔ میں ضرور تمہیں وہ تعویذ دکھا سکونگی" اسکے بعد یہ دونوں بادل ناخواستہ ایک دوسرے سے جدا ہوئیں۔

مکان پر واپس آ کر استھر نے ساری کیفیت بڑی صاف دلی کے ساتھ والد کے روبرو بیان کر دی۔ مسٹر ڈی ڈینا کچھ دیر خاموش رہا۔ اور استھر نے دیکھا۔ کہ اس کی پلکوں پر آنسوؤں کا ایک قطرہ نمودار ہو گیا ہے۔ اسکے دل میں شعاع امید پیدا ہوئی۔ لیکن جلدی ہی اس کے والد نے پیچھے مڑ کر کہا "استھر تم نے اچھا نہیں کیا۔ وہ جو کبھی میری بیٹی تھی۔ اسے ملکر تمہارا اس سے گفتگو کرنا قدرتی امر ہے۔ لیکن یہ نہ ہونا چاہیئے تھا۔ کہ تم اس سے خط وکتابت کرتیں۔ میری خواہش یہ ہے۔ کہ وہ خط جو سب سے پہلے اس کی طرف سے موصول ہو۔ وہی آخری سمجھا جائے" اتنا کہہ کر یہودی کمرہ سے چلا گیا۔ اور استھر بہت دیر تک آنسو بہاتی رہی۔

اس سے دوسرے ہی دن ثامر نے اپنی بہن کو ایک طویل اور پرمحبت خط لکھا جس کے جواب میں استھر کو اسے سخت حکم سے مطلع کرنا پڑا۔ جو اس کے والد نے ان کی باہمی خط و کتابت کے بارہ میں صادر کیا تھا۔ لیکن مسٹر ڈی ڈینا کی یہ سختی ہی اس امر خاص میں کسی مدتک اس فراخ دلانہ اعتماد کو تلف کرنے کا موجب ہوئی۔ جسکا اظہار اب تک استھر

اسکے متعلق کرتی رہی تھی۔ وہ اس بات کا ہرگز فیصلہ نہ کرسکتی تھی۔ کہ اپنی بہن کے ساتھ خط وکتابت کا سلسلہ منقطع کردے۔ اور اس کے ساتھ ہی اسے اس بات کی بھی جرأت نہ تھی کہ آیندہ اپنی بہن کے خطوط گریٹ آرمنڈ سٹریٹ کے پتہ پر وصول کرے۔ ان حالات میں قدرتی طور پر اُس کے دل میں خیال پیدا ہوا کہ ٹامر کے خطوط کسی اور پتہ پر منگوائے جائیں۔ چنانچہ اس نے سوتھمپٹن رو کے ڈاک خانہ سے یہ انتظام کیا۔ کہ اس قسم کے خطوط جن پر یہ پتہ لکھا ہو" اسے بی سی۔ ڈاک خانہ سوتھمپٹن رو مکتوب الیہ خود آکر لے جائیگا" میری آمد تک محفوظ رکھے جایا کریں۔ اس انتظام سے اتھر نے اپنی بہن کو ایک خط کے ذریعہ اسی شام کو مطلع کردیا۔ اور ٹامر نے یہ سارے حالات ٹام رین کے روبرو بیان کردیئے۔ ٹام رین کو اس بات سے خوشی ہوئی۔ کہ ٹامر جس سے اسے سچی محبت تھی۔ اپنی بہن سے ملکر مطمئن ہوگئی ہے۔ لیکن اس کی زبانی اسے یہ معلوم کرکے کچھ کم تعجب نہ ہوا۔ کہ مسٹر ڈی ڈمنیا ارلی آف اینگلمھر کی کچھ اراضی کرایہ پر لینا چاہتا ہے۔ اور اس موقعہ پر اس نے اول مرتبہ وہ تمام حالات اپنی داشتہ کو بتائے۔ جو جیسی عورت میرانڈہ نے اس کی ولدیت کی نسبت اس کے روبرو ظاہر کئے تھے۔ ہمارے ناظرین ان سارے حالات سے پہلے ہی واقف ہوچکے ہیں۔

ان واقعات کے ساتویں دن اکتوبر کی ۱۳ تاریخ تھی۔ اور یہ وہ قابل یادگار دن تھا جو ہماری داستان میں ہیروں کے معاملہ کی وجہ سے خاص اہمیت حاصل کرچکا ہے۔ یوم مذکور کی سہ پہر کو پانچ بجے کا وقت تھا۔ کہ ٹامر انڈل سٹریٹ کے جوہری مسٹر گارڈن کی دکان پر وہ انگوٹھی فروخت کرنے گئی۔ جو اسمتھر نے اسے دی تھی۔ ریفورڈ خود اس کام کو اپنے ذمہ لے لیتا۔ مگر وہ ارل ڈینیز کے ساتھ بعض معاملات کے تصفیہ میں مصروف تھا۔ اور اسکے علاوہ ٹامر نے یہ سمجھا کہ اس معاملہ کا تعلق صرف میری ذات سے ہے۔ جب وہ جوہری کی دکان پر گئی۔ تو اگرچہ اپنی بہن کے بالوں کو ایک خوشنما تعویذ میں ملفوف کرانے کا خیال ہی اسوقت اسکے دل میں حاوی ہونا چاہیئے تھا۔ لیکن ٹامر چونکہ جواہرات کی غیر معمولی طور پر شایق تھی۔ اسلئے جب مسٹر گارڈن کی دوکان میں اس نے ہیروں کا ایک نادر سٹ کھلا ہوا دیکھا۔ تو اس پر قبضہ کرنے کی خواہش غالب آگئی۔ یہ ظاہر ہے کہ تین سال ایک ہوزن کی صحبت میں رہنے کے بعد اسکے خیالات اس بارہ میں کہ یہ چیز کسی دوسرے آدمی کی ہے۔ اور اس پر میرا حق نہیں۔ بہت کچھ متزلزل ہوچکے تھے

چنانچہ فوراً ہی اسکے دل میں خیال آیا - کہ اگر ٹام شاہراہ پر لوگوں کی نقدی پر آسانی سے قبضہ کرلیتا ہے - تو کیا وجہ ہے - میں ان ہیروں پر ویسی ہی آسانی سے قابض نہ ہو جاؤں - یہ خیال اس کے دل میں پیدا ہوتے ہی مضبوط ہو گیا - چنانچہ وہ دیر تک جوہری کے ساتھ انگوٹھی کی قیمت کی نسبت محض اس لئے جھگڑتی رہی - کہ اس طرح ہیروں کا سیٹ اڑانے کا کوئی موقعہ مل جائے گا - یہ موقعہ اسے مل گیا - اور وہ انگوٹھی کی قیمت اور چوری کا سیٹ لیکر دکان سے رخصت ہو گئی -

لیکن بازار میں پہنچتے ہی اس کے خیالات نے پلٹا کھایا - اب وہ چاہتی تھی - کوئی ایسی حالت پیدا ہو - کہ میں کسیطرح یہ ہیرے دوبارہ جوہری کے حوالہ کردوں - ایک بار اسکے جی میں آئی - کہ واپس جاکر ہیروں کا سیٹ مسٹر گارڈن کو دیدوں - لیکن پھر اس خیال سے رک گئی - کہ ایسا نہ ہو وہ مجھے مجرم قرار دے - اور میں گرفت میں آجاؤں - پس وہ جلد جلد قدم اٹھاتی ساوتھ مولٹن سٹریٹ کیطرف ہولی - اگرچہ راستہ بھر سوچتی رہی کہیں رینفورڈ میری اس حرکت سے ناراض نہ ہو - جسقدر زیادہ اس معاملہ پر غور کرتی تھی - اسی قدر یہ خیال اس کے دل میں مضبوط ہوتا جارہا تھا - کہ وہ ضرور مجھ سے خفا ہوگا - چنانچہ اس نے ارادہ کیا - کہ بہتر ہو - میں اس واقعہ کو اس سے چھپائے رکھوں - اور جلد سے جلد کوئی موقعہ حاصل کرکے ان ہیروں کو کسی محفوظ طریق پر مسٹر گارڈن کے پاس واپس پہنچا دوں -

مکان پر پہنچی - تو سنفر کا ایک خط ملا - جس میں اس نے اپنی محبت کا یقین دلانے کے بعد اختصار کے لئے معذرت چاہی تھی - اور لکھا تھا - کہ اسوقت ایک بجا ہے - اور دو بجے میں لارڈ ایلنگھم کی گاڑی میں ان کے اور والد کے ہمراہ ضلع کے قریب اس اراضی اور مکان کو دیکھنے جارہی ہوں - جسے والد حاصل کرنا چاہتے ہیں - اسی خط میں یہ بھی لکھا تھا کہ ہم لوگ وہیں کھانا کھائیں گے - اور رات سے پہلے واپس نہ آئینگے - جسوقت ٹام نے یہ خط پڑھا - تو ٹام برن بھی اس کمرہ میں موجود تھا - اس نے اسکا مضمون اسے بتا دیا - اس کے دو دن بعد رات کے وقت وہ اپنی مہم پر روانہ ہوا - اور اس موقعہ پر اس نے ہیڈ منٹ کے قریب لیڈی ہیٹ فیلڈ سے اسکی نقدی کا بٹوہ چھینا -

اس سے دوسری صبح کو رینفورڈ کی گرفتاری عمل میں آئی - اور اسے بو سٹریٹ کی عدالت

میں پہنچایا گیا۔ لیکن جیسا کہ پیشتر بیان کیا جا چکا ہے۔ وہ اس موقعہ پر سزایابی سے بچ گیا۔ پھر جس وقت وہ کمرۂ عدالت ہی میں تھا۔ اسے اسمتھ ڈبی ڈینا کا نام سنکر سخت تعجب ہوا اور وہ اپنی حسین ٹامر کی بہن کو جسے اس سے والد کی بے تعلقی کے باوجود بیحد محبت تھی۔ تعریف اور دلچسپی کی نظر سے دیکھنے لگا۔ جب مسٹر گارڈن نے آگے بڑھکر اپنا نام اور پیشہ بتایا۔ تو ریفورڈ مضطرب ہونے لگا۔ کیونکہ اُسے یاد تھا۔ کہ تین دن پہلے ٹامر نے اس شخص کے ہاتھ انگوٹھی فروخت کی تھی۔ پھر جبکہ جوہری نے بتدریج ہیروں کی گم شدگی کا واقعہ بیان کیا۔ تو رہزن کا دل اس کے سینہ میں بیٹھ گیا۔ کیونکہ اُس نے فوراً ہی معلوم کر لیا۔ کہ معاملہ کی حقیقت کیا ہے۔ وہ یہی سوچ رہا تھا کہ اسمتھ کی معصومیت کو کس طرح ثابت کیا جائے۔ کہ اسے یاد آیا جس وقت ہیروں کی چوری کا واقعہ ظہور میں آنا بیان کیا جاتا ہے۔ اسوقت تو وہ فیصلے کے قریب تھی۔ اسکے بعد جسطرح ریفورڈ کی مداخلت سے لارڈ ایلنگھم اسمتھ کی مدد کو پہنچا۔ اور اس کی وساطت سے اسمتھ کو رہائی حاصل ہوئی۔ یہ واقعات ایسے ہیں۔ جنہیں دُہرانے کی ضرورت نہیں۔ کیونکہ ناظرین ان سے پہلے ہی واقف ہیں۔ یہ امر بھی مذکور ہو چکا ہے۔ کہ جس وقت مقدمہ خاتمہ کے قریب تھا۔ اسمتھ کا والد اتفاقیہ طور پر عدالت میں پہنچ گیا۔ اس وقت اس نے اپنی بیٹی کو مخاطب کر کے جو یہ الفاظ کہے تھے۔ ”اسے! خفرمیں سب کچھ سمجھ گیا۔۔ یہ تمہاری اپنی ہی ناعاقبت اندیشی کا نتیجہ ہے“ ناظرین ان کا مطلب موجودہ تشریحات کی روشنی میں اچھی طرح سمجھ سکتے ہیں۔ اسکے بعد جب اسمتھ نے اپنے والد پر التجائی نظر ڈالی۔ جس سے پایا جاتا تھا۔ کہ وہ اسے کسی فرض کی یاد دہانی یا کسی معاملہ کے متعلق خاموشی کے ساتھ التجا کرنا چاہتی۔ جس سے اسکا والد نا واقف تھا۔ تو اس کا مطلب یہ تھا۔ کہ اُس سے درخواست کرنا چاہتی تھی۔ کہ آپ اُن ہیروں کی قیمت ادا کر کے ٹامر کو ان ناگوار نتائج سے بچالیں۔ جو اس صورت میں اُسے پیش آسکتے تھے۔ کہ ہیروں کا سراغ اس کی ذات تک چلتا۔ مگر جیسا کہ بیان کیا جا چکا ہے۔ اس نے اس سریع اور پُرمعنی نظر کو بالکل ہی نظر انداز کر دیا۔

اس چند منٹ کے عرصہ میں جبکہ مسٹر ڈبی ڈینا کمرہ عدالت میں رہا۔ ریفورڈ ہجوم میں اسقدر چھپا ہوا تھا۔ کہ وہ اُسے دیکھ نہ سکا۔ اس جگہ ہم یہ بھی واضح کر دینا ضروری سمجھتے ہیں۔ کہ یہ پہلا موقعہ تھا۔ کہ ریفورڈ نے اپنے سوتیلے بھائی ارل آف ایلنگھم کو دیکھا۔ جس کی خوشنما نیلگوں آنکھوں سے فیاضی اور صاف دلی برستی تھی۔ چنانچہ رہزن کی طبیعت فوراً ہی از خود

اس کی طرف کھنچ گئی۔ اور یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ اسکی اپنی آنکھیں گہری نیلی تھیں۔ اور ان سے نہ صرف خوش مزاجی بلکہ کسی حد تک طبعی فیاضی کا بھی اظہار ہوتا تھا۔ درحقیقت ارل اور رینفورڈ میں آنکھوں اور دانتوں کے معاملہ میں بہت بڑی خاندانی مشابہت پائی جاتی تھی غرض یہ پہلا موقعہ تھا۔ کہ رینفورڈ نے اس شخص کو دیکھا جسے وہ اپنا سوتیلا بھائی سمجھتا تھا۔ ارل نے بھی اُسے تماشائیوں کے ہجوم میں جو کمرہ عدالت میں موجود تھا۔ دیکھا ہوگا۔ مگر وہ اُسے کیا پہچان سکتا تھا۔ اُسے اس وقت اس کا مطلق علم نہ تھا۔ کہ یہ شکیل جوان جس کی رنگت سرخ وسپید اور سر کے بال بھورے رنگ کے ہیں۔ میرا ایک نہایت قریبی رشتہ دار ہے

اپنے مکان واقع سوتھ مولٹن سٹریٹ پر واپس جاکر رینفورڈ نے ٹامر کو اس کی اُس بے جا حرکت کے متعلق جو اس نے ہیروں کا سٹ چرانے کے معاملہ میں کی تھی ملامت کی۔ اس نے سخت یا تند الفاظ استعمال نہیں کئے۔ کیونکہ وہ فطرتاً ایسا فیاض تھا۔ کہ اس کی طرف سے ناخوشگوار الفاظ کا اظہار غیر ممکن سمجھا جا سکتا ہے۔ البتہ اسکے لہجے سے سختی اور سرد مہری ظاہر ہوتی تھی۔ اور پایا جاتا تھا۔ کہ وہ کسی حد تک ناراض ہے۔ اس کے اس برتاؤ سے ہی ٹامر کو سخت رنج ہوا۔ مگر اس نے سامنے کوئی جواب نہ دیا۔ پھر جب اسے اپنے دلدار کی زبانی معلوم ہوا۔ کہ میرے جرم کی بدولت میری بہن کو جو اسے بیحد عزیز تھی۔ عدالت کا منہ دیکھنا پڑا۔ اور اس پر ایک نہایت ذلیل الزام عاید ہوا۔ تو اس نے اظہار پشیمانی کرتے ہوئے رینفورڈ سے درخواست کی "تم یہ ہیرے مجھ سے لیکر فوراً اس جوہری کو واپس کردو" وہ کہنے لگا "میں ابھی جاکر یہ سٹ واپس دے آتا ہوں" جانے سے پہلے ٹامر اس سے معافی کی خواستگار ہوئی۔ مگر وہ کہنے لگا "چونکہ میں دیکھتا ہوں۔ میری اپنی مثال کی تقلید کی گئی ہے۔ اس لئے سچ پوچھو۔ تو مجھے معافی دینے کا حق حاصل نہیں۔ لیکن اے ٹامر میری یا اپنی خاطر نہیں۔ تو کم از کم اپنی اس قابل قدر بہن کی خاطر جسے تم سے بے حد محبت ہے۔ آیندہ ایسے بُرے افعال سے باز رہنے کا وعدہ کرو" اسکے بعد وہ اس سے بغلگیر ہو کر رخصت ہوا۔

اس اثنا میں اسکوڈی میڈینا بھی اپنے والد کو اس بات پر آمادہ کر چکی تھی۔ کہ آپ مجھے اتنا روپیہ دیں کہ میں ہیروں کے اس سٹ کی قیمت ادا کر آؤں جس کی نسبت اُسے یقین ہوگیا تھا۔ کہ وہ ٹامر ہی نے جوہری کی دوکان سے لئے ہیں۔ یہ رقم ادا کرتے ہوئے مسٹر ڈی میڈینا نے سختی سے کہا۔ اسکو یہ ایک ایسی رعایت ہے کہ میں صرف تمہیں کو دیتا ہوں۔ ورنہ اس کا

جو کبھی میری بیٹی کا درجہ رکھتی تھی۔ اور جس کی نسبت آج کے واقعہ نے میرے دل میں اور بھی نفرت پیدا کر دی ہے سمجھے ذرا پاس نہیں۔ یہاں تک کہ میں سمجھتا ہوں۔ وہ میرے دل سے پہلے سے بھی بعید ہو چکی ہے۔ اسکے بعد جیسا کہ اس کا معمول تھا۔ وہ اس ناگوار ذکر کو ختم کرنے کی غرض سے دوسرے کمرہ میں چلا گیا۔ اسکے علاوہ اس نے یہ بھی سوچا۔ کہ استھر آج پہلے ہی اتنی پریشانی برداشت کر چکی ہے۔ کہ میری طرف سے کوئی مزید ملامت غیر ضروری اور ظالمانہ ہوگی۔ اور اس بات کو وہ اچھی طرح جانتا تھا۔ کہ اگر یہ گفتگو جاری رہی تو میں غصہ پر ضبط نہ کر سکونگا۔

ہمارے ناظرین کو معلوم ہے۔ کس طرح استھر نے جوہری کی دوکان میں جا کر ان ہیروں کی قیمت کے چھ سو پونڈ ادا کئے۔ جوہری نے اُسے رسید پیش کی۔ لیکن اس نے رسید لینے سے انکار کر دیا۔ کیونکہ۔ اس نے سمجھا۔ میں چونکہ اس معاملہ کو خالص عزت داری کے اصول اور ایک دوسرے شخص کی پاسداری کیوجہ سے طے کر رہی ہوں۔ اسلئے اگر میں نے اسے محض کاروباری حیثیت تک پہنچا دیا۔ تو معلوم ہوگا۔ میرا اس معاملہ سے کچھ ذاتی تعلق ہے۔ اس میں شک نہیں کہ وہ ہرگز یہ بات ظاہر نہ کرنا چاہتی تھی۔ کہ میری ایک اور بہن ہے جو مجھ سے مشابہ ہے۔ یہاں تک کہ دونوں کو جدا جدا دیکھا جائے۔ تو دونوں پر ایک کا گمان ہو سکتا ہے اور حقیقی مجرم وہ دوسری بہن ہے۔ نہیں۔ اگر وہ اسکی خواہش بھی رکھتی۔ تو وہ اس اعتراف کی جرأت نہ کر سکتی تھی۔ پس جس وقت وہ روپیہ ادا کر کے دوکان میں ذرا دیر کے لئے رُکی اور ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ وہ کچھ کہنا چاہتی ہے۔ تو اس کی وجہ درحقیقت یہ تھی۔ کہ اپنی فطری تمکنت کے زیر اثر وہ جوہری سے مخاطب ہو کر یہ کہنے کی آرزو مند تھی۔ کہ صاحب یقین رکھیئے۔ میں اس خوفناک الزام سے بالکل بے قصور ہوں۔ لیکن ذرا غور کرنے پر اُسے معلوم ہوا۔ میرا یہ بیان اسی صورت میں قابل تسلیم سمجھا جا سکتا ہے۔ کہ میں اس کے ساتھ کوئی معقول عذر بھی پیش کروں۔ اور وہ عذر جیسا کہ ہم نے بیان کیا کسی طرح بھی بحفاظت پیش نہ ہو سکتا تھا۔ ان حالات میں وہ یکایک اپنے الفاظ کو روک کر اس دوکان سے چلی آئی۔ حالانکہ بالکل بے قصور تھی۔ مگر بہن کی خاطر سے اس نے جرم کی ندامت خود برداشت کرنی منظور کی۔

اُدھر استھر روپیہ ادا کر کے دکان سے نکلی۔ اُدھر شام میں ہیروں کا سٹ واپس کرنے کو آپہنچا اُسے یہ معلوم کر کے سخت حیرت ہوئی۔ کہ مس ڈی مڈینا خود آ کر اُن ہیروں کی قیمت کے چھ سو پونڈ ادا کر گئی ہے۔ لیکن وہ اس خیال سے ہیروں کا سٹ چھوڑ گیا۔ کہ استھر کو اُن کی واپسی

کی خبر یا تو براہ راست مسٹر گارڈن یا ٹامر سے مل جائے گی۔ جس وقت رینفورڈ اپنے مکان واقع
سوتھ مولٹن سٹریٹ میں پہنچا۔ تو اس نے دیکھا کہ ٹامر کی حالت غیر ہے۔ درحقیقت اس دن
کے واقعات نے اس حسینہ کی طبیعت پر کئی طرح کے ناگوار اثرات پیدا کر دیئے تھے۔ اس کی
اپنی بے جا حرکات سے اس کی عزیز بہن کا عدالت میں پہنچایا جانا یہ خیال کہ اس خبر کو سنکر والد
کتنے خفا ہوئے ہونگے۔ پھر رینفورڈ کی ملامت جو اس سے پہلے کبھی اتنی سختی سے پیش نہ
آیا تھا۔ اور وہ ذاتی پشیمانی جو اسے رہ رہ کر اپنے فعل پر محسوس ہو رہی تھی۔ یہ سب باتیں
اُسے دیوانہ بنا رہی تھیں۔ یہ دیکھکر کہ رینفورڈ کو اس کام پر گئے جس کے لئے وہ روانہ ہوا
تھا۔ ضرورت سے زیادہ دیر لگ گئی ہے۔ اس کے دل میں طرح طرح کے اندیشے پیدا ہونے
لگے کبھی یہ سوچتی کہ وہ شاید مجھے ہمیشہ کے لئے ترک کر گیا ہے۔ اور اسے مجھ سے نفرت ہو گئی
ہے کبھی یہ خیال پیدا ہوتا کہ چوری کئے ہیرے واپس کرتے وقت شاید اسے گرفتار کر لیا گیا ہے
غرض اس قسم کے خیالات کے زیر اثر اس کی طبیعت اتنی بے چین ہو گئی جیسے طوفان کی آمد سے
سمندر میں تلاطم پیدا ہو جاتا ہے۔ سخت اضطراب اور ذہنی پریشانی کی حالت میں اس نے بازار
سے تھوڑا سنکھیا خریدا۔ گھر واپس آئی۔ تو رینفورڈ اب تک نہیں لوٹا تھا۔ کمرہ میں بیٹھکر اس
نے دیوانگی کے خیالات پر غالب آنیکی بہت کوشش کی۔ لیکن صریح خودکشی کا جنون سوار تھا
اس خوفناک جذبہ کو دفع کرنے کے لئے وہ بڑی دلیری سے کوشش کرتی رہی۔ غیرت ایک
ہاتھ کو کھینچتی تھی۔ غرض دوسرے ہاتھ کو۔ اسی جدوجہد میں رینفورڈ واپس آگیا۔ اس نے
اعلیٰ خطرہ سے بے خبر اُسے تسلی دینے کی کوشش کی۔ اور اطمینان بخش کلمات کہے۔ کہنے لگا
میں تمہیں تہ دل سے معاف کر چکا ہوں۔ اور بہت دیر تک اس سے پیار کرتا رہا۔ خود ٹامر
اس جوش کی حالت کو جس میں سے وہ گذر رہی تھی۔ فرو کرنے کی بہت کوشش کرتی رہی۔
لیکن اسے صرف اتنی ہی کامیابی حاصل ہوئی۔ کہ ظاہری حالت ساکن نظر آتی تھی۔ اس طرح
دو تین گھنٹے کا عرصہ گذر گیا۔ اور رینفورڈ نے سمجھا اب اس کا مزاج بحال ہو رہا ہے۔ لیکن
یکایک اس پر پھر جنون کا سا اثر طاری ہو گیا۔ وہ پاس سے اٹھ کر خوابگاہ میں گئی۔ اور قبل
اسکے کہ رینفورڈ اس کے ارادہ سے واقف ہو سکتا۔ اس نے سنکھیے کا سفوف پھانک لیا
خود رینفورڈ اسے غیر معمولی تیزی رفتار کے ساتھ کمرے سے باہر جاتے دیکھکر گھبراہٹ کی حالت
میں اسکے پیچھے پیچھے گیا۔ لیکن اسکے پہنچتے پہنچتے وہ زہر کھا چکی تھی۔ رینفورڈ کو دیکھ کر وہ

دیوانہ وار اسکے قدموں پر گر پڑی۔ اور پھر جب رہزن نے ایک طرف کو پڑا پاکا کاغذ پڑا دیکھا۔ تو وہ آن واحد میں معاملہ کی حقیقت سے باخبر ہو گیا۔

وقت نہایت قیمتی تھا۔ ٹامر کو تھاوسہ کی نگرانی میں چھوڑ کر رینفورڈ مکان سے نکلا۔ اور ایک کرایہ کی گاڑی میں سوار ہو کر جو اس وقت حسن اتفاق سے پاس سے گذر رہی تھی۔ اُس نے گاڑیبان سے کہا۔ تم مجھے قریب ترین ڈاکٹر کے مکان پہ لے چلو۔ گاڑیبان کو ڈاکٹر لیساز کا نام یاد تھا۔ چنانچہ وہ اُسے ایک گرینفٹن سٹریٹ میں لے پہنچا۔ ڈاکٹر رینفورڈ کے ہمراہ سوتھ مولٹن سٹریٹ والے مکان میں آیا۔ اور جیسا کہ ہمارے ناظرین کو معلوم ہے ٹامر کی جان بچ گئی۔

مگر لیساز کے رخصت ہونے سے پیشتر رہزن نے یہ ضروری سمجھا۔ کہ کوئی ایسی حفاظتی تدبیر اختیار کی جائے جس سے ٹامر کے اقدام خودکشی کا اثر استھر ڈمی ڈینا کی ذات پر نہ پڑے۔ قدرتی طور پر رینفورڈ کو خیال آیا۔ کہ ڈاکٹر چونکہ سوسائٹی کے ہر طبقہ میں جاتا آتا ہے۔ اور اسکے دوستوں کا حلقہ وسیع ہے۔ اسلئے اغلب ہے۔ وہ جلد یا بدیر استھر کو دیکھے۔ اور اسے غلطی سے وہ مریضہ سمجھے جس کا اس نے علاج کیا تھا۔ اور جو حقیقت میں اسکی بہن ٹامر تھی۔ اسی لئے رینفورڈ نے لیساز سے یہ وعدہ لیا۔ کہ جب سوتھ مولٹن سٹریٹ میں مریضہ کے معالجہ کے سلسلہ میں آپ کا آنا جانا ختم ہو۔ تو آپ اس بات کو بالکل بھول جائیں۔ کہ میں نے کبھی اس عورت کو دیکھا تھا۔ اور آئندہ اگر کبھی وہ آپ کو تنہا یا سوسائٹی میں کہیں ملے۔ تو نہ اسکی شناسائی ظاہر کریں۔ نہ اس سے گفتگو کی کوشش کریں۔ سوائے اس حالت کے کہ اسکا آپ سے باضابطہ تعارف کرا دیا جائے۔ اور اس صورت میں بھی آپ یہ سمجھیں۔ کہ ہماری واقفیت اسی گھڑی سے شروع ہوئی ہے۔ دوسرے دن صبح کے سات بجے ہی رینفورڈ ٹامر کو لے کر سوتھ مولٹن سٹریٹ والے مکان سے لاکس فیلڈس میں اُٹھ گیا۔ جہاں پر اس نے ہیروں کے معاملہ سے پہلے ہی ایک مکان کرایہ پر لے لیا تھا۔ کیونکہ کئی وجوہ کی بنا پر جن کا ذکر غیر ضروری ہوگا۔ اس نے ارادہ کر رکھا تھا۔ کہ میں کسی الگ تھلگ مکان میں سکونت اختیار کروں۔ اس وقت ٹامر نے اپنی بہن کو ایک طویل پُر درد چٹھی لکھی جس میں اُس نے معافی چاہی تھی۔ کہ مجھ ناچیز کی خاطر تمہیں پریشانی اٹھانی پڑی۔ اس خط میں یہ بھی مذکور تھا۔ کہ تا اطلاع ثانی میرے نام کے خطوط اس پتہ پر بھیجے جایا کریں۔ ٹی آر نمبر ۵۔ برینڈن سٹریٹ لاکس فیلڈس۔

جس روز ریفورڈ اور ٹامرا ایلیمنٹ اورکیبل سرائے کے نواحات میں اُٹھ گئے۔ اسی دن مسٹر گارڈن جوہری گریٹ آرمنڈ سٹریٹ میں استھر ڈی مڈینا سے ملنے گیا۔ استھر کو جوہری کی آمد کی اطلاع ملی۔ تو وہ بہت مضطرب ہوئی۔ کیونکہ اُسے اندیشہ تھا۔ اگر والد مکان پر ہوئے تو یہ معلوم کرنے نشست گاہ میں آجائیں گے۔ کہ یہ شخص کس غرض سے آیا ہے۔ اور اس طرح پر گذشتہ تلخ واقعہ کی یاد پھر تازہ ہوگی۔ ان حالات میں استھر کو نوکروں کی زبانی یہ معلوم کر کے بہت اطمینان ہوا۔ کہ مسٹر ڈی مڈینا تھوڑی دیر پہلے مکان سے کہیں چلے گئے ہیں جس وقت جوہری نے استھر کے روبرو بھورے بالوں والے شخص کی آمد اور ہیروں کی واپسی کا ذکر کیا۔ تو اس نے فوراً معلوم کر لیا۔ کہ وہ ریفورڈ ہوگا۔ کیونکہ اگرچہ اس نے اسے کبھی صورت سے نہیں دیکھا تھا۔ تاہم تین سال پیشتر وہ لورپول میں اس کا کچھ حلیہ سن چکی تھی۔ جب مسٹر گارڈن نے ہیروں کی واپسی کا ذکر کیا۔ تو استھر کے چہرہ پر فوراً خوشی کے آثار پیدا ہو گئے کیونکہ اس نے سمجھا۔ اس سے ٹامر کی اصول پسندی اور میرے متعلق ہمدردی کا اظہار ہوتا ہے اس کے دو دن بعد ٹامرا اور استھر کی پھر ملاقات ہوئی۔ اور اس موقعہ پر چھوٹی بہن نے بڑی سے کہا تھا میں تمہارے خلاف اپنے دل میں ذرا بھی ناراضگی نہیں رکھتی۔ اور جسے تم اپنی خطا ظاہر کرتی ہو اُسے میں پہلے ہی معاف کر چکی ہوں۔" اس سے اگلی شام کو اُن کی تیسری ملاقات ہوئی اور اس موقعہ پر استھر نے بڑے زور سے ٹامر کو اس بات کی ترغیب دی۔ کہ تم چل کر والد کے قدموں میں دوزانو ہو جاؤ۔ اور معافی کی خواستگار رہو۔ لیکن ٹامر نے استقلال کے لہجہ میں جواب دیا۔ اگرچہ اسوقت اُس کی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے بہ رہے تھے۔" نہیں استھر یہ غیر ممکن ہے۔ ریفورڈ کو مجھ سے اس درجہ محبت ہے۔ کہ میں اسکا ساتھ چھوڑ کر نہیں آسکتی۔ اور اگر آجاؤں۔ تو مجھے اطمینان قلب حاصل نہیں ہو سکتا۔ حالانکہ یہ ظاہر ہے۔ والد اسی شرط پر معافی دے سکیں گے۔ بہن میری قسمت اس سے وابستہ ہو چکی ہے۔ اور اب موت ہی ہمیں ایک دوسرے سے جدا کر سکے گی۔ پیاری استھر یہ نہ سمجھنا۔ کہ میں چونکہ ایک ایسے کام کے لئے آمادہ نہیں ہوں۔ جو پھر ہمارے ملاپ کا موجب ہو سکتا ہے۔ اور جس کی بدولت ہم پھر والد کے پاس اکھٹی رہ سکتی ہیں۔ اس لئے مجھے تم سے کچھ محبت ہے۔ خدا جانتا ہے کہ میں تم سے کس قدر سچے دل سے محبت کرتی ہوں۔ سے کاش خانگی راحت میرے نصیب میں ہوتی۔ لیکن نہیں استھر یہ غیر ممکن ہے۔" اس کے

بعد دونوں بہنیں زار زار روتی ایک دوسرے سے رخصت ہوئیں۔ مسٹر ڈی ہڈینا کو ان دونوں واقعوں پر استھر کے بہت دیر تک مکان سے باہر رہنے کے واقعہ کا علم ہو گیا۔ اور جب اس نے کہا۔ تم جو ٹامر سے مشق لگی ہو۔ تو وہ اس سے انکار نہ کر سکی۔ اور دو زانو ہو کر والد سے اس رعایت کی خواستگار ہوئی۔ کہ بہیں گاہ بگاہ ایک دوسرے سے ملنے کی اجازت تو دی جائے۔ اس وقت وہ اتنی غم زدہ تھی۔ کہ مسٹر ڈی ہڈینا نے جو دل میں بہنوں کے جذبۂ محبت کی تعریف کرتا تھا۔ کچھ جواب نہ دیا۔ اور کلمۂ نفی نوک زبان پر تھا۔ لیکن وہ اسے ادا نہ کر سکا۔ دل میں وہ استھر کی طبعی فیاضی اور پاک باطنی کا قائل تھا۔ اور اسے خوشی تھی کہ میری بیٹی۔۔۔ جیسے اب وہ اپنی اکلوتی بیٹی ظاہر کرتا تھا۔ اپنی فطرت میں ایسی اعلیٰ صفات رکھتی ہے۔ لیکن پھر جب اس نے اپنے کمرہ کی تنہائی میں دونوں بہنوں کی ملاقات کے سوال پر دوبارہ غور کیا۔ اور اسے خیال آیا۔ کہ اگر ملاقاتوں کو فوراً ہی نہ روکا گیا۔ تو یہ بڑھ جائیں گی۔ نیز جب اس کے دل کو یقین ہو گیا کہ ٹامر اب ناقابل اصلاح ہے۔ اور نہ صرف اس کی اصلاح کی کوئی امید نہیں۔ بلکہ اندیشہ ہے۔ اسکے اثر سے استھر بھی بگڑ نہ جائے۔ تو اس نے اس تکلیف دہ فرض کی ادائیگی کا فیصلہ کر لیا۔ کہ ان ملاقاتوں کا ہمیشہ کے لئے خاتمہ ہو جانا چاہیئے۔ اس نے سوچا کہ سردست معاملہ کی تلخی کو کم کرنے کے لئے دونوں میں خط و کتابت کا سلسلہ قائم رہنے دیا جائے لیکن اس رعایت کو بھی آگے چل کر جلد ہی دور کر دینے کا اس نے اپنے دل میں مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ مسٹر ڈی ہڈینا نے سوچا۔ کہ زبانی گفتگو تحریری تبادلۂ خیالات سے بدرجہا زیادہ خطرناک ہے۔ اسلئے پہلے اسی کا خاتمہ ہو جانا چاہیئے۔ چنانچہ اس نے اس دن جو ٹامر کے رینفورڈ کے ہمراہ فرار ہونے کی سالگرہ کی حیثیت رکھتا تھا۔ استھر کو وہ حلف دیا جسکا ذکر پہلے آچکا ہے اور جس کا مطلب یہ تھا۔ کہ آج کے بعد تم نے ہرگز اپنی بہن سے نہ ملنا۔ درحقیقت وہ گفتگو جسے لارڈ ایلنگھم نے پاس کے کمرہ میں ہونے کی وجہ سے جزوی طور پر سن لیا۔ اور جس کے ان سنے حصوں کو پر کر کے اس نے استھر ڈی ہڈینا کی پاکبازی کے خلاف اپنے دل میں عجیب و غریب مشتبہات کو جگہ دی۔ دونوں بہنوں کی ملاقات کی ممانعت ہی سے متعلق تھی۔

پھر جب حلف دینے کے بعد استھر روتی ہوئی اپنے والد کے کمرہ میں گئی۔ تو اسے یاد آیا کہ مجھے چونکہ تحریر کی ممانعت نہیں کی گئی۔ اس لئے بہتر ہو۔ میں اس ذریعہ سے

اپنے دلی غم کو بہن کے روبرو ظاہر کرکے اپنے دل کا بوجھ ہلکا کروں - یہی وہ خط تھا جبکہ وہ ہولیپن کے ڈاک خانہ میں پہنچی - اور جسے اولڈ ڈیتھ نے دوبارہ نکلوا کر پڑھا - اور پھر ڈاک میں ڈال دیا تھا - ناظرین اگر اس خط کا مضمون ان تشریحات کی روشنی میں دوبارہ پڑھیں تو انہیں معلوم ہو جائیگا - کہ وہ خصوصیت سے ٹامر ہی کو مخاطب کرکے لکھا گیا تھا - حالانکہ بادی النظر میں ان حالات میں کہ استھر کے خلاف بدگمانی کو دل میں جگہ دی جائے - ایسا معلوم ہوتا تھا کہ رینفورڈ کو مخاطب کرکے لکھا گیا ہے -

اب مسٹر ڈی میلیا کے خاندان کی نسبت سارے اسرار کو واضح کر چکے ہیں - اور کچھ شک نہیں کہ ہمارے ناظرین یہ معلوم کرکے بہت خوش ہوئے ہونگے - کہ استھر نیکی اور پاکبازی کا بہترین نمونہ ہے - اسے فطرت نے اس قدر وجیہہ صورت سے زینت بخشی - جس میں ایسی نیکیاں موجود ہیں جن کی قدر یہ دنیا والوں کے لئے ہی موجب فخر ہو سکتی ہیں - رینفورڈ ہر چند کہ اس حیثیت سے ذاتی طور پر واقف نہ تھا - تاہم وہ اس کی اعلیٰ صفات اور اسکے قابل قدر خصائل کو جانتا اور ان کی قدر کرتا تھا - سب سے زیادہ اس کے دل میں اس محبت کیلئے احساس تعریف تھا - جو استھر کو اپنی بہن سے تھی - چنانچہ اس پہلی ملاقات کے بعد جو لندن میں دونوں بہنوں کے درمیان ہوئی - رینفورڈ نے اس بات کا عہد کر لیا - کہ جہانتک ممکن ہو ایسا انتظام ہونا چاہئے کہ ٹامر کے کسی فعل کی وجہ سے استھر کو مبتلائے مصیبت نہ ہونا پڑے - اور دوسرے اس بات کو بھی ملحوظ رکھے - سارا سال سپاہ پولیس کو ساتھ لیکر اس کی گرفت کے لئے ناٹس فیلڈ والے مکان میں پہنچا - ٹامر ہی نے ٹامر کو تاکید کر دی تھی - کہ اگر میں پکڑا گیا تو مجھ سے ملنے کے لئے ہرگز جیلخانہ میں نہ آنا - کیونکہ وہ ڈرتا تھا - کہ اگر ایسے وقت کسی شخص نے جو استھر سے واقف ہو - اسے دیکھ لیا - تو وہ اسے استھر ہی سمجھے گا - لیکن اس کی سزایابی کے بعد ٹامر نے جیل کی معرفت اسے آخری ملاقات کے لئے کئی التجائی خطوط بھیجے - اور آخرکار اس نے پھانسی پانے سے ایک دن پہلے شام کو اس سے الوداعی ملاقات کرنا منظور کیا - مگر اس میں بھی یہ شرط لگا دی کہ تم مجھ سے ملنے آؤ گی - تو چہرہ کو اچھی طرح نقاب میں چھپا کر آنا -

جب استھر نے اخبارات میں رینفورڈ کی گرفتاری کی خبر پڑھی - تو اسے اپنی مصیبت زدہ بہن کے متعلق بہت ہمدردی پیدا ہوئی - وہ جانتی تھی - کہ اُسے رینفورڈ سے بے حد

محبت ہے - خود استھر بھی اب جذبۂ محبت کی لذت سے بے خبر نہ تھی - کیونکہ شکیل خوبصورت اور فیاض ارل اف ایلنگھم کے لئے اس کے اپنے دل میں کچھ عرصہ سے محبت کا احساس پیدا ہو چکا تھا - چنانچہ ٹامرنے رنہرارن کے متعلق اپنے عشق کی جو کیفیت مختلف موقعوں پر اسکے روبرو بیان کی - وہ کئی بار استھر کو اپنے موجودہ جذبۂ محبت کے سلسلہ میں یاد آتی - کچھ شک نہیں - کہ استھر کو اس نیکدل امیر کے ساتھ حقیقی عشق پیدا ہوگیا تھا - لیکن یہ محبت پاک تھی - اس کے اطوار میں دوشیزگی کی حیا اس حدتک موجود تھی - کہ وہ اس جذبہ کا اظہار کبھی بھی عالت میں نہ ہونے دیتی تھی - یہانتک کہ اس نے خود اپنے دل میں اب تک اس محبت کا صحیح طور سے اعتراف نہ کیا تھا - اور نہ اس سوال پر غور کیا تھا - کہ یہ جذبہ کبھی حقیقت کی صورت اختیار کرے گا وہ جانتی تھی - کہ ارل کی لیڈی ہیٹ فیلڈ سے محبت ہے - اور وہ اس سے شادی کرنے کا ارادہ رکھتا ہے - کئی بار حالت تنہائی میں اسکے منہ سے سرد آہیں نکلا کرتی - لیکن ان کے سبب وہ پوری طور پر خبردار نہ تھی - باوجود اسکے ایک حقیقی جذبہ اسکے دل میں نقش ہو چکا تھا - اگرچہ وہ اسے اپنی معصومیت کی وجہ سے محض دوستی کا جذبہ سمجھتی تھی - چونکہ اس کی روح پاک تھی - اسلئے وہ دونوں جذبات کی نوعیت میں امتیاز نہ کرسکی تھی - سے کہ اس وقت بھی نہیں - جب اسکی بہن نے اسکے روبرو اس محبت کی تصویر کھینچکر دکھائی جو اسے اپنے معزز عاشق کے ساتھ تھی - تاہم اب وہ سمجھنے لگی تھی - کہ ٹامر کو رینفورڈ سے اس درجہ محبت کیوں ہے یہی وجہ تھی کہ جب اس نے رینفورڈ کی گرفتاری کی خبر پڑھی - تو اس کے دل میں بہن کی خاطر درد کا احساس پیدا ہوا - مسٹر ڈی مڈینا بھی جلدی ہی رینفورڈ کی گرفتاری سے خبردار ہوگیا - لیکن استھر کی موجودگی میں اس نے کبھی اس واقعہ کا ذکر نہ کیا - اس سے پہلے اس نے اس بات کا فیصلہ کر لیا تھا کہ بہنوں کی خط وکتابت کا سلسلہ منقطع کردیا جائے - لیکن موجودہ حالت میں اس نے اس سلسلہ کے قائم رہنے کا فیصلہ ہی بہتر سمجھا - باوجود اپنی فطری سختی کے اس کے دل میں ٹامر کے ساتھ اس مصیبت میں بہت ہمدردی تھی - اور وہ نہیں چاہتا تھا - کہ ان مصائب میں اسے اس آسایش سے بھی محروم کیا جائے - جو قدرتی طور پر اسے استھر کے خطوط سے حاصل ہوسکتی تھی - اس نے استھر کو حسب الطلب کچھ روپیہ بھی دیا - اور سرسری طور پر اتنا کہا - کہ "تمہیں ضرورت ہو - تو اس سے ایک نیا پیانو یا کوئی اور چیز خرید لینا" نوجوان دوشیزہ نے روپیہ لیتے ہوئے اپنے والد کا ہاتھ بڑی گرمجوشی سے دبایا - کیونکہ اسے خیال

آیا کہ اس کا مطلب یہ ہے۔ اگر ضرورت ہو۔ تو اس روپیہ سے ٹامر کی مدد کرنا۔ لیکن استھر نے جس چٹھی میں مالی امداد پیش کی تھی۔ اس کے جواب میں ٹامر نے لکھا۔ کہ "اگرچہ میں رنج و غم کے بوجھ میں دبی ہوئی ہوں تاہم مجھے مفلسی کی شکایت نہیں"

کئی بار استھر کو یہ خیال آتا۔ کہ شاید آجکل والد مصیبت زدہ ٹامر کے متعلق کوئی کلمہ ہمدردی زبان سے کہہ جا گئے۔ لیکن مسٹر ڈی مڈینا ہمیشہ خاموش ہی رہا۔ کبھی کبھی ایسا ہوتا۔ کہ استھر خیال کرتی۔ والد کا چہرہ زیادہ متفکر اور تشویشناک نظر آتا ہے۔ اور ایسا معلوم ہوتا ہے۔ ان کے سینے میں جذبات مختلف کی جد و جہد ہو رہی ہے۔ مگر وقت گذرتا گیا۔ اور مسٹر ڈی مڈینا نے نہ کبھی ٹامر کا نام لیا۔ اور نہ کبھی اس کا ذکر کیا۔ لیکن ایک رات جب استھر کو بہت دیر تک نیند نہ آئی۔ اسے اپنے والد کے کمرے سے جو اسکے اپنے کمرہ سے بالمقابل دوسری جانب واقع تھا۔ کراہنے کی آواز سنائی دی۔ یہ سوچ کر مبادا انہیں بیماری کی کوئی تکلیف ہو گئی ہو وہ دبے پاؤں کمرہ سے نکلی۔ اور دروازہ کے ساتھ کان لگا کر سننے لگی۔ مسٹر ڈی مڈینا بڑے اضطراب کی حالت میں کمرہ کے اندر ادھر ادھر پھر رہا تھا۔ اور ذہنی اذیت کی حالت میں اسکے منہ سے باواز بلند یہ کلمات نکل رہے تھے "اے ٹامر ٹامر میری پیاری بیٹی۔ تو کس لئے مجھے چھوڑ کر چلی گئی! خداوندا کیا ایسی مصیبت۔ ۔ ۔ ایسی ذلت۔ ۔ ۔ ایسی بدنامی میرے خاندان کی قسمت میں لکھی تھی! لیکن اگرچہ میں تجھے بے تعلق کر چکا ہوں۔ اگرچہ میں نے مجبور ہو کر تجھے اپنی نور نظر استھر سے ملنے سے روک دیا ہے تاہم میرا دل۔ اے ٹامر! خود تیری طرف کھچا جا رہا ہے۔ کاش میں پھر تجھے نیکی کی راہ پر لا سکتا۔ کاش میں تجھے ویسا ہی خوش و خرم دیکھ سکتا۔ جیسے تو ہوا کرتی تھی۔ یہ ایسی باتیں ہیں کہ ان کے لئے اگر مجھے اپنی ساری دولت سے دست بردار ہو کر مفلسی کی تکالیف بھی برداشت کرنی پڑیں۔ تو پروا نہیں" اسکے بعد دیر تک وقفہ رہا۔ لیکن مسٹر ڈی مڈینا کے بدستور اضطراب کی حالت میں کمرہ کے اندر ٹہلنے کی آواز سنائی دیتی رہی۔ استھر چپ چاپ دروازہ کے ساتھ لگی کھڑی تھی مگر جرات نہ کر سکتی تھی۔ کہ یہ بات ظاہر ہونے دے۔ میں نے والد کی باتیں سن لی ہیں۔ وہ اپنے کمرہ کو بھی واپس نہ جا سکتی تھی۔ یکایک یہودی نے بڑے جوش کے لہجہ میں۔ کیونکہ بظاہر اپنے خیالات پر غالب آنے کے لئے اسے سخت ذہنی تکلیف برداشت کرنی پڑی تھی۔ چلا کر کہا "نہیں ایسا نہ ہوگا۔ ٹامر میں تیری نسبت اپنا فیصلہ صادر کر چکا۔ میں نے تجھے بے تعلق کر دیا اور اب میں اپنے فیصلہ کو واپس نہیں لے سکتا۔ لیکن اگر وہ شخص جس نے تجھے آوارہ کیا۔ اگر

انصاف نے اس کی زندگی کا مطالبہ کیا..." یہ کہتے ہوئے یہودی کی آواز میں لکنت سی پیدا ہو گئی تھی... "اور تو اے ٹامر اس دنیا میں تنہا رہ گئی - تو اس وقت تیرا کون ہو گا؟ تیری مصیبتیں کون دور کرے گا؟ اپنی فاقہ کشی میں تجھے کس کا سہارا حاصل ہو گا؟ یہ ایسی باتیں ہیں جن پر ہم غور نہیں کر سکتا!..."

استھر دروازہ کے ساتھ لگی کھڑی تھی - سمجھتی تھی کہ والد سخت رنج کی حالت میں ہیں - ایک بار اس نے دروازہ پر دستک دینے کے لئے ہاتھ اٹھایا - لیکن بعد اس خیال سے رک گئی کہ اگر میں نے انہیں یہ جاننے کا موقعہ دیا کہ میں ان کے پوشیدہ غم سے واقف ہوں تو ان کی خودداری کو صدمہ پہنچے گا - اور وہ خود اپنی نظروں میں ذلت محسوس کرنے لگیں گے -

اس بات سے اسے ضرور اطمینان حاصل ہو گیا - کہ اگرچہ ظاہر میں والد کی طبیعت اتنی سخت ہے اور وہ ٹامر کے ذکر کے وقت اس کے متعلق سرد مہری کا اظہار کرتے رہے ہیں - اگرچہ انہوں نے رینفریڈ کی گرفتاری کے بعد بھی اپنے آپ کو ٹامر کی مصیبتوں سے لاپرواظاہر کیا ہے - مگر اس ساری ظاہرداری کے تہ میں ان کے سینہ میں نرم جذبات اور پدرانہ محبت کا اثر باقی ہے - مگر وہ ان جذبات پر اس درجہ قابو رکھتے ہیں کہ انہیں چہرہ پر ظاہر نہیں ہونے دیتے ان حالات میں اس نے اپنے والد کے غم کو مقدس سمجھ کر مداخلت نامناسب خیال کی اور اسی طرح دبے پاؤں اپنے کمرہ میں جا کر رات بھر تلخ آنسو بہاتی رہی - مگر جو کچھ اس نے سنا اس سے اسے معلوم ہو گیا کہ تاریک بادلوں میں بھی روشنی کی ایک شعاع باقی ہے - کیونکہ اس کو اسے اب یقین ہو گیا تھا - کہ ٹامر سے والد کو اب بھی محبت ہے - اور اس کی یاد ان کے سینہ میں ہمیشہ کے لئے دفن نہیں ہو چکی -

کچھ شک نہیں - کہ اس دل میں تباہ حال اور منزل سعادت سے گری ہوئی ٹامر کی یاد اب بھی موجود تھی - جب یہ بات اول مرتبہ استھر کو معلوم ہوئی - تو اس کے زخم جگر کے لئے مرہم ثابت ہوئی - اسیطرح وقت گذرتا گیا - لیکن اس معاملہ کی نسبت مسٹر ڈھی بڈیہا نے اپنی خاموشی برقرار رکھی - اگرچہ استھر ہر وقت اس امید میں رہتی تھی - کہ میں کسی نہ کسی وقت ان کی زبانی اس بارہ میں کچھ ذکر سن سکونگی - آخر کار مقدمہ کی سماعت ہوئی - اور رہزن کو سزائے موت کا حکم سنایا گیا - اسوقت اگر استھر کو اس حلف کا پاس نہ ہوتا - جو والد نے اسے دے رکھا تھا تو وہ ضرور اپنی بہن کا رنج کم کرنے کے لئے اس کے پاس پہنچتی - لیکن موجودہ حالات میں

وہ اسے صرف خطوط کے ذریعہ ہی تشفی دے سکتی تھی ۔ اور یہ ظاہر ہے کہ وہ جذبات جنہیں دل
محسوس کرتا ہے ۔ زبان قلم انہیں پورے طور سے ادا نہیں کر سکتی ۔ تاہم ان خطوں کا جواب
دیتی رہی ۔ مگر استھر کو یہ دیکھ کر حیرت ہوتی تھی کہ ان خطوں کی تحریر میں ایک قسم کا سکون پایا
جاتا ہے ۔ اگرچہ وہ ڈرتی تھی ۔ مبادا یہ ایسا سکون ہو جو انتہائے یاس سے تعلق رکھتا ہے
انہی ایام میں مسٹر ڈی مڈینا نے استھر کو روپیہ کی کچھ اور رقم دی ۔ اور کہا ۔ تم اسے اپنے اخراجات
میں لا سکتی ہو ۔ اس وقت اس حسین دوشیزہ نے جبکہ اس کے دل میں امید و یاس کی سخت
جدوجہد ہو رہی تھی ۔ والد سے التجا کے لہجہ میں کہا "پیارے ابا خدا کرے مجھے آپکے مدعا کی نسبت
غلط فہمی نہ ہوئی ہو ۔ آپ جانتے ہیں مجھے روپیہ کی ضرورت نہیں ہے ۔ اور ایسے میں کا میں نام نہیں لے
سکتی روپیہ سے زیادہ آپ کی معافی درکار ہے " مسٹر ڈی مڈینا نے بڑی جدوجہد کے ساتھ
اپنے سکون کو برقرار رکھا ۔ لیکن پھر بھی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے بہ نکلے ۔ اس نے
صرف اتنا کہا "استھر میں تمہارا مطلب نہیں سمجھا . . . میں اسے سمجھنے کی جرأت نہیں کر سکتا " یہ کہکر
وہ اضطراب کی حالت میں کمرہ سے باہر چلا گیا ۔ اس اضطراب سے استھر کی امید اور بڑھ گئی اور وہ
دیر تک ان لفظوں پر غور کرتی رہی ۔ جو چند دن پیشتر رات کے وقت اپنے والد کی زبانی ان
کے کمرہ سے باہر سنے تھے ۔ پھر جب اس نے رینفورڈ کی گرفتاری کے دن سے ابتک ان
کے طرز عمل کو غور کی نظر سے دیکھا ۔ تو وہ ان کے خیالات کو اچھی طرح سمجھنے لگی ۔ اس نے اپنے
دل میں سوچا کہ اگر میری طرح [illegible] رینفورڈ کے مہلک اثر سے اس دنیا میں تنہا اور بے
یار و مددگار رہ گئی ۔ تو غالباً اسوقت والد اس کی امداد کے لئے اپنے مکان کا دروازہ کھول دینگے
اور اسے [illegible] بار اپنے سایۂ عاطفت میں لینے کے لئے آمادہ ہو جائیں
گے ۔

آخرکار وہ خوفناک دن آ پہنچا جب رینفورڈ کو پھانسی پر لٹکایا جانا تھا ۔ اس سے پہلے
ہفتہ سے روز ٹامر نے استھر کو ایک خط لکھا جس میں مذکور تھا ۔ کہ "میری انتہائی مصیبت کا
زمانہ سر پر آپہنچا ہے ۔ اور میں اگر اس انتہائی رنج و اذیت سے جو میرے مقدر میں لکھی
جا چکی ۔ تو اسکی وجہ یہ امید سمجھنی چاہیئے کہ شاید میں جلد یا بدیر پھر تمہارے قریب آ
سکوں ۔ یا اس بچہ کی پرورش کا خیال ہے جسے رینفورڈ نے اپنی اولاد کی طرح پالا ہے جس کی پرورش
[illegible] پر منحصر ہے " اور [illegible] ٹامر نے یہ بھی لکھا ۔ کہ جسوقت دوشنبہ کی صبح کو

وہ مہلک وقت گذر چکا ہوگا۔ تو میں لندن سے رخصت ہونے کی تیاری شروع کردوں گی۔ میرا ارادہ ہے۔ امریکہ کو چلی جاؤں۔ اور اپنے رنج و الم کو اس نئی سرزمین میں دفن کردوں۔ وہاں میری زندگی کا سہارا یہ بچہ ہوگا۔ یا یہ امید کہ شاید والد کبھی میری خطائیں معاف کردیں۔ پیاری بہن مجھے دوشنبہ کو تمہارے خط کا انتظار رہے۔ اور میں امید کرتی ہوں۔ تم اُس خط میں اسی دائمی محبت کا اقرار کرکے مجھ بدنصیب کے اطمینان کی کوشش کروگی۔ اگرچہ میں سمجھتی ہوں اطمینان اور سکون مجھ سے ہمیشہ کے لئے رخصت ہوچکے ہیں۔ پیاری استھر اپنا خط ایسے طریق پر بھیجنا۔ کہ دوشنبہ کو دس بجے کے قریب مجھے مل جائے۔ ۔ ۔ ایک بدنصیب بہن کی دعائیں ہمیشہ تمہارے شامل حال رہیں گی۔"

دوشنبہ کی صبح کو ساڑھے نو بجے کے قریب استھر نے ایک چھٹی قاصد کے ہاتھ ٹامر کے مکان پر جواب حصۂ شہر میں سکونت رکھتی تھی بھیجی۔ کیا یہ بتانے کی ضرورت ہے۔ کہ اس چھٹی میں اس ناقابل فرو دائمی محبت کا بار بار اظہار کیا گیا تھا۔ جو استھر کو اپنی بہن سے تھی۔ ہر قسم کے تسکین آمیز کلمات اس چھٹی میں شامل کئے گئے۔ وہ چھٹی قاصد کے ہاتھ بھیجکر استھر ڈیڈی ناخود اسقدر مضطرب اور بے چین ہوئی۔ کہ فوراً ہی مکان کو واپس نہ آسکی۔ یہ خیال کہ وہ شخص جس سے میری بہن کو انتہا درجہ محبت ہے۔ آج بدنامی کی موت مرچکا ہے۔ اور ٹامر اپنی مصیبتوں کے بوجھ سے دبی ہوئی ہے۔ اتنا غالب تھا کہ استھر اسکے خلاف کامیاب جدوجہد نہ کرسکی۔ بغیر کسی مدعا یا مقصد کے وہ دیر تک بازاروں میں پھرتی رہی۔ اور اسی حالت میں تھی۔ کہ کسی نے اسکا نام لے کر بلایا۔ اس نے اس آواز کو پہچان لیا۔ اور سنبھل گئی۔ کیونکہ آواز ایلینامور کی تھی۔ جس کے کچھ عرصہ سے گھر سے دور رہنے کی خبر اُسے اس مختصر چھٹی سے ملی تھی۔ جو اس نے قید خانہ سے اسکے والد کے نام لکھی تھی۔

اس کے بعد جو واقعات ظہور میں آئے ناظرین اُن سے خبردار ہیں یعنی کس طرح ارل نے تیزی سے ساتھ نئے ریڈلائن سٹریٹ والے مکان میں پہنچا۔ ۔ ۔ اس مکان میں جہاں اس کی اپنی بہن ٹامر سے ملاقات ہوئی تھی۔ جو صرف چند ہی منٹ بیشتر جیکب سمتھ کی معیت میں وہاں پہنچ چکی تھی۔

باب ۷۵ معافی کی درخواست

جبکہ وہ واقعات جن کا ذکر گذشتہ سے پیوستہ باب میں کیا گیا ہے، ریڈلائن سٹریٹ والے مکان میں ظہور پذیر ہو رہے تھے مسٹر ڈی ٹینا اپنے مکان کے ایک کمرہ میں حالت اضطراب میں ادھر ادھر ٹہل رہا تھا۔

درحقیقت اسمتھر نے اسکے خیالات و ارادوں کو معلوم کرنے میں غلطی نہ کی تھی۔ وہ کچھ عرصہ سے اپنے دل میں اس سوال پر بحث کر رہا تھا کہ بحیثیت ایک باپ اور ایک انسان کے کیا میرا یہ فرض نہیں کہ میں اپنی اس بیٹی کو جس پر آسمانی صدمات غیر معمولی شدت کے ساتھ نازل ہوئے ہیں، اس کی گذشتہ خطائیں معاف کر دوں؟

اسوقت اسے اپنی مرحوم بیوی کا خیال آیا۔ اور وہ اپنے دل میں کہنے لگا کہ "اگر آج وہ زندہ ہوتی۔ تو میرے سامنے دوزانو ہو کر بیٹی اور ٹامر کو معافی دلانے کے لئے ضرور التجا کرتی کیا اس وقت اس کی روح آسمان سے میری طرف التجا کی نظر سے نہیں دیکھتی؟ نہ صرف یہ بلکہ مجھے وہ اس وقت اپنے سامنے دوزانو بیٹھی نظر آتی ہے۔ کیا یہ محض میرا تخیل ہے؟ یقیناً ایسا ہی ہے۔ لیکن بالکل حقیقت کی طرح نظر آتا ہے۔"

مسٹر ڈی ٹینا کو اسوقت اتنا اضطراب ہوا کہ ایک لمحہ کے لئے اسے اپنی متوفی بیوی ویسی ہی حسین اور خوبصورت جیسی وہ عالم شباب میں ہوا کرتی تھی، اپنے سامنے دوزانو بیٹھی رحم کی خواستگار نظر آئی۔ لیکن یہ ایک عارضی خیال تھا۔ اور جس وقت اسکا تصور نظروں سے ہٹ گیا۔ تو وہ پھر کشمکش رنج اور شبہ کی حالت میں کمرہ کے اندر ادھر ادھر ٹہلنے لگا۔

وہ چاہتا تھا کہ ٹامر کو واپس بلا لے۔ لیکن دوسری طرف اس بات سے ڈرتا تھا کہیں اس سے میری اس شہرت پر حرف نہ آئے، جو مجھے اپنے استقلال اور قوت فیصلہ کی بدولت حاصل ہے۔ یہ ایک عجیب لیکن یقینی بات ہے کہ اس وقت بھی بہترین خیالات ہمارے دلوں میں پاک ترین مقاصد کے حصول کے لئے بے چینی پیدا کرتے ہیں۔ ہماری خود پسندی کا افسوسناک جذبہ خلل انداز ہو کر ہمارے خیالات کو اگر بالکل ہی تبدیل نہ کر دے تو کم از کم ان میں تامل یا تاخیر اور پریشانی پیدا کر کے اس کی تکمیل میں رکاوٹ ضرور

پیدا کر دینا ہے۔

مسٹر ڈی ملڈینا اس کشمکش، تپش اور اضطراب کی حالت میں کمرہ میں ٹہل رہا تھا۔ کہ اسے صدر دروازہ پر کسی کے زور سے دستک دینے کی آواز سنائی دی۔ اس کے تھوڑی دیر بعد ایک نوکر نے حاضر ہو کر اطلاع دی۔ کہ ارل آف ایلنگھم نشستگاہ میں آپ سے ملنا چاہتے ہیں۔

بوڑھے جنٹلمین اپنی طبیعت کو سکون پذیر کرنے اور چہرہ سے اضطراب کے نشان مٹانے کے لئے رک گیا۔ اس کے بعد زینہ سے اتر کر نشستگاہ میں آیا۔ کمرہ کے اندر داخل ہوتے ہی اس نے ارل کے چہرہ سے اندازہ کیا۔ کہ ارل کی آمد محض ایک سرسری ملاقات کے لئے نہیں بلکہ وہ کسی خاص معاملہ کے لئے آیا ہے۔

مسٹر ڈی ملڈینا نے اس سے کہا "حضرت آپ ہفتوں دنیا کی نظر سے غائب رہے۔ اور میں اس امر کا اعتراف کرتا ہوں کہ جب مجھے وہ خط ملا۔ جو آپ نے ازراہ عنایت ایک ماہ بیشتر میرے نام بھیجا تھا۔ تو مجھے تشویش پیدا ہو گئی تھی کہ آپ شاید کسی ناگوار کام کے لئے اس طرح یکایک انگلستان سے باہر چلے گئے ہیں"

ارل نے جواب دیا "بات یہ ہے۔ کہ اس مضمون کا خط جیسا میں نے آپ کو لکھا۔ اس صورت میں ہرگز نہ لکھا جاتا۔ اگر میں پابندیوں سے آزاد ہوتا"

اس کے بعد امیر موصوف نے مختصر لفظوں میں چند بدمعاشوں کے ہاتھوں اپنی گرفتاری چار ہفتے کی تکلیف دہ حراست اور انجام کار اپنے فرار کی کیفیت بیان کی۔ ساری داستان سنکر مسٹر ڈی ملڈینا نے اس بدسلوکی پر ناراضگی اور تعجب کا اظہار کیا۔ اور پوچھا "کیا آپ کو معلوم ہوا یہ شرارت کس نیت سے کی گئی تھی؟"

ارل نے جواب دیا "میری سمجھ میں نہیں آیا کہ میرے دشمن کون تھے۔ اور انہوں نے یہ قابل نفرت کارروائی کس لئے کی۔ لیکن سر دست ہمیں اس گفتگو کو نظر انداز کر دینا چاہئے کیونکہ میں اس وقت ایک اور نہایت ضروری معاملہ کا ذکر کرنے کو حاضر ہوا ہوں"

مسٹر ڈی ملڈینا نے ارل کو ایک کرسی پر جو آتشدان کے قریب پڑی ہوئی تھی بیٹھنے کا اشارہ کیا۔ اور خود بھی تھوڑے فاصلہ پر بیٹھ گیا۔

ارل نے کہنا شروع کیا "مسٹر ڈی ملڈینا میں آپ کے سامنے ایک ایسے شخص کا نام لیا

چاہتا ہوں جس سے یقیناً آپ کے دل میں سنجیدہ خیالات پیدا ہونگے۔ لیکن آپ سمجھ سکتے ہیں کوئی خاص ہی مدعا پیش نظر ہے۔ کہ میں ایک ایسی تکلیف دہ گفتگو شروع کرنے لگا ہوں۔ میرا اشارہ ٹامس رینفورڈ کی طرف ہے۔"

یہودی چونکا اور اسکے چہرہ پر افسردگی کے آثار نمودار ہوگئے۔

آرتھر سلسلہ کلام جاری رکھکر کہنے لگا "مسٹر ڈی مڈینا میں تسلیم کرتا ہوں۔ اس شخص ٹامس رینفورڈ نے آپ کو بہت ضرر پہنچایا ہے۔ اور میں ہرگز اس کے طرز عمل کی صفائی نہیں کرنا چاہتا۔۔۔"

مسٹر ڈی مڈینا نے کہا "مائی لارڈ آپ کی اس بدنصیب شخص سے کیونکر واقفیت ہوئی جواب اس دار فانی میں موجود نہیں۔ انسانیت کا تقاضا یہی ہے۔ کہ اب اسکے متعلق کسی قسم کا کینہ دل میں نہ رکھا جائے۔۔۔"

ارل نے آگے جھک کر قطع کلام کرتے ہوئے سنجیدگی کے لہجہ میں دبی زبان سے کہا "مسٹر ڈی مڈینا یہ شخص ٹامس رینفورڈ مرا نہیں زندہ ہے"

"زندہ ہے!" مسٹر ڈی مڈینا نے بڑے اضطراب اور تعجب کی حالت میں کہا۔

آرتھر بے صبری سے کہنے لگا "ہاں۔ مگر ذرا آہستگی سے گفتگو کیجئے۔ کیونکہ دیوار کے بھی کان ہوتے ہیں۔ خدا کے لئے اپنی طبیعت کو سنبھالئے۔ اور جو کچھ میں کہنا چاہتا ہوں وہ چونکہ نہایت اہم ہے۔ اس لئے میری گفتگو کو توجہ سے سنتے جائیے۔"

یہودی نے اپنی طبیعت کو سکون پذیر کرکے کہا "مائی لارڈ کہئے۔ میں سن رہا ہوں۔"

"یہی بات ہے کہ یہ شخص رینفورڈ ابتک زندہ ہے۔"

"مگر تقریباً ایک زمانہ گذرا ہوگا بازاروں میں اسکے پھانسی پانے کی کیفیت چھاپنے والے اخبارات فروخت کرتے پھرتے تھے۔" مسٹر ڈی مڈینا نے غیر یقینی لہجہ میں کہا۔

ارل کہنے لگا "دونوں باتیں سچی ہیں۔ اسے پھانسی پر لٹکایا گیا۔ اور اب وہ زندہ ہے اسلیے جو کچھ اخبار والوں نے چھاپا میں اس کی تردید کرنا نہیں چاہتا۔ مختصر طور پر یوں سمجھ لیجئے کہ اسے گیلوانک بیٹری کی عجیب و غریب طاقت سے دوبارہ زندہ کیا گیا ہے۔"

"کیا یہ ممکن ہے!" مسٹر ڈی مڈینا نے سخت حیرت زدہ ہو کر کہا "کیا میری قوت سامعہ دھوکہ تو نہیں دیتی؟"

ارل کہنے لگا "میں پھر عرض کرتا ہوں۔ کہ اپنے سکون کو برقرار رکھیے۔ کیونکہ ایک ایسی ہی اور عجیب و غریب خبر مجھے آپ سے عرض کرنا ہے۔ جو یہ ہے کہ ماسٹر رینفورڈ کا مجھ سے بہت قریبی رشتہ ہے۔"

"آپ سے!... مائی لارڈ آپ سے!" مسٹر ڈی ٹڈیلا نے اور زیادہ حیرت زدہ ہو کر کہا۔

"ہاں۔ کیونکہ ہم دونوں کا والد ایک تھا۔ اگرچہ مائیں مختلف تھیں۔ وہ میرا سوتیلا بھائی ہے۔ اور اس کی تصدیق کے کاغذات میرے پاس موجود ہیں۔ اس اعتماد کا ثبوت دینے کے لئے جو مجھے آپ کی ذات پر ہے۔ میں یہ امر بھی آپ پر منکشف کئے دیتا ہوں۔ کہ وہ میرا جائز طور پر پیدا شدہ بڑا بھائی ہے۔ اور سچ پوچھئے تو ارل آف ایلنگھم کا خطاب اسی کی ملک ہے۔"

مسٹر ڈی ٹڈیلا چند منٹ تک حیرت زدہ ہو کر نوجوان امیر کے چہرہ کی طرف تکتا رہا۔ اسے اسقدر تعجب ہوا۔ کہ معلوم ہوتا تھا۔ اس اطلاع کو سنکر وہ رعشہ بر اندام ہو گیا ہے۔ ارل نے مختصر لفظوں میں رینفورڈ کی ولادت کی کیفیت بیان کی۔ اور اس کے بعد لیڈی ہیپٹ فیلڈ کا ذکر کئے بغیر بیان کیا۔ کہ محض اتفاقیہ طور پر ہم دونوں کی ملاقات ہوئی اور اتفاقی امر کے ذریعہ ہی مجھے ان عجیب و غریب حالات کا علم ہوا۔ اس کے ساتھ ہی ارل نے رینفورڈ کی اس فیاضی کا ذکر کیا ہے۔ جو اس نے ان کاغذات سے فائدہ اٹھانے سے انکار کر کے ظاہر کی تھی۔ جن کی بدولت وہ خاندان ایلنگھم کی وسیع اراضی پر قابض اور ارل کے لقب سے ملقب ہو سکتا تھا۔ اور کہا۔ "اس نے وہ کاغذات میرے حوالہ کر دیئے تھے۔"

مسٹر ڈی ٹڈیلا ان واقعات کو سنکر اسقدر متعجب ہوا۔ کہ اب اس کی زبان سے کوئی سوال اور نہ اعتراضی کلمہ نکلتا تھا۔ اسکے بعد ارل نے وہ ساری تجویز جو اس نے ڈاکٹر ویلز کے ساتھ مل کر ماسٹر رینفورڈ کو دوبارہ زندہ کرنے کے متعلق سوچی تھی بیان کی۔ اور اس میں کامیابی حاصل کرنے کا بھی ذکر کیا۔ ختم سخن پر وہ کہنے لگا۔ "اب میرا بھائی بہت دیر سونے کے بعد بیدار ہو چکا ہے۔ اور اگرچہ اسے نقاہت بہت ہے۔ تاہم کسی قسم کا خطرہ باقی نہیں رہا۔ لیکن میں اس اظہار خوف کی کیفیت بیان نہیں کر سکتا۔ جو اس نے آہستگی سے اول مرتبہ آنکھیں کھولنے کے بعد واقعات صبح کو یاد کر کے کیا۔ وہ دیر تک متعجب رہا۔ کہ میں کہاں

ہوں۔ اور میرا کیا انجام ہوا ہے۔ مسٹر ڈی مڈینا یہ ایک نظارہ تھا۔ جس کی یاد دیکھنے والوں کے حافظے سے اسوقت بھی نہیں مٹ سکتی۔ کہ دیوانگی اُن کے باقی سارے قوا، کو معطل کئے مگر خیر وہ وقت گذر گیا۔ اور اب میرا بھائی زندہ ہے۔ اور وہ اپنی از سر نو پائی ہوئی ہستی سے باخبر ہے۔"

آخر کار اس طویل خاموشی کو توڑ کر جس کا اظہار اب تک مسٹر ڈی مڈینا کی طرف سے ہوا تھا اس نے کہا "میرے پیارے ارل میں نے اپنی زندگی میں بہت سی عجیب وغریب داستانیں سنی ہیں۔ میں یہ بھی جانتا ہوں۔ کہ حقیقت بارہا افسانہ سے عجیب تر معلوم ہوتی ہے۔ اور دنیا میں ایسے ایسے واقعات ظہور پذیر ہوتے ہیں۔ جن کا خیال بھی کسی فسانہ نویس کو پیدا نہیں ہو سکتا۔ لیکن ایسی تعجب خیز داستان جو آج آپ نے میرے روبرو بیان کی۔ اور میں نے سنی کبھی کسی انسان کے کانوں تک نہ پہنچی ہوگی۔ اگر یہ واقعات کبھی دنیا کو معلوم ہوئے اور کسی افسانہ نگار نے اُن کی بنا پر کوئی داستان لکھی۔ تو پڑھنے والے جو ان واقعات سے لاعلم ہیں ضرور کہیں گے۔ یہ ہرگز ممکن نہیں ہے۔ میرے خیال میں اگر کوئی شخص فسانہ لندن کے عنوان سے کتاب لکھے۔ تو وہ کیسے کیسے عجیب واقعات دنیا کے روبرو پیش کر سکتا ہے لیکن معاف کیجئے۔ میں نے آپ کا قیمتی وقت اس فضول بحث میں ضایع کیا۔ کیونکہ میں سمجھتا ہوں۔ آپ نے ابھی بہت سے واقعات بیان کرنے ہیں۔"

ارل کہنے لگا۔ "آپ کا خیال درست ہے۔ لیکن میں چونکہ حتی الامکان اختصار سے کام لینا چاہتا ہوں۔ اس لئے میں فوراً ہی آپ کو مطلع کرتا ہوں۔ کہ میں اپنے سوتیلے بھائی کے دور زندگی کے اس افسوسناک حصہ سے بھی باخبر ہوں۔ جس کا تعلق آپ کی دختر اکبر سے ہے۔"

یہودی نے اپنے جذبات پر قابو پانے کی کوشش کرتے ہوئے کہا "مائی لارڈ فرمایئے میں سن رہا ہوں۔"

ارل نے کہا "آج صبح تک مجھے اس بات کا مطلق علم نہ تھا۔ کہ آپ کی دو بیٹیاں ہیں۔ جس وقت ڈاکٹر نے ریفنرڈ کی نسبت یہ بیان کیا۔ کہ اب کوئی خطرہ باقی نہیں۔ تو میں نے فوراً ایک وفادار قاصد کو یہ خوشخبری دیکر اسکی طرف بھیجا۔ جس سے اسے بے حد محبت ہے اور جو خود بھی اس پر جان نثار کرتی ہے۔ اس قاصد کے چلے جانے پر مجھے بھی ذرا دیر کے لئے اس

مکان سے باہر آنا پڑا۔ جس میں اب ٹامس رینفورڈ موجود ہے۔ اور اتفاق سے میری ملاقات مس اسمتھ کے ساتھ بازار میں ہوگئی۔ میں اُن متنوع واقعات کا ذکر پھر کسی وقت کروں گا جن کے زیر اثر میں آپ کی دختر اصغر کو جس کے متعلق اب میں سمجھتا ہوں۔ کہ وہ نیکی اور پاکیزگی کا فرشتہ ہے۔ وہ عورت سمجھتا رہا جس کا میرے بھائی سے تعلق ہے۔ اس خیال سے کہ رینفورڈ کی سزا کی اطلاع پاکر وہ سخت پریشانی اور رنج کی حالت میں ہوگی۔ اُسے اس بار الم سے سبکدوش کرنے کے خیال سے اور اس نیت سے بھی کہ رینفورڈ جب اول مرتبہ آنکھیں کھولے۔ تو اُس کی نگاہ اُس پر پڑے۔ جو اُسے دنیا میں سب سے عزیز ہے۔ میں اُسے اپنے ساتھ کم و بیش زبردستی اس مکان میں لے گیا۔ جس کا میں پہلے ذکر کرچکا ہوں۔ مجھے یاد نہیں۔ میں نے راستہ میں اسمتھ سے کیسے عجیب وغریب اور بے جوڑ کلمات کہے۔ بہرحال معلوم ہوتا ہے۔ وہ انہیں سنکر متعجب ہوتی اگرچہ زبان سے کچھ نہ کہہ سکی۔ اتفاق دیکھئے۔ کہ جس قاصد کو میں نے آپ کی بڑی بیٹی کی طرف بھیجا۔ وہ اس اثنا میں اُسے لیکر مکان پر پہنچ چکا تھا۔ اور اس طرح مجھ سے بے خبری میں دونو بہنوں کو اپنے بھائی کے پاس لانیکا فعل سرزد ہوگیا۔"

مسٹر ڈی مڈینا غصہ اور تعجب کی حالت میں چونک کر اپنی جگہ سے اٹھ کھڑا ہوا۔ اور کہنے لگا۔ "کیا اسمتھ اور ٹامس ایک دوسرے سے ملیں!۔۔۔ پھر جلدی ہی اپنے لہجہ کو المناک کرکے اس نے کہا۔ "افسوس ہے اسمتھ تیرا حلف ٹوٹ گیا!"

ارل زوردار لہجہ میں کہنے لگا۔ مسٹر ڈی مڈینا حلف شکنی خود اس کی طرف سے نہیں ہوئی۔ یہ تو ایسا معاملہ ہے۔ گویا آپ نے میرے مکان پر نہ جانیکا عہد کر رکھا ہو۔ اور کوئی زبردستی آپ کو وہاں لے جائے۔ ظاہر ہے۔ اسے آپ کی عہد شکنی نہ سمجھا جائے گا۔ مس ڈی مڈینا کو ہرگز اسکا علم نہ تھا۔ کہ میں اسے کدھر لئے جاتا ہوں۔ اُسے یہ بھی معلوم نہ تھا۔ کہ مکان میں اس کی کس سے ملاقات ہوگی۔ اُسے ہرگز وہاں اپنی بہن کے موجود ہونیکا علم نہ تھا۔ غلطی اگر سرزد ہوئی۔ تو مجھ سے۔ لیکن" اس نے جلدی ہی نخوت کے لہجہ میں کہا "مسٹر ڈی مڈینا آپ جانتے ہیں میں ایسا شخص نہیں ہوں۔ کہ کوئی برا فعل عمداً مجھ سے سرزد ہو۔ آپ کو معلوم ہے۔ کوئی شخص راستی سے کام لیکر کوئی ذلیل فعل مجھ سے منسوب نہیں کرسکتا۔ جس کی بنا پر مجھے شرمسار ہونا پڑے۔ اطمینان رکھئے میں اپنی شہرت نیک نامی یا راست شعاری پر اظہار فخر کرنا نہیں چاہتا۔ بلکہ آپ کا بجائے خود ہر طرح عزت دار اور راست شعار ہیں۔ یہ اطمینان کرانا

چاہتا ہوں۔ کہ اگر مجھ سے کوئی فعل ایسا سرزد ہوا جس سے آپ کو ناراضگی پیدا ہو سکتی ہے۔ تو میں نے عمداً ایسا نہیں کیا۔ اگرچہ جو کچھ مجھ سے بے خبری میں ہوا۔ اسکے لئے بھی کچھ کم معافی کا خواستگار نہیں ہوں۔"

یہودی نے ارل کا ہاتھ اپنے ہاتھ میں لیکر پدرانہ محبت سے دبایا۔ اور کہنے لگا "میرے نیک دل دوست۔ کون ہے۔ جو آپ سے بری نیت منسوب کرے۔ میرا عقیدہ تو یہ ہے۔ کہ اگر امیر طبقہ کے سبھی لوگ آپکے برابر شریف باطن ہوں۔ اور ان کے جذبات اور احساسات آپ کی طرح بلند ہوں۔ تو اس سے بڑھ کر اور کیا چیز ملک کے لئے باعث فخر و عزت ہو سکتی ہے؟" پھر اس نے ذرا آہستگی کے لہجہ میں کہا "بے شک مجھ سے اپنی نیک نہاد ٹامر اور خود اپنے متعلق بے انصافی کا اظہار ہوا۔ لیکن خداوند تو جانتا ہے۔ ایک نافرمانبردار بیٹی کی حرکت سے خاندان کو بدنام ہوتے دیکھنا کتنا تکلیف دہ اور باعث رنج ہوتا ہے۔ افسوس میری گمراہ بدنصیب ٹامر!" یہ الفاظ کہتے ہوئے یہودی کی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے بہنے لگے۔

ارل نے موثر لہجہ میں کہنا شروع کیا "میرے دوست اس دنیا کے بہترین انسان بھی اس قادر مطلق کی نظر میں جو راحم اور رحیم ہے۔ ناچیز گنہگار اور خطاوار ہیں۔ چند منٹ پہلے میں آپ سے اپنی راست شعاری کا ذکر کر رہا تھا۔ مگر اب جو میں اس معاملہ پر غور کرتا ہوں تو کہنا پڑتا ہے۔ کہ مجھ سے زیادہ خطاوار کوئی دوسرا نہ ہوگا۔ اس وقت میں نے یہ کلمات اسی لہجہ میں کہے تھے۔ جسے ہم فانی انسان عام طور پر اپنی عزت اور نیک نامی کو محفوظ رکھنے کے لئے استعمال کیا کرتے ہیں۔ اگرچہ باوجود اس کے میں تسلیم کرتا ہوں کہ خدا کی نظروں میں میں اوروں سے کم گنہگار نہیں۔ اور میں ہر وقت اسکے باب رحم سے شفاعت کا طلبگار رہوں۔ مسٹر ڈی مڈینا آپ بھی میں اس امید شفاعت کی قسم دیکر جو ہر ایک انسان اس خلاق عالم سے اپنے گناہوں کے متعلق رکھتا ہے۔ التجا و منت سے درخواست کرتا ہوں۔ کہ بخشش اور رحم سے کام لیکر ٹامر کی خطاؤں سے درگذر فرمائیے۔"

یہ پرزور اپیل کرتے ہوئے اس وقت اس نوجوان فیاض امیر کے چہرہ پر جوش قلب کے زیر اثر فرشتوں جیسا نور پیدا ہو گیا۔ اس لئے کہ جو کچھ وہ کہہ رہا تھا۔ وہ حقیقت اور راستی پر مبنی تھا۔

مسٹر ڈی مڈینا کچھ دیر۔ اس کی طرف توجہ اور تعریف کی نظر سے دیکھتا گیا۔

ارل اپنی گفتگو کو ختم کر چکا۔ تو یہودی اپنے کمرہ میں اس طرح ٹہلنے لگا۔ گویا اس کی طبیعت میں سخت انتشار پیدا ہو گیا ہے۔

آرتھر بھی اپنی نشست سے اٹھ کر کھڑا ہو گیا۔ اور کہنے لگا۔ "مسٹر ڈی مڈینا یہ نہ سمجھئے میں ان قابل نفرت ریاکار شخصوں میں سے ہوں۔ جو کسی بری نیت سے مقدس ناموں کا نام دیتے اور ذاتی اغراض کے لئے پاک ترین دلایل پیش کیا کرتے ہیں۔ نہیں میں ایسا خودغرض نہیں ہوں اور ریاکاری سے مجھے دلی نفرت ہے۔ یاد رہے۔ قابل پذیرائی اس شخص کی نہیں ہوتی۔ جو سب سے بلند آواز کے ساتھ اسے دیر تک ادا کرتا ہے۔ اس وقت میں ایک سچے عیسائی کی حیثیت میں آپ سے جو یہودی ہیں۔ اس پاک تعلیم کی بنا پر جو ہمیں سکھاتی ہے۔ کہ خدا نے بنی نوع انسان کے ساتھ ہمیشہ رحم اور عفو کا سلوک کیا۔ اس رحمت کا حوالہ دے کر جو قادر مطلق نے بنی اسرائیل پر نازل کی۔ درخواست کرتا ہوں۔ کہ رحم کے اسی پاک جوہر سے کام لیکر آپ بھی اپنی بیٹی کی گذشتہ خطائیں معاف کر دیں۔ اور اسے پھر اپنے سایہ عاطفت میں لیں۔"

اب بھی مسٹر مڈینا نے کچھ جواب نہ دیا۔ اور بدستور کمرہ میں ٹہلتا رہا۔

لارڈ الینگھم نے پھر سلسلہ کلام جاری رکھ کر کہا۔ "اگر اس وقت آپ کی نیک نہاد بیٹی استھر یہاں موجود ہوتی۔ تو یقین ہے میری التجا میں جتنی بے سود ثابت ہوئی ہیں اسکی درخواست اتنی بے اثر نہ ہوتی۔ اس کیفیت سے جو تائب ٹامر نے تھوڑی دیر قبل مجھ سے بیان کی۔ جہاں ایک طرف مجھے یہ معلوم ہوا۔ کہ آپ کی چھوٹی بیٹی کا سلوک بڑی بہن سے کتنا قابل تعریف رہا ہے۔ یہ بھی معلوم ہو گیا۔ کہ عورت کا دل اتنا عمیق ہے۔ کہ مرد ہرگز اسکی تہ تک نہیں پہنچ سکتا۔ صنف نازک کے متعلق میرے خیالات ہمیشہ بلند رہے ہیں لیکن آج مجھ پر ثابت ہو گیا۔ کہ عورت میں کس حد تک فرشتوں کی صفات اور حقیقی آسمانی نیکیاں موجود ہیں۔ مسٹر ڈی مڈینا اگر استھر جیسی میری کوئی بہن ہوتی۔ تو خدا جانتا ہے۔ میں حتی الامکان کبھی اسکی آنکھوں کو پرنم اور اس کے دل کو افسردہ نہ ہونے دیتا۔ میں اس بات کا اقرار کرتا ہوں۔ کہ آپ کی چھوٹی بیٹی فرشتہ خصلت اور صفات حسنہ کا بہترین نمونہ ہے۔ استھر ڈی مڈینا ایک ایسی پاکباز لڑکی ہے۔ جس پر آپ کی ساری قوم کو فخر ہونا چاہیئے۔"

یہودی جو کمرہ میں بے چینی کی حالت میں ٹہل رہا تھا۔ رک گیا۔ اور ارل کا ہاتھ اپنے

ہاتھ میں لیکر کہنے لگا۔ "نائی لارڈ ڈاگراسفٹر کا نام یہودیوں کے ... باعث ...
آرچفرائف ایلنگھم کا نام عیسائیوں کے لئے بھی کچھ کم قابل رشک نہیں۔ لیکن اگر یہ ہوتا ہے۔
کہ میں ٹامر کو پھر ایک بار اپنی بیٹی کا درجہ دوں۔ تو میں کس طرح ..."

امیر موصوف نے قطع کلام کرکے کہا۔ "میں آپ کا مطلب سمجھ گیا۔ غالباً آپ یہ کہنا چاہتے
ہیں۔ کہ میرے بھائی کے متعلق آپ کا سلوک کیا ہونا چاہیئے؟"

یہودی نے اس قسم کا اشارہ کیا۔ جسکا مطلب یہ تھا۔ کہ آپ سلسلہ کلام کو جاری رکھیں
آرچفر کہنے لگا۔ "میں اعتراف کرتا ہوں۔ کہ یہی مشکل تھوڑی دیر پہلے خود مجھے محسوس ہوئی
تھی۔ میرے بھائی کو آپ کی بیٹی سے بے حد محبت ہے۔ اور خود ٹامر بھی اس پر وارفتہ ہو چکی
ہے۔ دونوں کو جدا کرنا انتہائی ظلم میں داخل ہوگا۔ اور یہ میرے نزدیک نامناسب ہے۔ کہ
آپ اپنی بیٹی کو معاف کردیں۔ اور وہ آپ کی باخبری میں رینفورڈ کی داشتہ ہوکر رہے۔ مگر
کیا کوئی ذریعہ ایسا نہیں۔ جس سے اس مشکل کو حل کیا جاسکے؟ میں نے اس مکان سے چلتے
وقت ایک تجویز سوچی تھی۔ جو یہ ہے کہ اگر ڈاکٹر لیسانز اجازت دیں۔ تو میں بھائی کو ساتھ لیکر
فرانس چلا جاؤنگا۔ اور وہاں سے جسقدر جلد ممکن ہوگا۔ وہ ممالک متحدہ امریکہ کو رخصت ہو جائیگا
اس گفتگو سے جو اس مکان پر ہوئی۔ مجھے معلوم ہوا کہ گرفتاری سے پہلے اس نے ٹامر کے ساتھ
نئی دنیا کو جانے کا مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ اور اس بارہ میں ان کی تیاریاں مکمل ہو چکی تھیں۔
خیر جسوقت وہ انگلستان سے چلا جائیگا۔ تو میں وزارت کے روبرو معاملہ کے سارے عجیب
وغریب حالات پیش کرکے اس کے لئے معافی حاصل کرونگا۔ موجودہ حالات میں ہم لوگ کل
رات کو ڈوور کے راستہ فرانس کو رخصت ہو جائینگے۔ مناسب یہ ہے۔ کہ آپ اپنی بیٹیوں
سمیت پیرس پہنچ جائیں۔ اور وہاں سفیر برطانیہ کے گرجا میں ٹامر اور ٹامس رینفورڈ کی شادی
کرادی جائے۔ میں سمجھتا ہوں یہ شادی چونکہ پروٹسٹنٹ طریق پر ہوگی۔ اسلئے آپ کی نظروں میں
ناکافی ہے۔ لیکن میرے خیال میں دو برائیوں میں کمتر یہی ہے۔ کیونکہ ٹامر اور رینفورڈ میں اس
درجہ محبت ہے۔ کہ وہ ایک دوسرے سے کسی حال میں جدا ہونا منظور نہیں کرسکتے۔ یہانتک
کہ اگر رینفورڈ سے جدائی کا سوال ایک طرف ہو۔ اور آپ کی معافی کا دوسری طرف۔ تو ٹامر جدا
نہ ہونے کو آپ کی معافی پر ترجیح دیگی۔ اس طرح پر وہ ایک ایسی حالت میں زندگی بسر کرنے
پر مجبور ہونگے۔ جسے سوسایٹی قابل نفرت سمجھتی ہے۔ اور نئے دارشتہ باہمی کلیسہ کی

کی دعا سے محروم رہ جائیگا۔ لیکن میں سوال کرتا ہوں۔ اگر دو دل ایک دوسرے سے وابستہ ہوں
اور دونوں ایک دوسرے پر جان نثار کرتے ہوں۔ تو کیا مراسم شادی کا ادا ہونا کوئی خاص اہمیت
رکھتا ہے؟ بہتر یہی ہے کہ آپ اپنی بیٹی کی خطا معاف کرکے اُسے پھر اپنے سایہ عاطفت میں
لیں۔ اور از خود اُسے اس شخص کے حوالہ کریں۔ جو اس پر سو جان سے فدا ہے۔ اور جس کا
سلوک آجتک اسکے ساتھ شادی شدہ شوہر ہی کی طرح رہا ہے۔ رسم شادی اگرچہ پروٹسٹنٹ
طریق پر ادا ہوگی۔ تاہم اسکے بعد جو لوگ آپسے اس دوسری بیٹی کے متعلق دریافت کریں۔ آپ انہیں
بلاتامل کہہ تو سکتے ہیں۔ کہ وہ شادی شدہ ہے۔"

مسٹر ڈی مڈینا اپنے آنسو چھپانے کے لئے کھڑکی کی طرف ہو گیا۔ مگر وہ انہیں چھپا نہ سکا۔ اور
پھر جبکہ وہ مقدس قطرات اسکے رخساروں پر بہ رہے تھے۔ اس نے کانپتی ہوئی آواز اور
شکستہ لہجہ میں کہا "میرے عزیز دوست میں آپ کی بات مانتا ہوں۔ آپ نے مجھے اپنا مطیع
کر لیا ہے۔ جس طرح آپ چاہتے ہیں۔ ویسا ہی ہوگا"

ارل نے انداز شکرگذاری کے ساتھ مسٹر ڈی مڈینا کا ہاتھ دبایا۔ اسکی اپنی آنکھیں پرنم ہو
گئیں۔ اور وہ کہنے لگا "آیئے پھر تاخیر نہ کیجئے!"

چنانچہ مسٹر ڈی مڈینا کو ساتھ لے کر وہ اس کرایہ کی گاڑی پر سوار ہوگیا۔ جو دروازہ پر
منتظر تھی۔

باب ۵۸ ملاپ

ریڈ لائین سٹریٹ والے مکان کی خواب گاہ میں ارل آف ولنگھم کے مسٹر ڈی مڈینا کو ساتھ
لے کر واپس آنے کے موقعہ پر جو نظارہ پیش آیا۔ وہ نہایت موثر اور دردناک تھا۔

ان کی آمد سے پیشتر اس کمرہ میں ریفورڈ تکیوں کے سہارے پلنگ پر بیٹھا تھا۔ کیونکہ
اُسے ان خطرات کے گذر جانے کے باوجود جو پیش آچکے تھے۔ ابھی انتہا درجہ نقاہت تھی۔
اسکے پہلو میں اپنا ہاتھ اس کے ہاتھ میں دیئے تامر سیاہ ماتمی لباس پہنے کھڑی تھی۔ اگرچہ
اب اس اظہار ماتم کی ضرورت باقی نہ رہی تھی۔ اور اس ماتمی لباس کے نیچے اسکا دل
ناقابل بیان مسرت کیساتھ حرکت کر رہا تھا۔

اسی پلنگ کے قریب ڈاکٹر لیسلزا۔ استھر ڈی مڈینا بھی کھڑے تھے۔ اور جیکب سمتھ ایک سٹول پر چھپا ہوا پُرنم آنکھوں سے فرطِ استعجاب کی حالت میں اس معجزہ کو دیکھ کر متحیر تھا۔ کہ ایک مردہ شخص کو سائنس کی مدد سے پھر زندہ کر لیا گیا۔ اسکی نگاہوں سے پایا جاتا تھا۔ کہ وہ اس عالت میں ہے۔ جب آنکھیں ایک چیز کو دیکھتی ہیں۔ مگر دل اُسے قبول نہیں کرتا۔

بہرحال سارے حاضرین کے دل خوشی سے معمور تھے۔ خود ڈاکٹر لیسلز اسقدر ہمدردانہ طریق پر ان معاملات میں حصہ لے رہا تھا۔ جس کا اظہار اس سے پیشتر اس کی طرف سے بہت کم ہوا ہوگا۔

یکایک ٹامر نے اپنی بہن کی طرف مخاطب ہو کر ہلکی کپکپاتی ہوئی آواز میں کہا "کیوں پیاری استھر تمہارے خیال میں لارڈ ابنگاہم کو کامیابی حاصل ہو سکے گی؟ کیا تمہیں اس کی کچھ امید ہے؟"

استھر استقلال کے لہجہ میں کہنے لگی "مجھے اچھی طرح امید ہے۔ لارڈ موصوف نے ایک تجویز پیش کی تھی۔ جس سے والد کے اعتراضات کو بآسانی رفع کیا جا سکتا ہے"

ریفورڈ نے گفتگو میں حصہ لیتے ہوئے کہا "ٹامر وہ ایسی تجویز ہے۔ جس سے ہماری مفارقت صرف چند روزہ ثابت ہوگی"

وہ کہنے لگی "میں تمہیں ایک لمحہ کے لئے بھی چھوڑنا منظور نہ کرتی۔ اگر مجھے اس بات کا یقین نہ دلایا جاتا۔ کہ ہم بہت جلد پھر ایک دوسرے سے مل سکینگے"

ریفورڈ نے اسکا ہاتھ ملائمت سے دبایا۔

ڈاکٹر لیسلز کہنے لگا "اگر میرے دوست آرتھر کو مسٹر ڈی مڈینا کے معاملہ میں کامیابی حاصل نہ ہوئی۔ تو پھر میں خود کوشش کرونگا۔ اگرچہ یہ بات مجھے تسلیم کرنی پڑتی ہے۔ کہ آرتھر کی فصاحت اگر کسی معاملہ میں اثر پیدا نہ کر سکے۔ تو مجھے اپنی دلیلوں کی کامیابی کی چنداں امید نہیں ہو سکتی"

یکایک جیکب سمتھ بولا "سنیئے۔ یہ دروازہ کے کھلنے کی آواز تھی"

ڈاکٹر اس لئے باہر کیطرف گیا۔ کہ معلوم کرے۔ کوئی غیر شخص تو مکان میں داخل نہیں ہوا۔ اور دونوں بہنوں نے ایک دوسرے کیطرف اضطراب کی نظر سے دیکھا۔

ڈاکٹر جلدی ہی واپس لوٹ آیا۔ اور خوشی سے دونوں ہاتھ بجا کر کہنے لگا "لیجئے کام ہو گیا" لیکن قبل اسکے کہ وہ کچھ اور کہہ سکتا۔ یا وہ اپنی خوشی کی وجہ بیان کرتا۔ جو اسوقت اس جیسی مسکین طبیعت کے شخص کی طرف سے ظاہر ہوئی۔ کمرہ کے باہر کسی کے پاؤں کی چاپ

سنائی دی۔ اور رتیفورڈ۔ دونوں بہنوں اور جیکب سمتھ نے تشویش کی حالت میں دروازہ کی طرف دیکھنا شروع کیا۔

سب سے پہلے لارڈ ایلنگھم کمرہ میں داخل ہوا۔ اس کے چہرہ پر خوشی کی غیر معمولی علامات نمودار تھیں۔ اس کے لمحہ بعد تامرا اپنے والد سے ملنے کے لئے تیزی سے قدم بڑھاتی دروازہ کیطرف گئی اور فوراً اس سے بغلگیر ہوگئی۔

"ابا پیارے ابا۔ کیا یہ ممکن ہے۔ کہ آپ نے مجھے معاف کر دیا۔ یا آج کی ساری خوشیاں محض ایک خواب ہیں؟" یہ الفاظ تھے جو تامرا کی زبان سے نکلے۔

مسٹر ڈی مڈینا نے اُسے پدرانہ شفقت سے اپنی چھاتی سے لگاتے ہوئے کہا "میری نورنظر اب زمانۂ ماضی کا ذکر نہ کرو۔" واضح رہے کہ اب جبکہ مسٹر ڈی مڈینا نے اپنی بیٹی کو معاف کر دیا۔ تو اس کے سینہ میں وہ فیاضی اور نرمی جو اس کی فطرت کا جزو تھی۔ پھر غیر معمولی طور پر پیدا ہوگئی۔ استھر سے مخاطب ہو کر وہ کہنے لگا "پیاری استھر تم بھی آ کر اپنے باپ کی خوشی میں حصہ لو۔ کیونکہ آخر کار آج معافی کا دن آگیا ہے۔"

وہ نظارہ جو ان بچھڑوں کے ملاپ سے پیدا ہوا بڑا ہی مؤثر تھا۔ ڈاکٹر ایک طرف کو منہ کر بار بار اپنی عینک کے شیشوں کو پونچھتا تھا۔ کیونکہ امر واقعہ یہ ہے کہ اس کی آنکھوں سے بھی بے اختیار آنسو بہ رہے تھے۔ رینفورڈ اور لارڈ ایلنگھم دونوں فرط خوشی سے آنسو بہا رہے تھے اور جیکب ننھے بچوں کی طرح سسکیاں لے لے کر روتا تھا۔

آخر کار سارے حاضرین کی طبیعت ذرا سکون پذیر ہوئی۔ اور مسٹر ڈی مڈینا اس پلنگ کی طرف بڑھا جس پر رینفورڈ بیٹھا تھا۔

رہزن کا ہاتھ بڑی گرمجوشی سے اپنے ہاتھ میں لیکر اس نے کہا "مسٹر رینفورڈ۔ تم سے بھی میں یہی کہتا ہوں۔ کہ زمانۂ ماضی کو فراموش کر دو۔ میں تہ دل سے تمہاری خطاؤں سے درگذر کرتا ہوں۔ اور میں یہ معافی اس لئے اور بھی دلی شوق سے دیتا ہوں۔ کہ تمہارا سلوک آجتک میری بیٹی کے ساتھ بہت اچھا رہا ہے۔ اور تم اب اپنی قوم کے مراسم کے مطابق اُس سے شادی کرنے کے لئے آمادہ ہو۔ ان سب باتوں کے علاوہ میں تمہارے شریف النسب بھائی سے جس کی شرافت طبعی اسکی شرافت خاندانی سے بھی زیادہ ہے۔ تمہاری اُس فیاضی کا ذکر سن چکا ہوں۔ جس کا تم نے ثبوت دیا ہے۔ سارے حالات کو پیش نظر رکھ کر میں تمہاری

نیک خصلت کی تعریف کئے بغیر نہیں رہ سکتا۔ بس جو کچھ میں نے کہنا تھا۔ کہہ دیا۔ کیونکہ امر واقعہ یہ ہے۔ کہ اگرچہ میں طبعاً سخت گیر ہوں۔ لیکن معافی کے وقت پوری صاف دلی سے کام لینے پر آمادہ رہتا ہوں"

ڈاکٹر لیسلز نے سنجیدگی کے لہجہ میں اپنی آواز دبا کر نوجوان امیر سے کہا۔ "دوست ارل آج یوں نے تمہاری اور تمہارے متعلقین کی خدمت گذاری میں جو کوشش کی۔ میں اس کا کچھ بھی صلہ نہیں چاہتا۔ لیکن اس شریف باطن یہودی کے حسن سلوک کو دیکھکر میں استقدر وارفتہ ہوا ہوں کہ اندر کسی سچے عیسائی سے بھی زیادہ نیک صفات دیکھکر مجھے اتنی خوشی ہوئی ہے۔ کہ میں چاہتا ہوں کسی طرح اس سے کوئی نمونہ حاصل کروں۔ کیا تمہاری رائے میں ...؟"

ارل مسکرا کر کہنے لگا۔ "ڈاکٹر صاحب اطمینان رکھئے۔ آپ کی خواہش پوری کر دی جائے گی۔ مگر آپ جانئے یہ وقت ایسا نہیں۔ کہ اس ذکر کو چھیڑا جائے۔"

لیسلز بولا "صحیح ہے۔ مگر باوجود اس کے سائنس کے اغراض و مقاصد کو ترقی دینے کا تقاضا ہے۔ کہ ..."

لارڈ ایلنگھم قطع کلام کر کے کہنے لگا۔ "مہربانی سے اس ذکر کو جانے دیجئے۔ کوئی اس گفتگو کو سن لیگا تو ..."

اسکے بعد جب سارے حاضرین کی طبیعت پورے طور پر سکون پذیر ہو چکی۔ تو انہوں نے ہیفورڈ کے مستقبل کی نسبت مشورہ کرنا شروع کیا۔ جو کچھ بحث ہوئی۔ اسکا نتیجہ یوں بیان کیا جا سکتا ہے۔ کہ ڈاکٹر لیسلز نے چونکہ ہیفورڈ کو ہر قسم کے خطرات سے باہر قرار دے دیا تھا۔ اس لئے اب وہ کہنے لگا۔ کہ "مجھے اجازت دی جائے۔ میں حصہ ویسٹ اینڈ میں اپنے مریضوں کی حالت دیکھ آؤں۔ وہ میری عدم موجودگی سے مضطرب اور پریشان ہوں گے۔" مسٹر ڈی مڈینا کے متعلق یہ قرار پایا۔ کہ وہ دونوں بیٹیوں کو ساتھ لیکر مکان کو لوٹ جائے اور ڈوور جا کر لارڈ ایلنگھم اور ہیفورڈ کے اس بندرگاہ میں پہنچنے کے وقت تک اُن کی روانگی کے لئے جہاز میں نشستوں کا انتظام کرے۔ اس کی عدم موجودگی میں دونوں بہنیں بھی فرانس کے سفر کی تیاری کریں۔ مسٹر ڈی مڈینا ڈوور سے واپس آکر انہیں ساتھ لے جائے اور پھر تینوں لارڈ ایلنگھم اور ہیفورڈ کے پیچھے پیچھے فرانس کو رخصت ہوں۔ لارڈ ایلنگھم نے اپنے اوپر یہ فرض لیا۔ کہ جب تک روانگی کا وقت آئے۔ میں ہیفورڈ کے پاس ہی ٹھیروں گا۔ جبکہ ہیفورڈ نے

بھی یہی ارادہ ظاہر کیا۔ کہ میں رٹیلائن سٹریٹ والے مکان میں ٹھیرتا ہوں۔ اور اس کے بعد ٹام رین
کیساتھ ہی فرانس اور پھر امریکہ کو چلا جاؤنگا۔ کیونکہ اس غریب لڑکے کو حقیقت میں ٹام رین سے
حا محبت تھی۔ اور رینفورڈ بھی چاہتا تھا۔ کہ میں کسی طرح تنہا اس مقام سے دور چلا جاؤں۔ جہاں
رہ کر وہ طرح طرح کی مصیبتوں اور ترغیبوں میں مبتلا رہ چکا ہے۔

چنانچہ ڈاکٹر لیسیڈ اگلے دن رینفورڈ کی حالت دیکھنے کے لئے آنیکا وعدہ کر کے مکان سے
رخصت ہوا۔ اور اس کے بعد مسٹر ڈی مڈینا بھی دونوں بیٹیوں کو ساتھ لے کر چلا گیا۔ ٹامر نے
اپنے دلدار کو بڑے پُرمحبت طریق پر الوداع کہی۔ اور فیصلہ یہ ہوا۔ کہ اب ان دونوں کی اگلی ملاقات
پیرس ہی میں ہو۔ کمرہ سے باہر جانے سے پیشتر اسفر نے بھی اپنا ہاتھ رینفورڈ کے ہاتھ میں
دیا اور اس نے اُسے ادب کے ساتھ لبوں سے لگایا۔

آخر اس کمرہ میں ارل اور جیکب ہی رینفورڈ کے پاس رہ گئے۔ اور ان سے رینفورڈ نے
چند ہفتے پیشتر اس مکان میں آنیکے وہ واقعات جن سے ہمارے ناظرین بے خبر نہیں۔ مفصل
بیان کئے۔ یہ لکھنا غیر ضروری ہوگا۔ کہ جب وہ اپنی گہری نیند سے بیدار ہوا۔ اس کے خیالات
مجتمع ہوئے۔ اور ٹامر کو سامنے کھڑے دیکھکر اُسے جو حیرت ہوئی تھی وہ رفع ہو چکی۔ تو اس نے
فوراً یہ پہچان لیا۔ کہ میں کس مکان میں ہوں۔ ڈاکٹر لیسیڈ کیجیے وہ عجیب و غریب واقعات
کی اُس قابل یادگار رات کو اسی مکان میں دیکھ چکا تھا۔ اپنا معالج پاکر اُسے فوری خطرہ اور
تعجب کا احساس ہوا تھا۔ مگر اس نے اس بارہ میں کامل خاموشی برقرار رکھی۔ اور یہ ظاہر نہ ہونے
دیا۔ کہ میں اس مقام کو پہچانتا ہوں۔

لیکن اب جب انہیں نسبتاً کم اہمیت کے معاملات پر گفتگو کرنے کا موقع ملا۔ اور وہ حسینہ
جسے وہ ان واقعات کے بیان سے خوفزدہ کرنا نہ چاہتا تھا۔ وہاں سے رخصت ہوگئی۔ تو اس
نے ان واقعات کی ساری تفصیلات بیان کرنا شروع کیا۔ جو شب مذکور کو پیش آئے تھے
یہاں تک کہ اس نے اس خیال کو بھی پوشیدہ نہ رکھا۔ کہ اولڈ ڈیتھ مر چکا ہے۔ اس طرح پر
لارڈ ایکلہم کو معلوم ہوا۔ کہ رینفورڈ کن حالات میں اس تجربہ گاہ میں پہنچا تھا۔ جہاں ڈاکٹر لیسیڈ
نے اُسے کھڑے دیکھا۔ اور اسے اول مرتبہ یہ بات معلوم ہوئی۔ کہ کس طرح میرے سوتیلے بھائی
نے اولڈ ڈیتھ سے اپنا ورثہ معہ سود در سود اور ان کاغذات کے جن میں آنجہانی ارل آف ایکلہم
کے الٹیپا ہیمز سے شادی کرنے کی کیفیت درج تھی حاصل کیا۔ جیکب کو بھی اول مرتبہ اس بات

کا علم ہوا۔ کہ یہی وہ مکان ہے جسمیں اولڈ ڈیتھ اپنے گروہ کو محفوظ رکھتا تھا۔ اور اُسے اُسکی پُراسرار اور فوری گمشدگی کی وجہ بھی معلوم ہوگئی۔

اس کے بعد آرتھر نے اُن سارے واقعات کی کیفیت بیان کی۔ جو ٹام رین کے زمانۂ حراست میں اُسے پیش آئے تھے۔ یعنی کس طرح اُسے چار ہفتے ایک تہ خانہ میں بند رکھا گیا اور کس لئے اس نے وہ مختصر چٹھی لکھی۔ جو رینفورڈ کو جیلخانہ میں ملی۔ اس نے بدرو کے راستے اپنے فرار کی کیفیت بھی بیان کی۔ اور کہا کہ آج صبح میں نے ڈاکٹر ٹیسلز کی زبانی جو باتیں سنیں اُن کی وجہ سے مجھے شبہ پیدا ہوگیا ہے۔ کہ مجھے غالباً اسی مکان کے تہ خانہ میں زیرِ حراست رکھا گیا تھا۔"

لیکن اب ان سارے واقعات کی نسبت کسی قسم کے قیاسات قایم کرنا بے سود تھا اور اہم ترین سوال یہ تھا۔ کہ جب تک رینفورڈ اس مکان میں موجود ہے۔ اُسے غیروں کے داخلہ سے محفوظ رکھا جائے۔

تھوڑی دیر بعد حبیب سمتھ بازار سے کچھ سامان اکل خریدنے گیا۔ رینفورڈ کی طبیعت اب اس قدر بحال ہو چکی تھی۔ کہ اس نے خوب سیر ہو کر کھانا کھایا۔

اس طرح وقت گزرتا گیا اور شام ہوگئی۔ اسوقت ٹام رین نے اُس خاموشی کا خاتمہ کرتے ہوئے جس میں وہ تھوڑی دیر کے لئے اونگھنے بھی لگ گیا تھا کسی تازہ خیال کے زیرِ اثر کہا "آرتھر میرے دل میں ایک عجیب خواہش پیدا ہوئی ہے۔ اُمید ہے تم اسے پورا کرنے سے انکار نہ کروگے"

امیر موصوف نے کہا۔ "وہ ایسی ہی کیا بات ہے؟"

ٹام رین بولا "میں شام کا اخبار دیکھنا چاہتا ہوں۔ یہ تو ظاہر ہے کہ آیندہ میری ذات سے کسی شاہراہ کو خطرناک ہونیکا موقعہ نہ آئے گا۔ اور نہ میں کسی جرم کا مرتکب ہوں گا۔ ایک رہزن کی حیثیت میں میری زندگی کا خاتمہ آج صبح جیلخانہ کی چھت پر ہو چکا۔ اب آپ دوستوں کی مدد سے مجھے جو نئی زندگی حاصل ہوئی ہے۔ وہ اخلاقی اور طبعی دونوں پہلوؤں سے نئی ہوگی۔ آج سے میں اپنا نیا دورِ زندگی شروع کرونگا۔ مگر ایسا کرنے سے پیشتر میں یہ دیکھنا چاہتا ہوں۔ کہ میری گذشتہ زندگی کا خاتمہ کن حالات میں ہوا۔ آخری لمحوں میں میری طرف سے کن جذبات کا اظہار ہوا۔ اور کیا لوگ مجھے بزدل سمجھتے ہیں یا دمِ آخر میں بھی میرا استقلال قائم رہا؟"

ارل نے ایک لمحہ کے لئے تامل کیا۔ اسکے بعد اس نے حبیب سمتھ کو شام کا کوئی اخبار خرید

کرلانے کے لئے بازار کو بھیجدیا جب وہ واپس آیا۔ تو ریفنڈ نے پلنگ پر بیٹھے ہوئے اس میں اپنی پھانسی پانے کی کیفیت خود اپنی آنکھوں سے پڑھی مضمون کا عنوان یہ تھا۔

ٹامس ریفنڈ کو پھانسی

اس کے بعد اس نے کالم وار سارے مضمون کو کیفنڈ بلند آواز سے پڑھا۔ جوں جوں وہ اس کیفیت کو پڑھتا تھا۔ اس کے چہرے پر جوش کی سرخی پھیلتی جارہی تھی مضمون کے چند خاص فقرے اُسے بہت دلچسپ معلوم ہوئے۔ اور انہیں اس نے دلی مسرت سے پڑھا لکھوا تھا۔

جب اُس کے ہاتھ باندھے گئے۔ تو اس نے حیرت خیز دلیری کا اظہار کیا۔۔۔ اس کی چال میں اتنا استقلال موجود تھا۔ گویا اُسے معلوم ہی نہ تھا مجھے مقتل کیطرف لیجا رہے ہیں۔۔۔ جیلخانہ کی چھت پر جاتے وقت وہ زینہ پر اس اندازسے چڑھا۔ کہ چال میں ذرا لڑکھڑاہٹ پیدا نہ ہوئی۔۔۔ پھانسی کے تختہ پر بھی اس نے ایسی ہی بے خوف جرأت کا اظہار کیا۔۔۔ ایک مرتبہ بھی اس کی طرف سے خوف کا اظہار نہ ہوا۔ یہانتک کہ اس وقت بھی نہیں۔ جبکہ جلاد تختہ کو کھینچنے کے لئے نیچے اُترا۔ حالانکہ وہ جانتا تھا۔ اب میری زندگی اور موت کے درمیان صرف ایک ثانیہ کا وقفہ حایل ہے۔۔۔ اس طرح پر اس شخص نے جان دی۔ جس میں اتنی شجاعت اور اولوالعزمی تھی۔ کہ اگر حالات اسے ذوجی ہسیند میں ڈالنے کا موجب ہوتے۔ تو اسکی بہادری کی دھوم مچ جاتی۔

ارل اس ساری کیفیت کو سنکر بڑے جوش کی حالت میں کہنے لگا۔ "بھائی اس دردناک تفصیل کو جانے دو۔"

ٹام ریفن نے اخبار اس کے ہاتھ میں دیدیا۔ وہ خود تکیہ پر لیٹ کر کہنے لگا۔ "آرتھر تم اسے جلادو۔ بس میرا استعجاب رفع ہوگیا۔ اور میں اس کیفیت کو دوبارہ پڑھنا نہیں چاہتا معاف کرنا۔ میری اس حرکت سے تمہیں تکلیف پہنچی۔ بہرحال یہ خیال نہ کرنا کہ میں نے اپنے جذبہ خودپسندی کے زیر اثر اس مضمون کو پڑھا۔ یا اس لئے اسے پڑھ کر خوش ہوا۔ میں دراصل یہ دیکھنا چاہتا تھا۔ کہ اخبار والوں نے مجھ سے غیر منصفانہ سلوک تو نہیں کیا۔ کیونکہ بزدلی سے مجھے حقیقی نفرت ہے۔ تم اسے میری کمزوری سمجھو یا کچھ اور۔ بہرحال میں نہیں چاہتا تھا۔ لوگ میرے دم آخر کی کیفیت کو غلط الفاظ میں پیش کریں۔ لیکن خیر یہ مضمون چونکہ تمہارے لئے رنج دہ ہے۔ اسلئے اسے نظرانداز کردو۔ گفتگو کا رُخ بدلنے کے لئے میں تمہیں وہ تجاویز بتاتا ہوں۔ جو میں نے زمانہ آیندہ کے متعلق سوچی ہیں۔ میں نہیں کہہ سکتا۔ میری یہ خواہشیں

پوری ہونگی یا نہیں ۔ بہرحال میری آرزو یہ ہے ۔ کہ وہ پوری ہوں ۔"

آرتھر نے اخبار کو اس لیمپ کی مدد سے جو میز پر جل رہا تھا ۔ جلا دیا تھا ۔ اس کے جلتے ہوئے کاغذ کو پاؤں سے کچل کر اس نے اپنی کرسی پلنگ کی طرف بڑھائی ۔ اور اپنے سوتیلے بھائی کی گفتگو کو توجہ سے سننے کے لئے آمادہ ہو گیا ۔

جیکب سمتھ بھی آگے کو جھک کر ان لفظوں کو بڑی توجہ سے سننے لگا ۔ جو ریفورڈ کی زبان سے نکلنے کو تھے ۔

ریفورڈ ۔ "لیکن گذشتہ میں دوپہر سے اس سوچ میں ہوں ۔ کہ جو خطائیں مجھ سے میری گذشتہ زندگی میں سرزد ہوئیں ۔ ان کی موجودہ زندگی میں تلافی کرنا میرا پہلا فرض ہے ۔ لیکن میں ایسے لوگوں میں سے نہیں ہوں جو دل سے یہ کہ دنیا میں نیک نامی اور عاقبت میں شفاعت حاصل کرنے کی امید رکھتے ہیں ۔ نہیں میرے خیالات اس سے مختلف ہیں ۔ میرا عقیدہ یہ ہے ۔ کہ ایک نیک کام دس ہزار عبادتوں سے بہتر ہے ۔ اس لئے کہ اسکا فایدہ فوراً ہی بنی نوع انسان کو پہنچتا ہے ۔ اور جو کام خلقت کی بہتری کے لئے کیا جائے ۔ اسے وہ قادر مطلق بھی ضرور پسند کرتا ہے ۔ پس میں یہ سوچ رہا ہوں ۔ کہ جس شخص کو آزادی جیسی نعمت حاصل ہے ۔ وہ کیوں نہ اپنا وقت فرصت ان لوگوں کی تلاش میں صرف کرے ۔ جو غریب اور مصیبت زدہ ہیں اور جو انقلاب زمانہ یا خود اپنی خطاؤں سے ہی قعر ضلالات میں گر چکے ہیں ۔ اگر وہ حالات کے زیر اثر مبتلائے مصیبت ہوں ۔ تو ان کی مدد کرنا ایک قابل تعریف فعل ہے ۔ لیکن ان لوگوں کو راستی پر لانا جو خود گمراہ ہو چکے ہیں ۔ اور بھی زیادہ دل خوش کن ہے ۔ جو شخص گناہ کا راستہ اختیار کر چکا ہے ۔ جو برے کاموں میں پڑ کر جرایم پیشہ بن گیا ہے ۔ اسے اگر دیانتداری سے روزی کمانے پر آمادہ کیا جا سکے ۔ تو اسکے برابر نیک کام اور کیا ہو سکتا ہے ۔"

"کچھ شک نہیں ۔ آپکا خیال نہایت مبارک ہے ۔" جیکب سمتھ نے کہا ۔ اور اسکے ساتھ ہی اسے اپنی انقلاب آمیز زندگی کے سارے حالات یاد آ گئے ۔

ریفورڈ سلسلہ کلام کو جاری رکھ کر کہنے لگا ۔ "میں یہ بھی سوچ رہا ہوں خصوصاً اس وقت سے جبکہ میں نے اس نیک نہاد لڑکے کی سرگذشت سنی ہے ۔ جو محض حالات کے زیر اثر بدی پر راغب ہوا ۔ اور جس نے باوجود ہر قسم کی سختی ۔ افلاس اور مصیبت کے اپنی توبہ کو برقرار رکھا ۔ کہ سوسائٹی نے جو سخت طریقے ان لوگوں کی اصلاح کے لئے اختیار کر رکھے ہیں جنہیں وہ

گمراہ اور مجرم سمجھتی ہے۔ وہ کس قدر غلط ہیں۔ حامی اصلاح شخص یہ نہیں چاہتا۔ کہ مجرموں کی اصلاح انہیں جیلخانہ میں داخل کر کے کرے۔ کیونکہ وہ جانتا ہے یہ کوشش بے سود ہوگی۔ پھر سوال یہ ہے کہ اسکے کام کا آغاز کہاں ہو؟ اسکے متعلق میں یہ خیال کرتا ہوں۔ کہ کوئی شخص اس زندگی پر جو خلاف طریق فطرت ہو۔ عرصۂ دراز تک بخوشی کاربند نہیں رہ سکتا۔ دغا، فریب، جرم اور ریاکاری کی زندگی طبیعت میں ایک طرح کا جوش پیدا کر دیتی ہے۔ جو عموماً عارضی ثابت ہوتا ہے۔ اور وہ لوگ جو ان راستوں پر چلتے ہیں۔ اکثر حالتوں میں تھوڑا ہی عرصہ بعد اس بات کے خواہاں ہو جاتے ہیں۔ کہ ہم کوئی ایسا طریق زندگی اختیار کریں۔ جس میں ہر وقت خطرات کا سامنا نہ ہو۔ معاملہ کے اخلاقی پہلو کو جانے دیجئے۔ امر واقعہ یہ ہے کہ نوے فیصدی ویسے لوگ جو سب سے زیادہ مغلظات بکتے آوارہ نظر آتے اور جرم کی راہ پر چلتے ہیں۔ جن کے ضمیر پر اس قدر خوف سمایا ہوتا ہے۔ کہ انہیں ہر جگہ سایہ میں پولیس کے آدمی کھڑے نظر آتے ہیں۔ اگر کوئی شخص ان کا حامی کار ہو۔ تو خوشی سے ایسی زندگی کو ترک کرنے پر آمادہ ہو سکتے ہیں۔ میں اپنا مطلب واضح کرنے کے لئے ایک مثال پیش کرتا ہوں۔ عام طور پر آئرلینڈ والوں کی بہت مذمت کی جاتی ہے اور لوگ کہتے ہیں۔ انہیں اپنے پھٹے ہوئے کپڑوں اور افلاس ہی میں مزا آتا ہے۔ اور اگر ان پر تہذیب بخش اثرات ڈالے جائیں تو بے سود ثابت ہوتے ہیں۔ مگر انگلستان میں جو آئرش مزدور موجود ہیں۔ ان کی حالت کو دیکھو۔ انہیں کافی کام ملتا ہے۔ معقول اُجرت دی جاتی ہے۔ اور وہ سیاسی جوش و خروش کی زندگی سے دور رہتے ہیں۔ پھر کیا ایسے لوگ کم محنت کرنے والے ہیں؟ کیا اُن میں کاہلی کا وجود نظر آتا ہے؟ کیا اُن کو چیتھڑوں اور افلاس میں لطف حاصل ہوتا ہے؟ بالکل نہیں۔ اسی طرح سمجھ لو۔ کہ مجرم بہ حیثیت مجموعی جرائم۔ بدبختیوں اور ہر وقت کے خطرات کا مقابلہ کرنے کے شایق نہیں۔ اگر کسی چور یا نقب زن کو ان حالات اور اثرات سے دور کر دیا جائے۔ جن کی اُلجھن سے وہ خود نجات حاصل نہیں کر سکتا۔ اگر اس کی معاشرت کا بہتر انتظام کر دیا جائے۔ اور اس کے لئے ایسے حالات مہیا کئے جائیں۔ کہ وہ اپنی نیک چلنی کو بحال کرے۔ تو نوے فیصدی حالتوں میں اس کا اصلاح پذیر ہونا ممکنات سے ہے اس میں شک نہیں کہ ہر قاعدہ میں مستثنیات ہوتے ہیں۔ لیکن جو کیفیتیں میں نے دیکھی اور سنی ہیں۔ ان کی بنا پر کہہ سکتا ہوں۔ کہ جو کچھ میں نے بیان کیا۔ وہ قاعدہ ہے مستثنےٰ نہیں ان باتوں کو پیش نظر رکھ کر میں پھر اسی خیال کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ جو سب سے پہلے میں نے

ظاہر کیا تھا۔ یعنی یہ کہ اگر کوئی شخص نہ صرف دیانتدار غریب لوگوں کے مکانوں پر جائے۔ بلکہ مجرموں گنہگاروں اور خطاواروں سے بھی ملے۔ یہاں تک کہ قیدیوں سے اُن کے جیلخانوں میں ملاقات کرے۔ تو وہ بہت کچھ بہتری پیدا کر سکتا ہے۔ تمہیں میری زبانی یہ باتیں سنکر تعجب تو ضرور ہو گا۔۔"

لارڈ ایلنگھم غیر معمولی خوشی کے لہجہ میں کہنے لگا "بھائی میں تمہارے ان خیالات کو سُن کر بہت خوش ہوا ہوں۔ اور جسقدر دلیلیں تم نے پیش کی ہیں۔ اُن کی قدر کرتا ہوں۔ میں خود محسوس کرتا ہوں۔ کہ ہمارے قوانین میں اصلاحی عنصر کم ہے۔ اور سزا کا حصہ غالب۔ لیکن یہ ہمارے قانون سازوں کا فرض ہے۔ کہ وہ مجرم کو سزا دہی کے ذریعہ جرم کی زندگی پر اور زیادہ آمادہ کرنے کی بجائے اس کی اصلاح کا کوئی انتظام کریں۔ اور ایسے طریقے سوچیں۔ جن سے جرم کا وجود دنیا سے نا پید ہو جائے۔"

طامس رین خوش ہو کر بولا "پیارے بھائی تمہاری زبان سے اپنے خیالات کی تصدیق اور تائید سنکر مجھے بہت خوشی حاصل ہوئی ہے۔ کیا تم خود انگلستان کے قانون ساز نہیں ہو۔ ایک امیر ابن امیر کی حیثیت میں قانون سازی تمہارے ورثہ میں شامل ہے۔ اور تم پر لازم ہے۔ کہ ملک کے لئے اپنے فرض کو اچھی طرح پورا کرو۔ میں یقین کرتا ہوں۔ کہ اگر تم اپنی ذہانت۔ قابلیت اور محنت سے اس سوال پر توجہ دو۔ تو تمہارا نام دنیا میں اتنا مشہور ہو جائے گا۔ کہ لوگ تا ابد اسے تعریف اور پرستش کی نظر سے دیکھا کریں گے۔"

آنھر سنجیدگی کے لہجہ میں کہنے لگا "طامس اطمینان رکھیو۔ تمہارے یہ الفاظ بیکار ثابت نہ ہونگے۔"

ریفورڈ ارل کی طرف پر معنی نظر ڈال کر کہنے لگا "میں ایک غریب آدمی ہوں۔ اور ہمیشہ اسی طرح غریب اور گمنام رہنا چاہتا ہوں۔ لیکن میں نے اس بات کا مصمم ارادہ کر لیا ہے۔ کہ دنیا کے کسی اور حصہ میں جا کر میں اپنی گذشتہ خطاؤں سے توبہ کرنے کے ثبوت میں اس معاملہ میں حتی الامکان کوشش کرونگا۔ اگر میں امریکہ میں بہ حفاظت پہنچ گیا۔ تو اپنی ان تجاویز کو وہاں کسی حد تک عملی صورت میں لانے کی کوشش کرونگا۔ مجھے یقین ہے کہ مجھے اپنی امید میں بڑی حد تک کامیابی حاصل ہوگی[1]۔"

---

[1] مسٹر رینالڈز نے مسٹر مالڈ کی کتاب "افلاس۔ گداگری اور جرم" کے شروع میں ایک دلچسپ مقدمہ لکھا ہے جس میں منجملہ اور باتوں کے حسب ذیل فقرات بھی درج ہیں:۔

یہ بات عام طور پر تسلیم کی جاتی ہے۔ کہ غیر تعلیم یافتہ طبقہ میں ذہن انسانی نیکی کی بجائے بدی کی طرف بآسانی راغب ہو جاتا ہے۔ ان حالات میں یہ اندازہ کرنا مشکل نہیں۔ کہ ہر قسم کے اثرات کے دائرہ سے خارج

جیکب سمتھ کی طبیعت بھی اس شخص کے جوش قلبی سے جو خود کسی زمانہ میں ایک قانون شکن رہزن تھا۔ مگر جس کے خیالات ہمیشہ بلند تھے۔ اور جس نے اب حالات کے زیر اثر اپنی گذشتہ خطاؤں کی تلافی کا وہ طریقہ جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔ اختیار کرنے کا فیصلہ کر لیا تھا۔ متاثر ہو گئی۔ چنانچہ وہ کہنے لگا۔ "اس میں شک کی گنجایش نہیں۔"

(بقیہ حاشیہ صفحہ ۶۰۶) قاتل سے لیکر اس آوارہ مزاج ملازم تک جو اپنے آقا کی عدم موجودگی میں جو کچھ نقدی ہاتھ لگے لے اڑتا ہے۔ ہر طبقہ کے جاہل مجرم برے خیالات اور جرایم کی کسقدر اشاعت کرتے ہیں۔ ان کے اس رجحان میں رکاوٹ پیدا نہیں ہوتی۔ کیونکہ ان میں اکثر بیکار۔ اور اخلاقی تعلیم سے بے بہرہ ہوتے ہیں۔ کاہل طبقہ کے لوگ یا جرم کے دور زندگی کے مبتدی خواہ وہ بالغ ہوں یا نو عمر بڑے شوق سے ان معرکوں کی کیفیت سنتے ہیں جنہیں ان کے روبرو عمر رسیدہ یا پختہ کار مجرم بیان کرتے ہیں۔ اسکے علاوہ اگر چند مجرم مل کر ایک دوسرے سے اپنے کاموں کی نسبت گفتگو ہو یا ایک دوسرے کو کسی معاملہ پر ہدایات دے۔ یا کوئی نئی تجویز اس قسم کی بتائے۔ کہ زمانہ حراست کے بعد تم نے فلاں کام شروع کرنا۔ تو ایسی گفتگو کا معصوم دلوں پر برا اثر پیدا ہونا قدرتی امر ہے۔ نیکی گناہ کی تعلیم کا زیادہ عرصہ تک مقابلہ نہیں کر سکتی۔ اس کے علاوہ ان کیفیتوں میں پر لطف زندگی کے ایسے دل خوش کن مناظر پیش کئے جاتے ہیں۔ اور نا قابل اصلاح مجرم معصوم طبیعتوں کو یہاں تک اکساتے ہیں۔ کہ وہ بہت جلد ان کی تقلید پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ چونکہ جاہل طبقہ میں غذائی تعلیم عنقا ہے۔ اسلئے ایسے لوگوں کی طبیعتیں استقلال کے جوہر سے عموماً خالی ہوتی ہیں۔ ان کے لئے جرم کا آغاز کرنا ایک سہل امر ہے۔ اور ایک دفعہ جیلخانہ کی صحبت میں ان کا جرم کی زندگی میں بہت جلد آگے قدم بڑھائے جانا ایک معمولی بات ہے۔ یہی اثر موجودہ انتظامات کا ہے۔ اور ان کی موجودگی میں کسی مجرم کا اصلاح پذیر ہونا آسان نہیں

کچھ عرصہ پیشتر ایک کتاب "جیمز ہارڈی واز کی خود نوشت سوانح عمری" کے نام سے چھپی تھی جسکے مضمون سے پایا جاتا ہے کہ کسطرح لوگ خطرناک جرائم کی تعلیم جیلخانوں میں حاصل کرتے ہیں۔

واز باانتظام طریق پر جوہریوں کی دوکانوں میں چوری کرتا تھا۔ اور کوئی قابل ذکر جوہری اس کے وار سے نہ بچا۔ آخر کار اسے ایک سونے کی بنی ہوئی ہاس کی ڈبیہ کی چوری میں گرفتار کر کے جیلخانہ نیوگیٹ میں بھیج دیا گیا۔ یہاں پر اسکی دو بھائیوں سے ملاقات ہوئی۔ جو اس پیشہ سے تعلق رکھتے تھے۔ اور انہیں بھی چوری جرم پر ہی وہاں بھیجا گیا تھا۔ واز کو ان کی گفتگو سے معلوم ہوا۔ کہ ابھی کئی دوکانیں ہیں جو ان کی نظر سے بچ گئیں۔ وجہ یہ تھی۔ کہ یا تو وہ دوکاندار اپنی چیزیں سجا کر نہ رکھتے تھے۔ یا ان کی دوکانیں ایسی گلیوں میں واقع تھیں۔ جہاں کسی کو ان کا خیال نہیں ہو سکتا۔ واز خود لکھتا ہے۔ "کہ اگرچہ مجھے رہائی کی بہت کم امید تھی تاہم ہمارے درمیان یہ فیصلہ ہو گیا۔ کہ اگر میں رہا ہو گیا۔ تو میں ضرور ان جوہریوں کی دوکانوں میں جاؤنگا انہوں نے اپنے دوستوں سے وعدہ کیا۔ کہ انہوں نے مجھے جو مفید واقفیت بہم پہنچائی ہے۔ اسکا معاوضہ ضرور ادا کروں گا۔" چنانچہ اسے بازار پکاڈلی کے ایک جوہری مسٹر بیلچر کا پتہ دیا گیا۔ یہ شخص جیلخانہ سے رہا ہو۔ تو اس نے ان دوکانوں کو لوٹا۔ جو اسے بتائی گئی تھیں۔ اور حسب وعدہ ان دونوں بھائیوں کو جیلخانہ میں ان کا معاوضہ پہنچا دیا ۱۲

لارڈ ایلنگھم نے کہا۔ "مفلسی سارے جرائم کا ماخذ ہے۔ لیکن بہت سے لوگ صرف اپنی کاہلی کی وجہ سے غریب رہتے ہیں۔ ایسے شخصوں کی اصلاح کس طرح ہو سکتی ہے۔ میرے نزدیک اس کا جواب یہ ہوگا۔ کہ انہیں تعلیم دے کر صنعت و حرفت کی قدر و قیمت سے واقف کیا جائے۔ اس صورت میں وہ دوسروں کی امداد سے مستغنی ہو جائیں گے۔ اگر کسی بچہ سے کوئی خطا سرزد ہو تو لوگ کہہ دیا کرتے ہیں وہ ناواقف تھا۔ مگر سچ پوچھو تو جاہل طبقہ کے لوگ بھی صحیح اور غلط اصول سے اسی قدر بے خبر ہیں۔ جیسے کوئی نوعمر بچہ۔ اس لئے ضروری ہے۔ کہ عوام کو نہ صرف مذہبی بلکہ دنیاوی[لہ] تعلیم کے زیور سے آراستہ کیا جائے۔"

لہ مسٹر برینڈن نے اسی دیباچہ میں جس کا ذکر اوپر کیا گیا ہے۔ یہ بھی لکھا ہے۔ کہ افلاس جرم کے سب سے بڑے اسباب میں سے ایک ہے۔ اس سے چھوٹے بڑے درجے کے جرائم کا آغاز ہوتا ہے۔ خصوصاً ان حالتوں میں کہ انسان کا کنبہ بہت بڑا اور روز افزوں ہو۔ اور وہ اس کی ضروریات کو پورا نہ کر سکے۔ لیکن بعض لوگ ایسے بھی ہیں جو فطرتاً کاہل اور محنت مزدوری سے متنفر رہتے ہیں۔ ایسے آدمی زیادہ سے زیادہ اسی قدر محنت کرتے ہیں جس سے ان کا پیٹ بھر جائے۔ باقی اخراجات کے لئے وہ جرائم پر آمادہ ہو جاتے ہیں۔ اور اس میں انہیں شراب نوشی کے تباہ کن اثرات سے بہت مدد ملتی ہے۔ ایسے شخصوں کے لئے ایک وقت ایسا بھی آتا ہے کہ کاروبار کی کمی یا شخصی کمزوری یا بیماری کی وجہ سے ملازمت نہیں ملتی۔ ایسے موقعوں پر جب شخص مذکور کو فاقہ کشی کا سامنا ہو۔ شراب میسر نہ آسکے۔ اور اس گھر سے بھی جواب ملے جہاں وہ اب تک عزت کی زندگی بسر کرتا رہا تھا تو اس پر نیم دیوانگی کی سی حالت طاری ہو جاتی ہے۔ ایسے موقعوں پر اسکے پرانے صحبتی اسے طرح طرح کے برے مشورے دیتے ہیں۔ نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ وہ ترغیب میں آکر برائیوں پر آمادہ ہو جاتا ہے۔ بعض لوگ ایسے بھی ہیں۔ جو ہر قسم کی مشکلات میں جد و جہد کو ہاتھ سے نہیں دیتے۔ ایسے شخصوں کو بڑی مشکل سے اتنی ملازمت میسر آتی ہے۔ کہ اس کے باوجود وہ فاقہ کشی کو دور نہیں کر سکتے۔ پھر جب وہ اپنے بیوی بچوں کو جنہیں وہ جان سے بھی عزیز سمجھتے ہیں۔ نیم گرسنہ حالت میں دیکھتے ہیں۔ تو اگر وہ بلکتے ہوئے بچوں کا پیٹ بھرنے کے لئے کہیں سے کھانے کی کوئی چیز چرا لائیں۔ تو اس میں تعجب کی کیا بات ہے؟ یہ یاد رہے کہ پدرانہ محبت کا جذبہ بہت زبردست ہوتا ہے۔ جو کام انسان اپنے لئے کرنا منظور نہیں کرتا۔ بچوں کی خاطر کر گذرتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ باوجود اچھے خیالات رکھنے کے بھی لوگ حالات کے زیر اثر اولاد کی خاطر چوری کرتے ہیں۔ قانون ایسے شخصوں کو اس جیلخانہ میں بھیجتا ہے۔ جہاں طرح طرح کے بدمعاش۔ آوارہ اور جرائم پیشہ لوگ جمع رہتے ہیں۔ وہی لوگ اب ان کے معلم بنتے ہیں۔ ایک جرم کے بعد دوسرا شروع ہوتا ہے۔ اور یہ سلسلہ یہاں تک ترقی کر جاتا ہے۔ کہ وہ شخص جو کبھی جرم کے نام سے خوف کھاتا تھا۔ پیشہ ور مجرم ہو جاتا ہے۔ ایسے شخصوں کو جیل میں بھی پیشہ ور لوگوں سے جدا رکھا جاتا۔ تو یقیناً ان کی حالت اصلاح پذیر ہو جاتی۔

اس جگہ یہ امر بھی قابل ذکر ہے۔ کہ کم سنی کی شادی افلاس کو بہت مدد دیتی ہے۔ اور یہی خرابی مزدور پیشہ لوگوں میں غیر معمولی طور پر بڑھی ہوئی دیکھی جاتی ہے۔ ایسے لوگ جلد ہی اتنا کنبہ بڑھا لیتے ہیں جس کی وہ پرورش نہیں کر سکتے۔ ڈاکٹر گریوال نے ایک نہایت عجیب جدول تیار کیا تھا جس سے معلوم ہوتا

ہیفورڈ کہنے لگا " یہ فرض تمہارا ہے - کہ ان عظیم اور دلچسپ مسایل کو انگلستان کی پارلیمنٹ میں پیش کرو - مجھے یقین ہے کہ اس کے لئے آیندہ نسلیں تمہارے نام کی عزت کرتی رہینگی "

آرتھر نے کہا " میں سمجھتا ہوں - اس کام کا اثر کتنا دلفریب ہوگا - لیکن اطمینان رکھو - میں نے اس بارہ میں جو تجویز سوچی ہے - اُسے میں کسی ذاتی شہرت کی خاطر اختیار کرنے کا ارادہ نہیں رکھتا - مگر پیارے ٹامس میرے خیال میں یہ طویل بحث تمہارے لئے جو پہلے ہی بہت کمزور ہو مضر ثابت ہوگی - اس لئے ہمیں سردست اس مضمون کو نظرانداز کرنا چاہیئے - رات بہت جا چکی ہے تم اب آرام کرو - میں اور جیکب تمہاری نگرانی کے لئے اس کمرہ میں رہینگے "

ہیفورڈ نے اپنے بھائی کا ہاتھ دبایا - اور اطمینان سے لیٹ گیا - قریباً دس منٹ کے عرصہ میں وہ بے خبر ہو کر سو گیا تھا -

ارل آف ایلنگھم پلنگ کے سرہانے بیٹھا اور جیکب پائنتی کے قریب ایک سٹول پر - دونوں بالکل خاموش تھے -

ارل نے گھڑی نکال کر دیکھی تو معلوم ہوا ساڑھے دس بج چکے ہیں - میز پر لیمپ جل رہا تھا یکایک کسی کے پاؤں کی بھاری چاپ اس طرح سنائی دی - گویا کوئی زمین دوز زینہ پر چڑھ رہا ہو -

لارڈ ایلنگھم نے اس آواز کو سن کر ہونٹوں پر انگلی رکھی جس سے مطلب یہ تھا - کہ جیکب سمجھ بالکل خاموش رہے - اور اس نے لیمپ کو بھی گل کر دیا - اس کے لمحہ بھر بعد ایسی آواز آئی - گویا کوئی شخص نیچے سے چور دروازہ کو کھولنے کی کوشش کر رہا ہے - آرتھر اس میں کچھ مانع ہونا نہ چاہتا تھا - اس نے سوچا کہ اگر اُس شخص یا اُن اشخاص کو جو اندر آنا چاہتے ہیں اس راستہ سے روکا گیا - تو وہ صدر دروازہ کی راہ سے داخل ہونے کی کوشش کرینگے - پس اس نے یہی بہتر سمجھا - کہ جو شخص مکان میں داخل ہو کر میری تجاویز میں مانع ہونا چاہتا ہے اُسے اسی مکان کے اندر محصور کرنے کی کوشش کی جائے - یہ فیصلہ اس دوراندیش اور بہادر امیر نے ایک لمحہ میں کر لیا -

سننے میں چور دروازہ کے بڑی آہستگی سے کھلنے کی آواز سنائی دی - اور ... شخص

[illegible] حاشیہ ... مزدور پیشہ لوگ عام طور پر کم عمری میں شادی کرتے ہیں - یہ اعداد [illegible] زچگی کی بنا پر مرتب کئے گئے ہیں - اکثر شہروں میں طبقہ عورتوں کا وضع ہوتا تھا - ان اعداد [illegible] ہے - کہ خبر [illegible] حد تک بڑھی ہوئی ہے ۱۲

جو پیچھے سے چڑھ رہا تھا۔ اپنا بازو باہر نکال کر اس قالین کو جو اوپر بچھا ہوا تھا۔ پرے ہٹایا۔ اسکے ساتھ ہی چور دروازہ سے روشنی نمودار ہوئی۔ کیونکہ آنے والے کے ہاتھ میں ایک لمپ تھا

آرتھر اور جیکب سمتھ دونوں بالکل خاموش بیٹھے رہے۔ اول الذکر اس آنے والی آزمایش کے لئے ہر طرح تیار اور مستقل مزاج تھا۔ اور آخر الذکر رنیفورڈ کی خاطر کسی طرح کے اندیشے دل میں لئے شش و پنج کی حالت میں تھا رنیفورڈ جیسا کہ اوپر بیان کیا ہے۔ بے خبری کی حالت میں سو رہا تھا۔

آنے والے نے تقریباً ایک منٹ کے عرصہ میں قالین کو چور دروازہ سے پرے ہٹایا اسکے بعد لمپ کو بائیں ہاتھ میں لئے اس نے نیم باز چور دروازہ کو اپنے سر اور شانوں سے اوپر کو اٹھائے رکھا۔ اور اپنا دایاں ہاتھ باہر نکال کر اوپر کو نکلنے لگا۔ اب لارڈ ایلنگھم کو اطمینان ہو گیا تھا۔ کہ آنے والا صرف ایک ہی شخص ہے۔

جس وقت وہ چور دروازہ سے باہر نکلا۔ تو لارڈ ایلنگھم نے لمپ اس کے ہاتھ سے گرا دیا۔ اور اس کے گریبان کو مضبوط پکڑ کر کہنے لگا۔ "خاموش! ورنہ جان سے مار دونگا"

شخص مذکور کے منہ سے کراہنے کی سی آواز نکلی۔ اسکے سوا اس نے اور کچھ نہ کہا۔

اس کے بعد خیال کی تیزی کے ساتھ ایسی طاقت سے کام لیا جس سے خود ارل کو حیرت ہوتی تھی۔ وہ اسے کھینچتا ہوا ایک طرف کو لے چلا۔

لمپ گل ہو جانے کی وجہ سے سارے واقعات بالکل تاریکی میں ہوئے تھے۔ آرتھر بڑی پھرتی اور استقلال کے ساتھ شخص مذکور کو کھینچتا ہوا تجربہ گاہ کی طرف چلا۔ اور اس سے ابھی سرگوشت بھٹکے ایسی اس نے آواز دی "جیکب لمپ جلا کر ادھر لے آؤ"

"جیکب!" پریشان حال نووارد نے حیرت زدہ ہو کر کہا "جیکب!"

ارل چلا کر کہنے لگا "چپ! ایسا معلوم ہوتا ہے تم پر تو قدرتاً بھٹکتی ہے۔ ابتہ اگر تمہارا ارادہ ضرر پہنچانیکا نہیں ہے۔ تو اطمینان رکھو۔ تمہارے لئے بھی کسی طرح کا خطرہ نہیں"

یہ الفاظ اس کے منہ سے نکلے ہی تھے۔ کہ جیکب سمتھ لمپ روشن کر کے تجربہ گاہ میں داخل ہوا۔ اس نے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر دیا۔ کیونکہ وہ اچھی طرح سمجھتا تھا۔ کہ ارل کا اس شخص کو تاریکی میں اس کمرہ سے ہٹا لانے کا جس میں رنیفورڈ سویا ہوا تھا۔ کیا مطلب ہے

لیکن جونہی لمپ کی روشنی اس شخص کے چہرہ پر پڑی۔ جو فرش زمین پہ لارڈ ایلنگھم کی

مضبوط گرفت میں کسیقدر ڈھیلا اور کسیقدر بیٹھا ہوا تھا۔ جیکب کے منہ سے مارے دہشت کے خوفناک چیخ نکلی۔ اور اس نے چلا کر کہا کون! او لڈ ڈیتھ!!"

اس کے ساتھ ہی وہ لڑکھڑا کر دروازہ کے ساتھ لگ گیا۔

اسی اضطراب میں لیمپ بھی اس کے ہاتھ سے گر کر گل ہو گیا۔

باب ۵۹ اقرار محبت

اس اثنا میں مسٹر ڈی مڈینا اپنے مکان پر اپنی دونوں بیٹیوں اور ننھے چارلی واٹر کی صحبت میں سہ پہر کا وقت بڑی خوشی سے بسر کر چکا تھا۔

ٹامر نے اپنے والد اور بہن کو رینفورڈ کے اس حسن سلوک سے آگاہ کر دیا تھا۔ جو اس نے اس بچے کے ساتھ کیا۔ چنانچہ مسٹر ڈی مڈینا نے فوراً ہی نوکر بھیج کر اسے اس مکان سے منگوا لیا۔ جسے ٹامر نے حال ہی میں حصہ شہر میں کرایہ پر لیا تھا۔

ٹام رین نے چارلی کے ساتھ جو فیاضانہ سلوک کیا تھا۔ اس کی کیفیت سن کر مسٹر ڈی مڈینا پر بہت اثر ہوا۔ اس سے پہلے کبھی اس نے جو حالات سنے تھے۔ ان سے اسے یقین ہو گیا تھا۔ کہ ٹام رین لاکھ برا ہو۔ بہر حال اس میں بہت سی نیک صفات بھی موجود ہیں اور فیاضی کا عنصر تو اس میں قابل رشک حد تک پایا جاتا ہے۔

چارلی اب تک اس بارہ میں بالکل لاعلم تھا۔ کہ وہ جسے یہ باپ کے پیارے نام سے مخاطب کیا کرتا تھا۔ اتنے دن مکان سے کیوں غائب رہا۔ وہ اتنا کم عمر تھا۔ کہ اس کے دل میں کسی طرح کا اندیشہ پیدا ہونا غیر ممکن سمجھا جا سکتا ہے۔ اس لئے ٹامر کے روبرو رینفورڈ کے موجود نہ ہونے کے متعلق جو عذرات پیش کرتی رہی۔ وہ انہیں کو اپنی معصومیت سے قابل یقین سمجھتا رہا۔ اگرچہ وہ بھی رینفورڈ کی واپسی کے لئے بہت بے چین تھا۔ کئی بار جب وہ ٹامر کو روتے ہوئے دیکھتا تھا۔ تو اسے تسلی دینے کی کوشش کرتا۔ اور اپنی باہیں اس کی گردن میں ڈال کر خود بھی رونے لگ جاتا۔ مگر ٹامر کو اتنا حوصلہ کبھی نہ ہوا۔ کہ وہ اس بچہ کے روبرو اپنے دلی رنج کا اظہار کرے۔ یہاں تک کہ اس خوفناک صبح کو جب ٹام رین کو پھانسی پر لٹکایا گیا۔ اگرچہ ٹامر نے بوجہ رنج وغم سے مڈھال تھی۔ خود سیاہ ماتمی پوشاک پہن لی تھی۔ مگر اس سے یہ نہ ہو سکا۔ کہ چارلی کے

ننھے سے بدن سے اگلے کپڑے اتار کر اسے بھی ماتمی لباس پہنائی۔ اس نے اسکے سیاہ کپڑوں کو اٹھا کر پرے پھینک دیا۔ کیونکہ اسکی اس میں جرأت نہ تھی۔ کہ وہ اس خوفناک صدمہ کی جو اسے اس روز برداشت کرنا پڑا اپنے سامنے ایک زندہ یادگار قایم کرے۔

لیکن اب جبکہ ٹامر اپنے والد کے مکان پر پہنچ گئی۔ تو ہر ایک کے دل میں غیر معمولی خوشی پیدا ہو رہی تھی۔ اس روز مسٹر ڈی مڈینا کے دسترخوان پر جتنے آدمی جمع ہوئے سب کے سب دل خوشی سے معمور تھے۔ وہ بیٹی بھی جس کی خطا معاف کر دی گئی تھی۔ دسترخوان میں شریک تھی۔ چارلی واٹس کو بھی کئی دنوں کے بعد اپنی ماں کے لبوں پر مسکراہٹ نظر آئی تھی۔ اور اسے یہ سن کر بہت خوشی ہوئی۔ کہ ابا چند دن میں ہم سے آملیں گے۔ اس کے معصوم چہرہ پر جو تبسم نمودار ہوا۔ اس کا نظارہ بہت راحت بخش تھا۔

اس خیال سے کہ گفتگو بے تکلف ہو سکے۔ نوکروں کو ان کے اپنے کمرہ میں رخصت کر دیا گیا تھا۔ خود مسٹر ڈی مڈینا کو وہ خوشی محسوس ہو رہی تھی۔ جو عفو کی رعایت سے کام لینے والوں کو ہی محسوس ہو سکتی ہے۔ ٹامر کو اپنی گذشتہ خطائیں معاف ہونے پر اور سب سے زیادہ ٹامس ہیفورڈ کے زندہ ہو جانے پر غیر معمولی خوشی تھی۔

حسین ملنسار اور فیاض استھر بھی کچھ کم خوش نہ تھی۔ آج مدت کے بعد اس کے چہرہ پر بھی تبسم اور خوشی نمودار ہوئی۔ جو اس زمانہ میں اس سے مخصوص تھی۔ جب دونوں بہنوں میں ٹامر کے فعل بے جا کی وجہ سے جدائی نہ ہوئی تھی۔ اسی شام کو مسٹر ڈی مڈینا سابق انتظامات کے مطابق اپنی دونوں بیٹیوں اور ننھے چارل کو الوداع کہہ کر اپنی خاص گاڑی میں ڈوور کو روانہ ہو گیا۔

رات کو جب دونوں بہنیں آرام کے لئے اپنے کمرہ میں گئیں۔ تو استھر کے کمرہ میں جہاں یہ دونوں مقیم تھیں اور جہاں استھر نے ٹامر کو موسیقی کی کتابیں اور وہ تصاویر جنہیں اس نے احتیاط سے سنبھال کر رکھا ہوا تھا دکھائیں تو ایک نہایت مؤثر نظارہ دیکھنے میں آیا۔

ٹامر نے خوشی اور اظہار شکریہ کے طور پر روتے ہوئے اپنی باہیں استھر کے گلے میں ڈال دیں۔ اور دونوں بہنیں سچی محبت کے جوش سے ایک دوسرے سے بغلگیر ہوئیں۔ ٹامر سچے دل سے کہنے لگی "پیاری استھر تمہاری اس غیر معمولی محبت کا شکریہ ادا کرنا میرے اختیار سے باہر ہے۔ تم ہی بتاؤ میں اسکا شکریہ کس طرح ادا کر سکتی ہوں؟"

استھر کہنے لگی "جب تم مجھ سے دور ہوگی۔ تو مجھے بھول نہ جانا بس یہی شکریہ کافی ہے۔" یہ

کہتے ہوئے استھر کی آنکھوں سے آنسوؤں کے قطرے گرنے لگے۔ کیونکہ اُسے خیال آیا۔ ہم عنقریب ایک دوسرے سے جدا ہونیوالی ہیں۔ نامعلوم پھر کب ملاقات ہو۔ اور ملاقات کا کوئی موقعہ ملے بھی یا نہ۔

بڑی بہن نے جو اپنے ریشم کی طرح نرم سیاہ بالوں کو لپیٹنے سے پہلے درست کر رہی تھی۔ کہا۔ "استھر تمہاری یاد ہر وقت، سینہ میں رہے گی۔ اور میں ایک لمحہ کے لئے بھی تمہیں فراموش نہ کرونگی کیونکہ تم نے میرے لئے ایسی محبت کا اظہار کیا ہے۔ جو بہت کم دیکھنے میں آتی ہے۔ اور میری خاطر تکالیف بھی کچھ کم برداشت نہیں کیں۔"

دونوں بہنوں نے یہ انتظام کیا تھا۔ کہ چارلی کو پاس کے کمرہ میں سلا دیا جائے۔ اور یہ دونوں چونکہ بہت سی باتیں کرنا چاہتی تھیں۔ اس لئے انہوں نے ایک ہی جگہ آرام کرنے کا فیصلہ کیا تھا۔ گو اس خیال سے کہ چارلی بیدار نہ ہو جائے۔ بیچ کا دروازہ کھلا رہنے دیا گیا۔

استھر کپڑے اتارتے ہوئے یکایک رُک کر کہنے لگی۔ "بہن یہ فیصلہ ہو چکا ہے۔ کہ زمانہ ماضی کو بالکل بھلا دیا جائے۔ زمانہ گذشتہ پر نظر ڈالنے سے انسان کو اس صورت میں تسکین حاصل ہوتی ہے۔ کہ آسے مستقبل کی کوئی امید نہ ہو۔ لیکن تمہارے لئے ابھی بہت اُمید ہے ..."

استھر نے "تمہارے لئے" کے لفظ پر جو زور دیا۔ اس سے ٹامر چونکی۔ اور غور سے اپنی بہن کے چہرہ کو دیکھنے لگی۔ کیونکہ اس سے پہلے بھی اس نے محسوس کیا تھا۔ کہ استھر کے لہجہ میں افسردگی کی جھلک پائی جاتی ہے۔

چنانچہ ٹامر کہنے لگی "بہن بے شک میرے لئے۔ اور اس کے لئے بھی جس سے مجھے بے حد محبت ہے۔ ہر طرح کی امید ہے۔ لیکن کیا بات ہے تم نے امید کا لفظ ایسے انداز سے کہا گویا وہ فقط میرے لئے ہو۔ اور تمہارے لئے اس کا وجود باقی نہ ہو۔ دیکھو استھر مجھ سے پردہ داری نہ ہونی چاہئیے۔ تم جانتی ہو۔ اپنے خطوط میں جو میں تمہیں بارہا لکھتی رہی ہوں۔ میں نے ہمیشہ تم پر کامل اعتماد کا اظہار کیا ہے۔"

استھر نے اس کا کچھ جواب نہ دیا۔ اور اپنا چہرہ ٹامر کی چھاتی کے ساتھ لگا لیا۔

آخر الذکر کہنے لگی "معلوم ہوتا ہے میرا خیال غلط نہیں۔ استھر ضرور تم خود بھی آزار محبت میں مبتلا ہو۔ اور شاید جس سے تمہیں عشق ہے۔ وہ تم سے محبت نہیں کرتا۔ اگر یہی بات ہے۔ تو تم سارے حالات مجھ سے بیان کرو۔ تاکہ جہاں تک مجھ سے ممکن ہو۔ میں تمہیں مشورہ دے سکوں"

استھر نے کسی کا نام لیا۔ لیکن اس نام کو زبان سے ادا کرتے وقت اس کے چہرہ پر حیا سے

اتنی سرخی اور نمائندت پیدا ہو گئی کہ ٹامر کیا اس کا چہرہ آگ کی طرح گرم محسوس ہوا۔

اس نام کو دہرا کر ٹامر نے کہا "کیا ... ارل آف الینگھم!"

"ہاں بہن" استھر نے اپنا خوشنما چہرہ جو حیا کی وجہ سے ابتک سرخ تھا۔ اونچا کر کے کہا "میں اس امر واقعہ کو زیادہ عرصہ تک اپنے دل میں پوشیدہ نہیں رکھ سکتی .. مگر افسوس اُسے کسی اور سے محبت ہے"

"وہ اس سے شادی نہیں کر سکتا" ٹامر نے کہا "اس لئے بہن تمہارے لئے ضرور امید باقی ہے"

"کیا ... وہ لیڈی ہیٹی فیلڈ سے شادی نہیں کر سکتا؟" استھر نے سخت متعجب ہو کر کہا۔

ٹامر کہنے لگی "ہاں ٹامس نے مجھ سے یہ بات کہی تھی۔ اس نے میرے سامنے تفصیلات بیان نہیں کیں۔ اس لئے میں اسکے اسباب سے بے خبر ہوں۔ میری یہ عادت رہی ہے کہ ٹامس کے معاملات میں کبھی دخل انداز نہ ہوتی تھی۔ اس لئے اگر وہ کسی معاملہ کی تفصیل بیان نہ کرے تو میں بھی اس سے اصرار نہ کرتی تھی۔ بہرحال ٹامس کا یہی قول میں یقین دلاتی ہوں۔ کہ لیڈی ہیٹی فیلڈ اور ارل آف الینگھم کی ہرگز آپس میں شادی نہیں ہو سکتی۔ اور نہ اب ان کے دل دلوں میں شادی کرنے کا خیال باقی ہے۔ اس لئے پیاری استھر تم ان کی جدائی کے اسباب کے متعلق پریشان نہ ہو۔ بلکہ امید رکھو ... وہ امید جس کا ثمر نہایت خوشگوار ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ارل آف الینگھم ہمیشہ تمہیں تعریف کی نظر سے دیکھتا رہا ہے۔ وہ تمہارے خصائل کا مداح ہے اور تمہاری نسبت اس کے دل میں اتنا احترام ہے کہ اس سے ہی جذبہ عشق پیدا ہو جانا تعجب انگیز نہیں"

استھر نے جس کے سینہ میں امید و بیم کے مشترکہ اثر سے تلاطم سا پیدا ہو رہا تھا۔ کہا "ٹامر کچھ ایسی باتیں میرے سامنے نہ کرو" اگرچہ یہ امر قابل ذکر ہے کہ ٹامر کے لفظوں سے معصوم اور پاکباز استھر کے دل میں ناقابل بیان جذبہ راحت پیدا ہو گیا تھا۔ اور قاعدہ ہے کہ یہ جذبہ ان نہایت پاکباز اور بے لاگ سینوں میں بھی پیدا ہو جاتا ہے جن کے دلوں میں اول مرتبہ شرارہ عشق نمودار ہوتا ہے۔

ٹامر کہنے لگی "پیاری استھر میں جانتی ہوں۔ یہ مضمون تمہارے لئے بہت دلچسپ ہے اس لئے مجھے خاموشی پر مجبور نہ کرو۔ اگر محبت کرنا انسان کے لئے باعث شرم ہو تو دنیا میں سوائے بچوں کے ہر شخص کے رخساروں پر شرم کی سرخی نظر آنے لگے۔ پیاری بہن جذبہ عشق علیحدہ بالا ہے

ہر ایک دل میں نمودار ہوتا ہے۔ یہ کشش ہے ورنہ دنیا تاریک اور نہایت ناکارہ معلوم ہوتی۔ اگر دنیا میں زمانۂ طفلی کے بعد ہماری عشق پیدا نہ ہوتی۔ اس لئے پیاری اسٹھر تمہارے لئے ذرا بھی میں مبتلا ہوئے محبت ہو جانا کسی طرح باعث شرم نہیں۔"

با حیا دوشیزہ نے کہا "تم جو کچھ کہہ رہی ہو۔ اس کے بعد میں اس کے سامنے بغیر شرم کے کبھی نہ آسکوں گی۔ اس کے علاوہ اگر میں اپنے دل میں یہ امید پیدا کرنے کی بات کروں کہ شاید مجھے کبھی اپنی تمناؤں میں کامیابی نصیب ہو۔ تو پھر دوسری رکاوٹ ہماری قومیت کے اختلاف کی ہے۔"

طامسن کہنے لگی "یہ کچھ اہم مشکل نہیں۔ خود ارل نے بھی یہ بات کہی تھی کہ یہودی اور عیسائی کے درمیان باہم شادی ہو سکتی ہیں۔"

اسٹھر کے خوشنما چہرے پر شادمانی اور سینے پر سرخی چھا گئی جو اس کے دل کا حال ظاہر کرتی تھی۔ وہ کہنے لگی "بے شک اس مشکل کا حل تم نے خوب سوچا۔ مگر ابھی کئی اور دقتیں نظر آتی ہیں۔ ایک امیر کبیر ہے اور اس کے علاوہ اس خاندان سے ہے جو تہذیب کا اعلیٰ نمونہ ہے۔ ہماری قوم سے تو معلوم ہے کیسے نفرت کا سلوک کیا جاتا ہے۔"

طامسن چلا کر ہنس پڑی اور کہنے لگی "یہ تو [illegible] ارل آف انگلینڈ کو ایسے متعصبانہ خیالات سے نفرت ہے۔ وہ ایک روشن خیال آدمی ہے۔ اور اچھی طرح سمجھتا ہے کہ اس زمانے میں ہماری قوم کی تجارتی اور اولوالعزمی اور عالی ہمتی کی شہرت سے کچھ کم ترقی نہیں کی۔ تم جانتی ہو کہ دونوں قوموں کا مجموعہ ایک ہی ہے۔ اس لئے پیاری اسٹھر مجھے ہرگز یہ امید نہیں کہ ارل جیسا فیاض آدمی تم سے محض مذہبی عقائد کے باعث سردمہری کا سلوک کرے۔ کوئی تعجب نہیں کہ وہ تمہیں کسی دن کاؤنٹس آف انگلینڈ بنا کر اپنے دل کی [illegible] ہو۔"

دوشیزہ نے ایک آہ سرد کھینچی مگر کچھ جواب نہ دیا۔

طامسن نے اس قسم کی گفتگو کر کے ایک سلسلہ شروع کیا۔ اگرچہ اسٹھر اپنے دل میں اس بات کو فراموش کر چکی تھی مگر سادہ لوحی کی گفتگو سے اسٹھر کے سینے میں امید کی کرن پیدا ہو گئی جو کبھی پوری نہ ہو سکیں۔ لیکن اس کے دل میں ایک امید پیدا ہو گئی اور [illegible] طامسن اسٹھر اس سے مخاطب ہو کر کہنے لگی "اگر تم میں کچھ سے محبت ہے تو [illegible]

رینالڈس کے مشہور ناولوں کے ترجمے

نام کتاب	نام ترجمہ	نام مترجم	صفحات	قیمت
مسٹریز آف لنڈن (سلسلہ اول)	اسرار لندن (۷ حصے)	منشی تیرتھ رام صاحب فیروزپوری	۲۳۴۰	[illegible]
,, (سلسلہ ثانی)	,, (۲۵ حصے)	,,	۲۶۶۴	[illegible]
سیمسٹرس	سوزِ عشق	پنڈت بشمبر ناتھ صاحب سپرو	۵۱۹	[illegible]
پوپ جان	ظلمات	منشی خلیل الرحمن صاحب	۲۶۰	[illegible]
فاسٹ	فریب حسن	خواجہ اکبر حسین صاحب	۵۵۰	[illegible]
سے مڈامن	شکستہ دل	مسٹر پی رائے کمار	۱۳۶	۱۴؍
لیلی یا شارٹ آف منگریلیا	[illegible] و لیلی	منشی محمد امیر حسن صاحب	۶۲۷	[illegible]
برونز سٹیچو	[illegible] فرنگ	منشی رام نرائن صاحب	۴۲۴	[illegible]
مارگرٹ	مارگرٹ	منشی گنگا سہائے صاحب بی اے	۱۴۸	۱۲؍
عمر	[illegible] (۲ حصے)	منشی غلام قادر صاحب فصیح	۵۰۴	[illegible]
سولجرس وائف	سپاہی کی دلہن	ڈاکٹر [illegible] صاحب	۱۴۴	۱۲؍
روز المبرٹ	[illegible] (۲ حصے)	منشی [illegible]	۳۵۶	[illegible]
نکرومنسر	[illegible]	منشی صدیق احمد صاحب	۴۶۴	[illegible]
وگلز ڈی ویرولف	[illegible]	منشی محمد امیر حسن صاحب	۴۲۴	[illegible]
ماسٹر ٹموتھیز بک کیس	[illegible]	منشی سجاد حسین صاحب	۳۶۰	[illegible]
کینلم	[illegible] (۵ حصے)	مولوی [illegible] صاحب	۱۱۰۰	[illegible]
میری پرائس	[illegible] (۴ حصے)	منشی [illegible] صاحب	۱۴۱۰	[illegible]
الفریڈ	[illegible]	منشی [illegible]	۲۱۰	[illegible]
بیگ ڈچیس	[illegible] (۲ حصے)	منشی [illegible]	۹۰۰	[illegible]
فشرمین	[illegible]	[illegible]	۹۵	[illegible]
لورا آف دی چیم	[illegible]	منشی [illegible]	۳۱۰	[illegible]